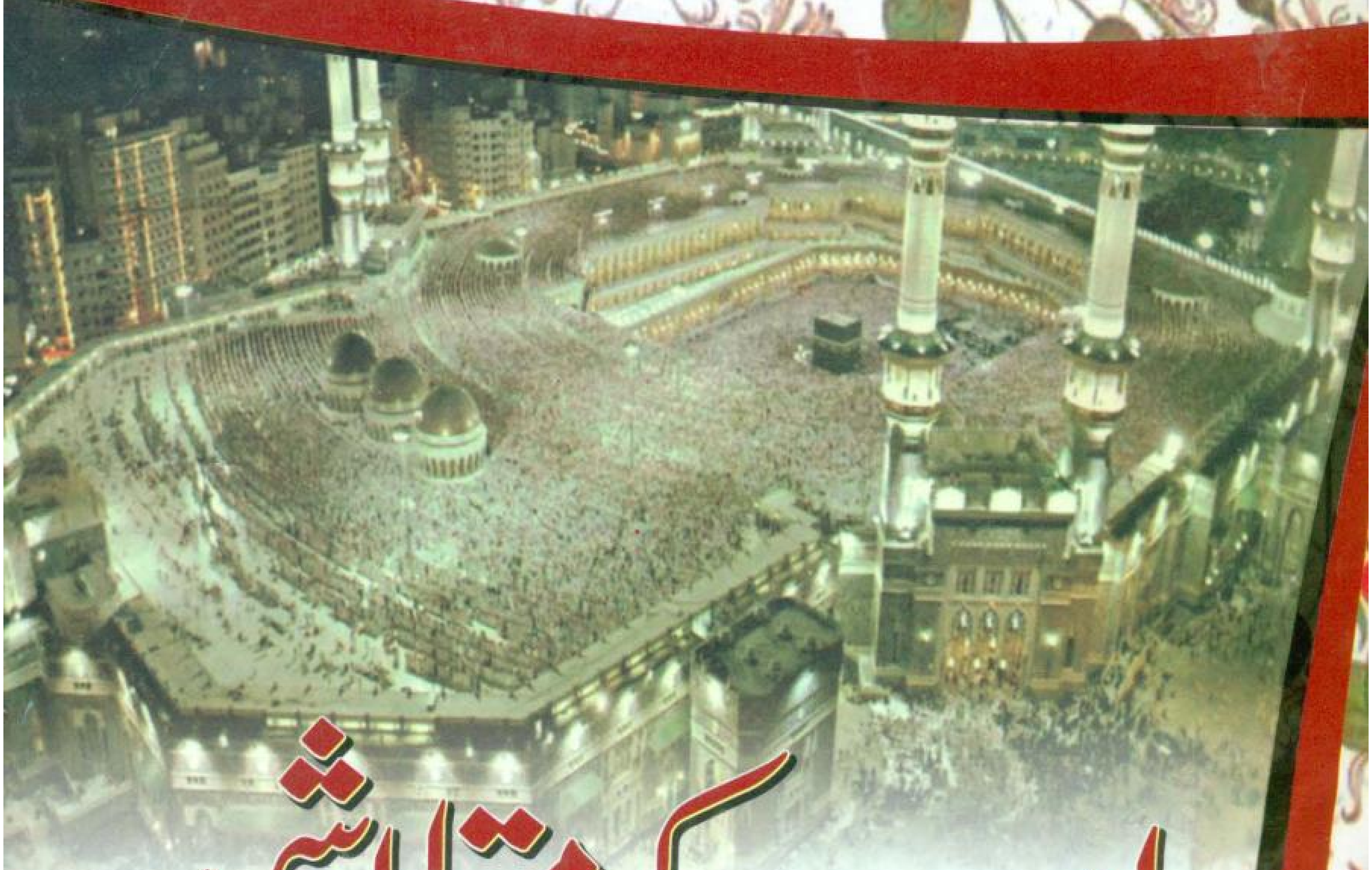

ادب کے متلاشی
اہلِ حدیث

تالیف:

شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ پی ایچ ڈی (امریکہ)

Privacy

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادب کے متلاشی اہل حدیث

تالیف:
شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم
(پی۔ایچ۔ڈی: امریکہ)

عبقری پبلیکیشنز
عالمی مرکز روحانیت وامن، عبقری اسٹریٹ
نزد قرطبہ مسجد، مزنگ چونگی، لاہور

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : ادب کے متلاشی اہل حدیث

تالیف : شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم

ترتیب : ڈاکٹر محمد عثمان سلفی حفظہ اللہ

ناشر : دفتر ماہنامہ عبقری، عالمی مرکز روحانیت وامن، قرطبہ چوک لاہور

سن اشاعت : 2018ء

قیمت : =/350روپے

خط و کتابت کا پتہ: عالمی مرکز روحانیت وامن، قرطبہ چوک

قرطبہ مسجد، عبقری اسٹریٹ، مزنگ چونگی لاہور

فون/فیکس:042-37425801,37425802,37425803

E-mail:contact@ubqari.org

website:www.ubqari.org

Facebook.com/ubqari

Youtube.com/ubqariTasbeehKhana

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ الفاظ، آیات، احادیث اور حوالہ جات میں کوئی غلطی نہ ہو۔ لیکن پھر بھی ہر پل خود کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں۔ آپ کی تحقیقی نظر کہیں کسی غلطی یا قابل اصلاح پہلو کی طرف جائے تو خود ہی اصلاح کر لیں، اور ادارہ کو بھی اطلاع کر دیں، مشکور رہیں گے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 3/274

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
انتساب	6	قرب الٰہی کی منزل ادب سے طے ہوتی ہے	34
حالِ دل	7	امام مالکؒ کی مؤدبانہ ادائیں	36
اولاد کو ادب سکھا کر آگ سے بچاؤ	8	موحد ہو کر مؤدب ہونا بڑی بات ہے	37
ادب سیکھنے کی خاطر محدثین کا سفر	9	ادب سے تلاوت سننا، کافر کیلئے بھی نفع	39
جلیل القدر امام نے درویش سے ادب سیکھا	10	حضور ﷺ مسجد کی صفائی کیا کرتے تھے	40
ادب و احترام میں مبالغہ کرنا چاہیے	12	مسلم و غیر مسلم کے جنازے کا ادب	42
علم کی برکت سے محروم رہنے والا شخص	13	اولیاء کے بے ادب کو اصطبل میں باندھو	43
اہلِ علم کی بے ادبی، منافق کا کام ہے	14	کھانے کے آداب سے علماء کیوں دور ہیں	46
باادب اہل حدیث کے تذکرے	16	شعر و شاعری میں آداب کی ضرورت	47
عظیم محدث کی بابرکت ٹوپی	19	بے ادب کی آگ سے ایک زمانہ جلتا ہے	49
آداب کا لحاظ کرنے پر دوگنا انعام	21	ہماری ناکامی کے پیچھے بے ادبی تو نہیں	50
ادب، اہلِ حدیث کا پہلا سبق	22	صحابہ کی عیب چینی سے باز آجاؤ	53
حرکات و سکنات میں شیخ کی اتباع	24	سو سالہ عبادت سے زیادہ فائدہ مند عمل	55
جس نے کیوں کہا، وہ ناکام ہوا	26	سچی اور دائمی عزت کن لوگوں کو ملی؟	56
فضولیات کا ماہر نہیں بننا چاہیے	27	حضور ﷺ کے گستاخوں کا عبرت ناک انجام	57
بڑوں کے سامنے بڑا بننے والا احمق ہے	29	ائمہ کی بے ادبی سے خاتمہ اچھا نہیں ہوتا	59
باادب، بانصیب	30	قرآن کے ادب سے آگ سے حفاظت	63
عظمت والے رب کا نام لینے کا ادب	32	اہلِ حدیث پر جھوٹے الزامات کا دفاع	65

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

صوفی صاحبؒ کا درندوں میں احترام	68	اسلاف کی بے ادبی، رافضیوں کا کام	113
درویش کی بددعا سے موت کا حملہ	70	بزرگانِ دینؒ میں عاجزی کی انتہاء	116
روضۂ اطہر پر حاضری کے آداب	72	بہترین الفاظ کا کبھی قحط نہیں پڑا	117
عظیم محدث مدینہ میں ننگے پاؤں رہتے	74	فتاویٰ ثنائیہ میں ادب کے تذکرے	119
مولانا نذیر احمد رحمانیؒ کا رعب وجلال	76	شیخ ابن عربیؒ کے متعلق کیا گمان رکھیں	121
اساتذہ کے ادب سے بیگانہ دور	78	سلف صالحین کے اقوال میں سلامتی	124
جنات میں مولانا سوہدرویؒ کا احترام	80	کہیں مشائخ کی بددعا کا شکار نہ ہو جانا	127
لکھوی بزرگ کے تعویذ کیلئے سکھوں کی آمد	82	مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کے آداب	128
ذرا سی گستاخی پر تار پھٹ گئے	83	کسی کی آبرو کا محافظ جہنم سے محفوظ رہتا ہے	131
تابعیؒ کی میت کا قبرستان میں استقبال	86	کتے کی طرح لوگوں پر مت بھونکو	132
دفاعِ قرآن کی بدولت قیدی کی آزمائش	88	کبھی بغیر داڑھی لڑکے کو خدمت پر نہ رکھنا	134
عمامہ، علماء کے لباس کا حصہ ہے	90	خدمت سے جی چرانے والا ناکام رہتا ہے	136
مجذوب کی نظر میں قاضی صاحبؒ کا ادب	93	دل سے دعا نکلوانے والے اعمال	138
جنت کے شہزادوں کا تحفہ	95	نیک لوگوں کے ہاتھ چومنا بھی ادب ہے	140
گستاخ پیر کیلئے قاضی صاحبؒ کی کرامت	98	مؤدب شخص کا سینہ روشن ہو جاتا ہے	141
اولیاء ہماری آنکھوں کے تارے ہیں	100	محسن کشی کا بڑھتا ہوا رجحان	145
ولی کی ناراضگی سے دریا بپھر گیا	102	فیکٹری مالک کانپتا ہوا کھڑا ہو گیا	148
اسلاف فراموشی کا بڑھتا ہوا رجحان	103	میں تمہاری ٹانگیں چیر دوں گا	149
مردِ کامل کی میت کا ادب	106	جماعت میں بدتمیزی کی فضا	152
تمام احادیث پر عبور کسی کے بس میں نہیں	109	مدینہ میں گھوڑے پر بیٹھنے سے اجتناب	155

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

شیخ جیلانیؒ کی مجلس میں ادب کا منظر	157	اولیاء کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دیں	212
تعظیمِ قرآن کی بدولت زیادہ نفع ملا	160	امام بخاریؒ کے قدموں کا بوسہ	214
بے ادب کو میں نہیں چھوڑوں گا	162	لیٹ کر حدیث بیان کرنا بے ادبی ہے	215
ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ عمل ہے	163	ادب کی خاطر بچھو کا ڈسنا قبول کرلیا	219
ننگے سر نماز محض بے عملی یا بدعملی ہے	166	علماء، طلباء اور صوفیاء کا ادب	221
نمازیوں میں فیشن پرستی بڑھ رہی ہے	168	اسلاف سے ناآشنا ہونا بدقسمتی ہے	222
امام ابن تیمیہؒ کا ننگے سر کے خلاف فتویٰ	172	والدین سے حسن سلوک، جہاد سے افضل	224
صحابہ کا نام بھی بے وضو نہ لیا جائے	174	بات بات پہ لوگوں کو کافر مت بنائیں	228
مرشد کی خدمت کیلئے میلوں لمبا پیدل سفر	178	اللہ کے توکل پر شرک چھوڑ دیا	230
ولی کا دشمن خدا کی پکڑ میں آگیا	182	مریض دادا کی خدمت کا عظیم صلہ	232
بے ادب انسان کی نسلوں میں وبال	185	امام مسجد کو تنگ کرنے والے کی موت	235
ولی کی بات مان کر چوہے بھاگ گئے	188	ماں کے گستاخ کو انوکھا عذاب	240
اسلام کی گستاخی کرنیوالے کے سر میں جوتے	194	سوہدروی خاندان کے خادم جنات	241
محسن خاندان کے بچے بچے کا ادب	196	ماں کی دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے	242
نابینا بزرگ کو ستانے کا انجام	199	والدین کی خدمت بھی جہاد ہے	247
حضرت علیؓ سے بغض رکھنے کی سزا	202	تعبیر کا علم ماں کے ادب سے ملا	250
12 سالوں میں کسی کو ننگے سر نہ دیکھا	204	استاد کی خدمت سے عزت کے در کھل گئے	254
منحوس نیکی اور مبارک گناہ	206	عالم دین کے احترام کی انوکھی مثال	256
معمر بزرگ کی مولانا غزنویؒ کو تنبیہ	208	یزید کے وکیلوں جیسا لب ولہجہ	259
ہر دلعزیز شخصیت کا جانوروں میں ادب	210	اہل حدیث میں ادب کے انمٹ نقوش	260

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

انتساب

اُس جل جلالہ کے نام، جس نے انسانیت کو اپنی محبوب ہستیوں کے آداب سیکھنے، سکھانے کا حکم دیا اور جو اپنے اولیاء کے حق میں اتنا غیور واقع ہوا ہے کہ حدیث قدسی بنا کر اس نے قیامت تک ایک قانون جاری کر دیا کہ: جس نے میرے کسی دوست کی توہین کی، میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے (صحیح بخاری) پھر وہ لازوال طاقت اور زبردست قدرت رکھتے ہوئے یہ جنگ خود ہی جیتتا ہے اور بے ادبی وگستاخی کرنے والوں کی دنیا بھی ویران کر دیتا ہے اور آخرت بھی برباد۔ پس اس عظیم کبریاء کے سامنے عاجزی کے جتنے بھی سجدے کیے جائیں، کم ہیں اور اس کی محبوب ہستیوں کا جتنا بھی ادب کیا جائے، سعادت ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

حالِ دل

بڑوں کا ادب واحترام، اساتذہ وشیوخ کا اکرام، ان کی خدمت گزاری اور ان کا لحاظ رکھنا ہمیشہ سے اکابر دین اور علمائے سلف کا امتیازی وصف رہا ہے، مگر آج آزادی کے غلط تصور اور اور مغرب زدگی کے اثر سے یہ چیزیں رفتہ رفتہ ختم ہورہی ہیں۔ آج سے پچیس، تیس سال پہلے ہمارے دینی مدارس کے طلباء میں جو شائستگی وتہذیب، جو متانت وسنجیدگی اور جو ادب واحترام پایا جاتا تھا، آج اس کی جھلک بھی کہیں مشکل ہی سے نظر آتی ہے۔ یہ کمی بڑی افسوس ناک کمی ہے۔ دینی علوم کے طالبین کو اسلامی تہذیب، اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق کا حامل ہونا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمارے لیے ہمارے اکابر واسلاف کی روِش قابل تقلید نمونہ ہے۔ اسلاف کو اپنے لیے نمونہ سمجھنے میں ہی ہماری عزت وسربلندی ہے اور انہی کی راہوں پر چل کر ہی ہم اسلام کے تقاضے کو پورا کر سکتے ہیں۔

اسلام میں آداب کی تلقین:

ہمارے مذہب نے جس طرح عقائد وعبادات اور اخلاق ومعاملات کے سبق ہم کو بتائے ہیں، اسی طرح آداب کا سبق بھی ہمارے دین ہی نے دیا ہے۔ اسلام نے ہمیں نیک روِش، اچھے چال چلن اور عمدہ طور طریق کی تعلیم بھی دی ہے اور دوسرے امورِ دین کے ساتھ ساتھ ادب اور وقار سیکھنے سکھانے کی تاکید بھی کی ہے۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان الھدی الصالح والسمت الصالح والاقتصاد جزء من خمسة وعشرين جزءا من النبوة (رواہ احمد) ترجمہ: عمدہ روِش، اچھے انداز اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ یعنی یہ چیزیں انبیاء علیہم السلام کے عادات وخصائل میں سے ہیں۔ اسی لیے سلف صالحین فرمایا کرتے تھے:

يسن ان يتعلم الادب والسمت والفضل والحياء وحسن السيرة شرعاً

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

وعرفاً یعنی ادب ، وقار، فضل و حیا، اور حسن سیرت سیکھنا شرعاً وعرفاً مسنون عمل ہے (بحوالہ کتاب: آداب الشرعیہ جلد 1 ص 472 مصنف: امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

اولاد کو ادب سکھانا سب سے بہترین تحفہ ہے:

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بھی وارد ہے کہ: لان یودب الرجل ولدہ خیر لہ من ان یتصدق بصاع (ترمذی) آدمی اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو یہ ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ اور فرمایا: مانحل والد ولدا من نحلۃ افضل من حسن ادب یعنی کسی باپ نے اپنی اولاد کو عمدہ ادب سکھانے سے زیادہ بہتر عطیہ/تحفہ کوئی نہیں دیا۔ اور ارشاد ہے کہ: اولاد کا ایک حق باپ پر یہ بھی ہے کہ اس کو اچھا ادب سکھائے (عوارف المعارف) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: تعلمو ا العلم و تعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ (طبرانی) علم سیکھو اور علم کیلئے سکون اور وقار سیکھو اور جس شخص سے کچھ سیکھو، اس کے سامنے تواضع اختیار کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: تأدبوا ثم تعلموا پہلے ادب سیکھو، پھر علم سیکھو (بحوالہ کتاب: الآداب الشرعیہ، جلد 3 ص 557 مصنف: امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

ادب سکھا کر اولاد کو آگ سے بچاؤ:

شیخ ابوعبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ادب العلم اکثر من العلم یعنی علم کا ادب کرنا علم سے زیادہ اہم ہے۔ عظیم محدث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آدمی کسی قسم کے علم سے باعظمت نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے علم کو ادب سے مزین نہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سورہ تحریم کی آیت: قُوا اَنفُسَکُم وَاَھلِیکُم نَارًا کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مخلد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم بہت ساری احادیث کے سننے اور پڑھنے سے زیادہ ادب سیکھنے کے محتاج ہیں (بحوالہ کتاب: الآداب الشرعیہ، ج 3 ص 558)

WWW.UBOARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

وارثانِ انبیاءؑ پر ادب سیکھنا لازم ہے:

حضرت حبیب بن شہید رحمۃ اللہ علیہ (جو امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے) بیان کرتے ہیں کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کو فرمایا کرتے تھے: بیٹا! فقہاء اور علماء کی مجالس میں بیٹھ کر ان سے ادب سیکھو۔ کیونکہ ادب سیکھنا میرے نزدیک بہت ساری احادیث یاد کر لینے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ عابد الحرمین حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بعض طلبۂ حدیث کو کچھ خفیف حرکات کرتے دیکھا تو فرمایا: اے وارثانِ انبیاءؑ! کیا تم ایسے ہی رہو گے؟ یعنی تمہیں ابھی تک احادیث کا ادب کرنا ہی نہیں آیا، تو ان پر عمل کب کرو گے؟ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے بعض طلباء کو کچھ نازیبا حرکتیں کرتے ہوئے دیکھا تو ڈانٹ کر فرمایا: یہ کیا حرکت ہے؟ تم پر وقار لازم ہے۔

(بحوالہ کتاب: الآداب الشرعیہ، ج 1 ص 243 مصنف: امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

ادب سیکھنے کی خاطر محدثین کا سفر:

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سفر کر رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: بصرہ جا رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: اب وہاں کون رہ گیا ہے، جس سے آپ حدیث نہ سن چکے ہوں؟ فرمایا: ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ہے، تاکہ میں بھی ان کے اخلاق اور ان کے آداب سیکھ سکوں۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمان بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم بعض سلف صالحین کی خدمت میں علم حاصل کرنے نہیں جاتے تھے، بلکہ صرف اس نیت سے حاضری دیتے تھے کہ ان کی نیک روش اور ان سے آداب سیکھیں۔ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن قطان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بعض اوقات صرف اس لیے جاتے، تاکہ ان سے ادب و شائستگی سیکھ سکیں۔ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں طالبین حدیث اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ہر چیز سیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ انہی جیسی پوشاک اور انہی جیسے جوتے پہننا بھی سیکھتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اساتذہ و مشائخ نے اپنے اساتذہ مشائخ کو دیکھ کر

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ادب حاصل کیا ہوتا تھا اور یہ سلسلہ چلتے چلتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے، جنہوں نے خود حضور ﷺ سے ادب سیکھا ہوا تھا۔ پس ہمیں بھی صالحین کی مجالس میں اس غرض سے جانا چاہئے کہ ہم ان سے آداب سیکھ کر اپنی زندگی کو حسن عمل کا مرقع بنائیں گے (بحوالہ کتاب: آداب الشرعیہ ص 556 مصنف: امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

جلیل القدر امام نے درویش سے ادب سیکھا:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پانچ ہزار سے زائد آدمی شریک ہوتے تھے۔ جن میں سے صرف پانچ سو آدمی ان سے سنی ہوئی احادیث لکھتے تھے اور باقی سب ان سے ادب اور وقار سیکھنے کیلئے حاضر ہوتے تھے (بحوالہ کتاب: آداب الشرعیہ ص 556) قارئین! خود امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت میں یہ واقعہ آتا ہے کہ وہ مشہور عارف باللہ درویش حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جا کر گھنٹوں مؤدب ہو کر بیٹھے رہتے۔ ان کے شاگردوں نے ایک دفعہ اعتراض کیا اور کہا: شیخ! آپ تو خود وقت کے اتنے بڑے محدث، فقیہ اور عالم دین ہیں، آپ ایک صوفی کی خدمت میں اتنا زیادہ کیوں جاتے ہیں؟ زمانہ گواہ ہے کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے تک وہی شخص شراب نوشی میں مشغول تھا۔ اب اس نے ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیا تو آپ بھی اس کے دامِ فریب میں آگئے؟ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ۔ تم نہیں جانتے کہ میرے پاس علم ہے، ان کے پاس عمل ہے۔ میرے پاس معلومات ہیں، ان کے پاس معمولات ہیں۔ میں تو ان سے ادب سیکھنے اور اپنے پڑھے ہوئے علم پر عمل کرنے کا نور لینے جاتا ہوں۔ کیونکہ وہ ایسی عظیم ہستی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت خاصہ کیلئے چنا اور شراب خانے سے نکال کر مسند کا وارث بنا دیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے، کہ جانور بھی ان کا اتنا ادب کرتے ہیں کہ جن گلیوں میں وہ ننگے پاؤں چلتے ہیں، ان گلیوں میں جانور پیشاب اور مینگنیاں نہیں کرتے۔ میں اس ہستی کا ادب کیوں نہ کروں اور ان کے بھرے ہوئے برتن سے اپنا برتن کیوں نہ بھروں؟ یہ باتیں سن کر تمام طلباء

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

لاجواب ہو گئے (بحوالہ کتاب: سیرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ص 82 ناشر: مکتبہ انوارِ توحید، پھاٹک حبش خان، دہلی) ادب سیکھنے کی اہمیت کو واضح کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی آداب کی تھوڑی سی تفصیل بیان کر دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ و مشائخ کا مقام و مرتبہ، ان کا حق اور ان کا اجلال و اکرام بھی ذکر کر دیا جائے۔

اساتذہ کا شاگرد پر حق:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا، میں اس کا غلام ہوں۔ وہ چاہے تو مجھے بیچ دے، چاہے اپنا غلام بنائے رکھے۔ امام زرنوجی رحمۃ اللہ علیہ یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ایک مسلمان پر سب سے زیادہ حق اس کے استاد کا ہے۔ وہ اس لائق ہے کہ ایک حرف سکھانے کی قدردانی میں اس کو ایک لاکھ درہم پیش کیا جائے۔ "شرح الطریقۃ المحمدیہ" میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث ان الفاظ میں وارد ہے کہ: جو کسی کو قرآن پاک کی ایک آیت سکھا دے، وہ اس کا آقا ہے۔ اس کو کبھی اس کی مدد نہ چھوڑنی چاہئے، نہ اس پر کسی کو ترجیح دینی چاہئے۔ اس حدیث کی اسناد عوارف المعارف، مجمع الزوائد اور طبرانی کی معجم الکبیر میں بھی موجود ہیں۔

لمبی عمر کس کام کی؟ اگر کسی کے کام ہی نہ آئے:

"شرح الطریقۃ المحمدیہ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ استاد کا حق ادا کرنے کو ماں باپ کا حق ادا کرنے پر ترجیح دینی چاہئے۔ جس وقت امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے گئے تو شیخ زرنجری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقی تمام شاگرد ان کی زیارت کو گئے۔ شیخ زرنجری رحمۃ اللہ علیہ ماں کی خدمت میں مشغول رہنے کی بناء پر نہ جا سکے۔ مدت کے بعد جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے غیر حاضری پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے یہی معذرت پیش کی۔ امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہاری عمر تو لمبی ہوگی مگر علم کی برکت

WWW.UBOARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

سے محروم رہو گے۔ یعنی زندگی میں برکت تو مل جائے گی، مگر حلقۂ درس قائم نہیں کر سکو گے۔ پس ایسا ہی ہوا اور ان کا سلسلۂ درس کبھی جاری نہ ہو سکا (بحوالہ: الآداب الشرعیہ ج1)

جاہل آدمی اور شاگرد ایک جیسے ہیں:

امام اخیر اخری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق طالب علم پر ایک ہی جیسا ہے اور وہ یہ ہے کہ: جاہل شخص یا طالب علم، عالم دین یا استاد سے پہلے بات شروع نہ کرے۔ اس کی جگہ پر نہ بیٹھے، اس کے آگے نہ چلے اور اس کی بات کبھی رد نہ کرے، اگرچہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ "**تعلیم المتعلم**" میں لکھا ہے کہ استاد کی تعظیم و ادب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ شاگردان کے سامنے جائز گفتگو بھی زیادہ مت کرے۔ جس وقت وہ تھکے ہوں، ان سے سوال نہ کرے۔ اگر ان کے ہاں لوگوں کو تعلیم دینے یا مسائل بتانے کا کوئی وقت مقرر ہو تو اس وقت کا انتظار کرے۔ یعنی ہر وقت مسائل دریافت کرنے سے باز رہے۔ ان کے دروازے پر جا کر دروازہ نہ کھٹکھٹائے بلکہ ان کے خود باہر آنے کا انتظار کرے۔

ادب و احترام میں مبالغہ کرنا چاہیے:

شرح الطریقۃ المحمدیہ میں لکھا ہے کہ جو آدمی علم و فضل میں بڑا ہو، اس سے یہ کہنا بھی بے ادبی ہے کہ: نماز کا وقت ہو گیا ہے" یا یہ کہ: چلیں نماز پڑھ لیں"۔ یعنی ان باتوں میں بے ادبی کا یہ شائبہ ہے کہ کیا اسے نماز کا خیال نہیں؟ تمہیں اس سے زیادہ نماز کی فکر ہے؟ استاد کا ہاتھ چومنا بھی اس کی تعظیم میں شامل ہے۔ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ مناقب اصحاب الحدیث میں لکھتے ہیں کہ: طالب علم کو چاہئے کہ اپنے شیخ کے ادب و احترام میں مبالغہ کرے اور اپنے نفس کو ان کے سامنے ذلیل کرے اور ان کیلئے تواضع اختیار کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ان کا ہاتھ چومے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے، جس میں استاد اور شیخ کے اکرام میں ان کے آنے جانے کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے (بحوالہ: شرح الطریقۃ المحمدیہ۔ آداب الشرعیہ ج2 ص272)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اساتذہ ومشائخ کی خدمت میں عزت ہے:

علماء ومشائخ کی تعظیم میں یہ بھی شامل ہے کہ ان کی خدمت کی جائے، ان کی چاپلوسی کی جائے، ان کی مدد کی جائے اور ان کے سامنے بھی اور ان کی غیر موجودگی میں بھی ان کے حق میں دعا کی جائے (بحوالہ: شرح الطریقۃ المحمدیہ ص 87) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: انسان کو چاہئے کہ اپنے استاد کے ساتھ تواضع سے پیش آئے اور ان کی خدمت کر کے عزت اور ثواب حاصل کرے (بحوالہ: احیاء العلوم ص 38) اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں: لیس من اخلاق المؤمن التملق الا فی طلب العلم یعنی مومن کے اخلاق میں تملق (چاپلوسی) کی کوئی جگہ نہیں ہے، سوائے طلبِ علم کی راہ میں (رواہ ابن عدی من حدیث معاذ وابی امامۃ باسناد ضعیفین) استاد کی تعظیم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان کی اولاد اور متعلقین کی بھی توقیر کرے۔ استاد کی کوئی رائے غلط معلوم ہوتی ہو، تب بھی ان کی بات مان لینی چاہئے، جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعے میں ثابت ہے (بحوالہ کتاب: تعلیم المتعلم ص 7)

بڑوں کے آگے چلنا کبیرہ گناہ:

الترغیب والترہیب میں حدیثِ مرفوع ہے: تواضعوا لمن تعلمون منہ یعنی جس سے علم حاصل کرو، اس کے لئے تواضع اختیار کرو۔ فردوس دیلمی کے حوالے سے ایک حدیث منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑوں کے آگے چلنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ بڑوں کے آگے کوئی ملعون ہی چل سکتا ہے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بڑوں سے مراد کون لوگ ہیں؟ فرمایا: علماء اور صلحاء۔ یعنی ان کی عظمت کا لحاظ نہ کرتے ہوئے ان سے آگے آگے چلنا قابل مذمت ہے۔

علم کی برکت سے محروم رہنے والا شخص:

شرح الطریقۃ المحمدیہ میں لکھا ہے کہ: علم کے زوال کا ایک سبب یہ ہے کہ: استاد

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے اور فرمایا: جس شاگرد سے استاد کو تکلیف پہنچے گی، وہ شاگرد علم کی برکت سے محروم رہ جائے گا۔ اسلاف میں سے ایک جلیل القدر عالم دین کا قول ہے کہ جو شاگرد اپنے استاد کو کوئی غیر شرعی امر کا ارتکاب کرتے دیکھے اور اعتراض یا بے ادبی کی وجہ سے "کیوں؟" کہہ دے، وہ فلاح نہیں پائے گا۔ یعنی غیر شرعی امر پر بھی استاد کو بے ادبی سے ٹوکنا جائز نہیں۔ یا تو مؤدب ہو کر استفسار کی صورت میں پوچھ لے یا کسی دوسرے بڑے سے انہیں تنبیہ کرائے (بحوالہ کتاب: شرح الطریقۃ المحمدیہ ص 423)

اہل علم کی بے ادبی کرنا منافق کا کام ہے:

ابوداؤد میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے مسلمان اور عالم اور حافظِ قرآن اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں داخل ہے۔ بروایت حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ حدیث منقول ہے کہ: تین باتیں اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں شامل ہیں۔ اسلام میں بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے والوں کا ادب کرنا۔ کتاب اللہ کے حامل کا احترام کرنا اور صاحبِ علم کا اکرام کرنا، خواہ وہ عمر میں چھوٹا ہو یا بڑا۔ حضرت طاؤس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عالمِ دین، بوڑھے شخص، بادشاہ اور باپ کی تعظیم کرنا سنت ہے۔ ایک اور مرفوع حدیث میں اہل علم کی بے ادبی کرنے کو منافق کا کام بتایا گیا ہے (دیکھئے کتاب: مجمع الزوائد، ص 127) ایک معروف حدیث میں ہے کہ: جو ہم میں سے کسی بڑے کی عزت نہ کرے، چھوٹے پر رحم نہ کرے اور عالمِ دین کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں سے نہیں۔ حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حاملینِ قرآن، تمام مسلمان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفۂ وقت اور عالم و فاضل کی توقیر واجب ہونے پر سب کا اجماع ہے (بحوالہ کتاب: الآداب الشرعیہ ص 495)

حکمران کی عاجزی و تواضع:

امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہارون الرشید نے میرے پاس ایک آدمی بھیج کر حدیث سننے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہلا بھیجا کہ علم کے پاس لوگ آتے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

ہیں، علم لوگوں کے پاس نہیں جایا کرتا۔خلیفہ ہارون الرشید یہ جواب سن کر خود آئے اور آ کر میرے ساتھ دیوار پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔میں نے کہا:اے امیر المومنین! کیا اللہ کی تعظیم میں یہ داخل نہیں کہ بوڑھے مسلمان کا احترام کیا جائے۔ہارون الرشید کھڑے ہو گئے۔پھر میرے سامنے شاگردانہ انداز میں بیٹھے۔ایک مدت کے بعد دوبارہ ملاقات ہوئی تو کہنے لگے:اے ابوعبداللہ! ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے سامنے تواضع اختیار کی، تو ہمیں اس سے نفع ملا(بحوالہ:الآداب الشرعیہ،ج2ص55)

علم کی توقیر کرنا فرض ہے:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ مہدی مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو اپنے دونوں بیٹوں (ہادی اور رشید) کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سننے کا حکم دیا۔جب ان شہزادوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔خلیفہ مہدی کو خبر ہوئی تو اس نے ناراضی ظاہر کی۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:علم اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی توقیر کی جائے اور اس کے اہل کے پاس آیا جائے۔یہ سن کر خلیفہ مہدی نے شہزادوں کو خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیا۔وہاں پہنچ کر انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ آپ ہمیں خود پڑھ کر سنائیں۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:جس طرح طالب علم پڑھتا ہے اور استاد سنتا ہے، پھر جہاں خطا ہوتی ہے، وہاں محدث ٹوک دیتا ہے، اسی طرح تم بھی ایسا ہی کرو۔خلیفہ مہدی کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس پر بھی اعتراض کیا۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:مدینہ کے سات ائمہ حضرات رحمہم اللہ کے ہاں یہی معمول تھا کہ شاگرد پڑھتے تھے اور وہ حضرات سنتے تھے۔یہ سن کر مہدی نے بیٹوں کو حکم دیا، جاؤ! تم بھی اسی طرح پڑھو۔پس شہزادوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔

سلف صالحین کے نام کی قدردانی:

ایک دفعہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی تکلیف کی وجہ سے ٹیک لگائے گفتگو کر رہے تھے۔دوران گفتگو حضرت ابراہیم بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ کا نام آ گیا۔امام احمد بن حنبل

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

رحمۃ اللہ علیہ فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: یہ نازیبا بات ہوگی کہ نیک لوگوں کا ذکر ہو اور ہم ٹیک لگائے بیٹھے رہیں (بحوالہ: آداب الشرعیہ، ج2 ص26 لامام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

باادب اہل حدیث کے تذکرے:

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سوار ہونے لگتے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی سواری کی رکاب تھام لیتے اور کہتے: علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (صحابی) نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) کی رکاب تھامی۔ امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی رکاب تھامتے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت داؤد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی رکاب تھامی۔ حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہم پر ایسی ہیبت ہوتی تھی، جیسے بادشاہوں کی ہوا کرتی ہے۔ یہی حال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شاگردوں کے ساتھ تھا۔ حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے کبھی پانی پینے کی ہمت نہیں ہوئی۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور تابعی ہیں۔ جب ان کی خدمت میں جاتے تو ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے۔ اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی لونڈی سے فرمایا کرتے: ذرا میرے ہاتھوں کو خوشبو لگا دو، کیونکہ جب وہ آئے گا تو ہاتھ چومے بغیر نہیں رہے گا (بحوالہ کتاب: مجمع الزوائد ص130) امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ، حضرت حسین جعفری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ایک دن ان دونوں میں سے ایک نے حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ اور دوسرے نے ان کا پاؤں چوما (بحوالہ کتاب: آداب شرعیہ ص272 امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

ہمیں علم کے احترام کا حکم دیا گیا ہے:

خلیفہ احمر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے امام ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات سننے آئے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان کو بلند جگہ پر بٹھاؤں، مگر انہوں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

نے فرمایا: میں تو آپ کے سامنے شاگردوں کی طرح ہی بیٹھوں گا۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جس سے علم حاصل کریں، اس کیلئے تواضع کریں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس حدیث کا پتہ چلتا تو میں خود ان کے دروازے پر حاضر ہوتا۔ اگر وہ سوئے ہوتے تو میں باہر ہی اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتا۔ مجھ پر دھول پڑتی رہتی۔ جب وہ باہر تشریف لاتے تو کہتے: آپ نے آدمی بھیج کر مجھے بلوا لیا ہوتا۔ تو میں کہتا: نہیں! میرا حق بنتا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضری دوں (بحوالہ: آداب شرعیہ ص 27 مصنف: امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

خدمت نے اونچا کر دیا:

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو بازار سے گوشت لینے بھیجا (جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں) راستے میں اتفاق سے ان کے والد مل گئے، جو سواری پر چلے آ رہے تھے۔ اپنے بیٹے حماد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں اشیائے خورد و نوش والا تھیلا دیکھا تو انہیں بہت ڈانٹا اور وہ تھیلا چھین کر دور پھینک دیا۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جب طالبین حدیث حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آئے تو ان کے والد نے ہی ہاتھ میں شمع پکڑ کر دروازہ کھولا اور پوچھا: کس مقصد کیلئے آئے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم آپ کے پاس نہیں آئے، بلکہ امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ وہ الٹے پاؤں اندر واپس گئے اور جا کر کہا: بیٹا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ تھیلے نے ہی تمہیں اس مقام پر پہنچایا ہے (بحوالہ: مقدمہ نصب الرایہ ص 34) قاضی فخر الدین ارسابندی رحمۃ اللہ علیہ رئیس الائمہ تھے۔ وقت کا بادشاہ بھی ان کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ منصب صرف اور صرف استاد کی خدمت کے طفیل پایا ہے۔ دوسری خدمتوں کے علاوہ میں نے تیس سال تک اپنے استاد قاضی ابوزید دبوسی رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا پکایا اور احترام کے پیش نظر اس میں سے کبھی نہ کھایا۔ حضرت

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ عاتکہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر کی رُوئی دھنتے، ہمارے لیے دودھ اور سبزی ترکاری خرید کر لاتے اور اس طرح کے دیگر بہت سے کام کرتے۔ پس یہی وجہ تھی کہ زمانہ طالبِ علمی میں استاد کی خدمت کرنے سے انہوں نے علم کی برکت پائی (بحوالہ: مقدمہ نصب الرایہ ص 34)

اہل علم کا انتظار بھی ادب میں شامل ہے:

حضرت خلال رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان کے سامنے علمائے کوفہ کی ایک جماعت حاضر تھی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تواضع اور ادب سے خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ کسی نے کہا: شیخ تو آپ کی بہت عزت کرتے ہیں؟ فرمایا: وہ میری عزت کرتے ہیں تو مجھ پر بھی ان کی تعظیم کرنا لازم ہے۔ امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی کسی محدث کے دروازے پر حاضر ہوا تو اطلاع بھجوا کر داخلے کی اجازت نہیں مانگی، بلکہ بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ خود باہر آ جاتے۔ ایسا کرتے ہوئے میرے سامنے قرآن پاک کی یہ آیت ہوتی۔ ولو انھم صبروا حتیٰ تخرج الیھم لکان خیرا لھم یعنی کاش وہ لوگ اس وقت تک صبر کرتے، جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود باہر نکلتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا (بحوالہ کتاب: آداب شرعیہ ص 4 ج 2 لا امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

پاؤں دھونے پر شہزادے کو ڈانٹ:

خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے ایک بیٹے کو علم و ادب سکھانے کیلئے امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ ایک دن اچانک خلیفہ وہاں پہنچ گیا تو دیکھا کہ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے۔ خلیفہ نے بڑی برہمی سے کہا: میں نے تو اسے آپ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ یہ آپ سے ادب سیکھے، آپ نے اسے یہ کیوں نہیں فرمایا: کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کے پاؤں دھوئے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

بچے کے ادب میں بار بار کھڑا ہونا:

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ بخارا کے ایک بہت بڑے امام اپنے حلقۂ درس میں درس دے رہے تھے، مگر دوران درس کبھی کبھی کھڑے ہوجاتے۔ جب ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا: میرے استاد کا بیٹا گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ کھیلتے کھیلتے وہ کبھی مسجد کے دروازے کے سامنے بھی آجاتا ہے تو میں اس کی تعظیم میں کھڑا ہوجاتا ہوں۔ (بحوالہ کتاب: تعلیم المتعلم ص7)

عظیم محدث کی بابرکت ٹوپی:

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضل صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی۔ مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ تحصیل علم سے فراغت پانے کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ٹوپی جو پندرہ برس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عمامہ کے نیچے رہ چکی تھی، مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے رات کے وقت وہ ٹوپی گرم پانی میں بھگودی۔ صبح تک وہ پانی املتاس کے شربت سے بھی زیادہ سیاہ ہوگیا۔ میں عقیدت و ادب سے اس کو پی گیا۔ اس پانی کی برکت سے میرا دل ایسا روشن اور میرا ذہن اتنا تیز ہوگیا کہ کوئی مشکل کتاب میرے لیے مشکل نہ رہی (بحوالہ کتاب: مقاماتِ مظہری ص29)

شیخ کے سامنے بات کرنے کا ادب:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ہمارے پیرومرشد حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس "عوارف المعارف" کا جو نسخہ تھا، اس کا خط کچھ باریک تھا اور اس میں کتابت کی غلطیاں بھی بہت تھیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب اس کو سامنے رکھ کر بیان فرماتے تو جگہ جگہ رُکنا پڑتا۔ مجھے یاد آیا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عوارف المعارف کا بہت اچھا نسخہ موجود ہے۔ میں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تو یہ بات شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت

facebook.com/Salfi.tasawuf

گراں محسوس ہوئی۔ چند مرتبہ فرمایا: جی ہاں! اس فقیر کو غلط نسخے کی تصحیح کرنے کی لیاقت نہیں ہے۔ پہلے تو میں نہ سمجھا۔ لیکن جب میری سمجھ میں آیا کہ یہ میری نسبت ہی فرما رہے ہیں، تو میں کھڑا ہو گیا اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگنا شروع کر دی اور کہا: معاذ اللہ میری یہ غرض نہیں تھی، بلکہ میں تو بس یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے وہ نسخہ ان کے ہاں دیکھا تھا۔ لیکن میری معذرت کچھ موثر نہ ہوئی۔ میں سخت حیرانی و پریشانی کے عالم میں مجلس سے باہر آ گیا۔ اس دن جو غم مجھ کو تھا، خدا کرے کسی کو روزی نہ ہو۔ جی چاہتا تھا کہ اس بے ادبی پر کنویں میں گر کر جان دے دوں۔ میری حالت کی خبر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی، جو مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ انہوں نے میرا حال بہت احسن انداز میں جا کر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کیا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے پاس بلایا، بڑی شفقت کا اظہار فرمایا اور ارشاد کیا: یہ سب میں نے تمہاری حالت کو چمکانے کیلئے کیا تھا، کیونکہ پیر مشاطۂ مرید ہوتا ہے۔ اس کے بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک خاص پوشاک مجھے عنایت فرمائی (بحوالہ کتاب: اخبار الاخیار ص 69 مصنف: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

محدثین میں حسن ادب کی چند مثالیں:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غلام آئے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف تکیہ بڑھا دیا اور ان کی بڑی عزت کی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے معمول تھا کہ کوئی بھی قابل عزت آدمی آتا تو اپنا تکیہ اس کی طرف بڑھا دیتے۔ ایک بار امام ابو ہمام رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سواری پر آئے تو آپ نے ان کی رکاب تھام لی۔ ایک دفعہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کیلئے تعظیماً کھڑے ہوئے تو انہوں نے اعتراض کیا۔ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں یہ بات شامل ہے کہ بوڑھے مسلمان کی تعظیم کی جائے۔ یہ سن کر حضرت سفیان ثوری

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ محدث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نہ کسی کیلئے کھڑے ہوتے، نہ ہی کسی کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ مگر محدث ابن وارہ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے یہ دونوں کام کرتے تھے (بحوالہ: آداب شرعیہ ص 468)

تابعی محدث کے سامنے حکمران کی حیثیت:

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک جب حج کو گئے تو اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مسائل پوچھنے حاضر ہوئے۔ حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو انہوں نے خلیفہ اور شہزادوں کی طرف رُخ بھی نہ کیا اور یونہی بیٹھے بیٹھے مناسکِ حج بتاتے رہے۔ جب پوچھ چکے تو شہزادوں سے کہا: اٹھو چلو۔ بیٹو! علم حاصل کرنے میں سستی نہ کرو۔ میں اس حبشی غلام کے علم کے سامنے اپنے ذلیل ہونے کو نہیں بھول سکتا (بحوالہ کتاب: صفت الصفوۃ ص 119)

علم خود باعظمت چیز ہے:

شیخ عید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جلالت وعظمت میں علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

شیخ ابن داب رحمۃ اللہ علیہ انساب واخبار کے حافظ تھے۔ مگر کبھی خلیفۂ وقت کے ساتھ یا اس کے سامنے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ پوچھنے پر بتایا کہ میں اس جگہ کھانا نہیں کھاتا، جہاں ہاتھ بھی نہ دھو سکوں۔ (خلیفہ کے سامنے ہاتھ دھونا درباری آداب کے خلاف تھا) اس وقت کے بعد خلیفہ نے کہا: آپ جہاں مرضی ہاتھ دھو سکتے ہیں۔ پس باقی سب تو باہر جایا کرتے تھے، مگر ابن داب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کے سامنے ہی ہاتھ دھو کر کھانا کھاتے تھے۔

(بحوالہ کتاب: معجم الادباء ص 155 جلد 16)

آداب کا لحاظ کرنے پر دوگنا انعام:

خراسان کے حاکم عبداللہ کے صاحبزادے طاہر جب مکہ میں حج کو آئے تو اسحاق بن ابراہیم نے اپنے گھر پر علمائے مکہ کو دعوت دی، تاکہ طاہر ان سب سے کچھ سیکھ

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

لے۔ باقی تو سب آ گئے مگر ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ علم کے پاس خود چل کر آنا چاہیے۔ اسحاق بن ابراہیم اس بات پر خفا ہو گیا۔ حاکم خراسان کی طرف سے ان کو جو دو ہزار درہم کا وظیفہ ملتا تھا، وہ دینا بند کر دیا اور حاکم خراسان عبداللہ کی طرف ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب لکھ کر بھیج دیا۔ حاکم وقت نے کہا: انہوں نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ آج سے میں ان کا وظیفہ چار ہزار درہم بھیجا کروں گا۔ تم ان کے تمام بقایہ جات ادا کرو (بحوالہ کتاب: معجم الادباء ص 261)

"ادب" اہل حدیث کا پہلا سبق:

امام بدرالدین بن جماعۃ رحمۃ اللہ علیہ نے آداب پر ایک نہایت جامع اور نفیس کتاب لکھی ہے۔ اس کے تیسرے باب کی دوسری فصل میں سے چند مضامین آپ کے پیش خدمت ہیں۔ فرماتے ہیں: لازم ہے کہ شاگرد اپنے تمام امور میں استاد و شیخ کا مطیع رہے۔ ان کی رائے سے باہر نہ ہو۔ جس طرح کوئی بیمار شخص حکیم حاذق کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اسی طرح اپنے آپ کو استاد کے ہاتھ میں دے دے۔ جس بات کا بھی ارادہ کرے، اس میں ان سے مشورہ کرے۔ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ان کے احترام میں مبالغہ کرے اور ان کی خدمت کو خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھے۔

اہل اللہ کے سامنے تواضع کرنے سے عزت ملتی ہے:

اس بات کا پختہ یقین پیدا کر لے کہ استاد و شیخ کے سامنے ذلیل ہونا عزت ہے، ان کے لیے جھکنا فخر ہے اور ان کے سامنے تواضع اختیار کرنا دونوں جہانوں کی سربلندی ملنے کا ذریعہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے ملامت کی: آپ رحمۃ اللہ علیہ علماء کیلئے اس قدر تواضع کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: میں اپنے آپ کو ان کے سامنے ذلیل کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے عزت دیتا ہے اور جس نفس کو تو علماء و مشائخ کے سامنے ذلیل نہ کرے، اس کی کبھی عزت نہیں ہو سکتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہونے کے باوجود حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب اپنے

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہاتھ سے تھامی اور فرمایا: ہم کو اپنے علماء کے ساتھ یہی سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے علمی ودینی عظمت ہونے کے باوجود خلیفہ احمر نحوی کی مجلس میں اپنے آپ کو شاگردوں والی جگہ پر بٹھایا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ جس سے علم سیکھیں، اس کے لیے تواضع کریں (بحوالہ: تذکرۃ السامع والمتکلم ص 87)

اسلاف اہل حدیث کی اساتذہ کیلئے دعا:

اپنے استاد و شیخ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھے اور اس کے کمال کا پختہ عقیدہ رکھے۔ ان کیلئے زندگی بھر دعا کرتا رہے۔ ان کی زندگی میں بھی اور ان کے وفات پا جانے کے بعد بھی ان کی اولاد، رشتہ داروں اور دوستوں کا لحاظ کرے۔ ان کی قبر کی زیارت کیلئے جائے، ان کی طرف سے صدقہ اور استغفار کرے اسلاف اہل حدیث میں بعض حضرات یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! میرے شیخ کا کوئی عیب مجھ پر ظاہر نہ ہو۔ مبادا کوئی بے اعتقادی پیدا ہو کر مجھے ان کے علم کی برکت سے محروم نہ کر دے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ورق بھی بہت آہستہ الٹتا تھا کہ اسکی آواز ان کو سنائی نہ دے۔ امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہوتے ہوئے مجھے کبھی پانی پینے کی جرات نہ ہوئی۔

علم کا مقام شہزادے سے اونچا ہے:

خلیفہ مہدی کا کوئی لڑکا قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے حدیث پوچھی تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ پوچھی، تب بھی انہوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ اس نے کہا: آپ شہزادوں کی بے حرمتی کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! مگر علم کا مقام و مرتبہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ میں اس کو برباد کروں۔ شاگرد کو چاہیئے کہ اپنے استاد اور شیخ کو دور سے نہ پکارے۔ جب بھی پکارے: یا سیدی، یا استاذی، یا شیخ کہہ کر بلائے۔ مؤدب القاب کے ذریعے مخاطب کرے۔ ان کی غیر موجودگی میں بھی ان کا ذکر تعظیم کے ساتھ کرے۔ ان کا حق

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

پہچانے اور ان کا احسان کبھی نہ بھولے۔امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں ایک حدیث بھی کسی سے سن لیتا ہوں تو زندگی بھر کیلئے اس کا غلام بن جاتا ہوں۔

حرکات وسکنات میں شیخ کی اتباع:

علماء ومشائخ کی تعظیم میں یہ بھی شامل ہے کہ کوئی ان کی غیبت کرے تو تم ان کی حمایت میں اسکی تردید کرو۔ اگر یہ نہ کر سکو تو اس محفل سے اٹھ جاؤ۔ان کی چال ڈھال کی پیروی کرے۔علم دین میں، حرکات وسکنات میں، عبادت اور عادت میں انہی کی حرکات وسکنات کی اقتداء کرے۔جس طرح اسلافِ اہل حدیث امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے، اور وہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے، اور وہ امام سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے، اور وہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے، اور وہ امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے، اور وہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے اور وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، گفتار میں بھی اور کردار میں بھی۔نشست میں بھی اور برخاست میں بھی۔

(بحوالہ: تذکرۃ السامع والمتکلم ص 88-89)

سخت مزاجی برداشت کرنے کا ادب:

استاد سے سخت مزاجی بھی ظاہر ہو تو صبر کرے اور اس کی وجہ سے آنے جانے میں یا عقیدت میں فرق نہ آنے دے۔لازم ہے کہ ان کی سختی کی اپنے آپ کو عمدہ دلیل سمجھائے اور اس تنبیہ کے موقع پر اپنے آپ کو ہی قصوروار جانے۔ان سے معافی مانگنے میں جلدی کرے اور آئندہ ایسی حرکات ظاہر کرے، جن سے توبہ واستغفار نظر آئے۔یعنی اپنے کی کوتاہی کا مکمل طور پہ ازالہ کرے۔کیونکہ اسی میں شاگرد کی دنیا و آخرت کا نفع ہے۔امام معافی بن عمران رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو عالم دین پر خفا ہوتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جو مسجد کے ستونوں پر خفا ہوتا ہو۔امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: طالب علم آپ کے پاس اتنی دور دور سے آتے ہیں اور

facebook.com/Salfi.tasawuf

آپ ان پر خفا ہوتے ہیں؟ کہیں وہ آپ کو چھوڑ کر چلے نہ جائیں۔ فرمایا: اگر وہ تمہارے جیسے احمق ہوئے تو میری سختی کی وجہ سے اپنے نفع کی چیز چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

استاد کے سامنے بالکل برف بن جاؤ:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انسان پر عالم دین کی مدارت کرنا واجب ہے۔ یعنی اس کی سختی کو اپنی نرمی سے دور کرے اور اس کے سامنے بالکل برف بن جائے۔ استاد اور شیخ اگر کوئی اچھی بات بتائے یا کسی بری بات پر تنبیہ کرے تو اس کا شکریہ ادا کرے، اگر وہ کوئی ایسا نکتہ بتائے، جو تمہیں پہلے سے معلوم ہو، تب بھی یہ ظاہر کرو کہ مجھے تو علم نہیں تھا، آپ کا احسان ہے جو آپ نے بتا دیا (بحوالہ: تذکرۃ السامع والمتکلم ص 90)

اساتذہ کے گھر کا ادب:

استاد کے دروازے پر ادب کے ساتھ آہستگی سے دستک دے۔ پہلے ناخنوں سے دستک دے۔ اگر جواب نہ ملے تو انگلیوں سے۔ ہاں اگر رہائش دروازے سے دور ہو تو دستک کی آواز بڑھا سکتا ہے۔ استاد کے پاس گیا اور وہاں اس سے پہلے لوگ موجود تھے، جو اسے دیکھ کر خاموش ہو گئے تو جلدی سے اٹھ کر واپس چلا آئے۔ استاد سو رہے ہوں تو ان کو جگانے کی بجائے انتظار کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے انتظار کرتے رہتے، حتیٰ کہ بعض اوقات دھوپ کی تکلیف بھی برداشت کرنا پڑتی۔ لوگ کہتے کہ ہم انہیں جگا دیتے ہیں، تو فرماتے: نہیں۔

اساتذہ کے سامنے بیٹھنے کے آداب:

استاد کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھے، جس سے تواضع، سکون اور خشوع و خضوع ظاہر ہوتا ہو۔ ہمہ تن ان کی طرف متوجہ رہے۔ بلا ضرورت ادھر ادھر مت دیکھے۔ کسی شور کی آواز سن کر مضطرب نہ ہو۔ ان کے سامنے بیٹھے ہوئے ہاتھ، پاؤں، داڑھی سے نہ کھیلے۔ ناک نہ کریدے۔ دانتوں سے ناخن نہ چبائے۔ زمین پر لکیریں نہ کھینچے۔ انگلیاں مت

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

چٹخائے، کسی چیز سے ٹیک مت لگائے، ان کی طرف پیٹھ مت کرے۔ زیادہ بات مت کرے، بلاضرورت نہ کھنکارے، نہ تھوکے۔ چھینکے تو بہت آہستہ سے منہ چھپا کر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طلباء کو نصیحتیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طلباء کو جو نصیحتیں کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ عالم دین، استاد یا شیخ کو کوئی کام پیش آئے تو تم اس کام کو کرنے کیلئے سب سے آگے بڑھو۔ ان کی مجلس میں ایک دوسرے سے آہستہ باتیں مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ان کی تعظیم کرو، ان کے وقار کا خیال رکھو۔ ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو معذرت فوراً قبول کرو۔

جس نے "کیوں" کہا، وہ ناکام ہوا:

محدثین کا فرمان ہے کہ استاد کے پہلو میں نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ مکمل ادب کے ساتھ گفتگو کرو۔ انہیں کبھی بھی "کیوں" نہ کہو۔ کسی بات کا حوالہ از خود نہ مانگو۔ جب تک کہ وہ خود نہ بتا دیں۔ بعض اسلاف نے فرمایا: جو اپنے استاد سے "کیوں" کہے گا، وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔ استاد سے بات کرتے ہوئے اپنے الفاظ پر خوب گہری نظر رکھے، انہیں کوئی خط یا درخواست تہہ کیے ہوئے کاغذ پر نہ دے، تاکہ انہیں کھولنے کی بھی زحمت نہ ہو۔ کتاب پکڑائے تو سیدھی پکڑائے۔ کوئی خاص مقام دکھانا ہو تو وہ صفحہ خود نکال کر دکھائے۔ استاد کوئی چیز عنایت کریں تو اس طرح نہ لے کہ انہیں ہاتھ آگے بڑھانا پڑے، بلکہ خود آگے بڑھ کر تھام لے۔ ان کے سامنے مصلے پر نہ بیٹھے کیونکہ یہ بھی تن آسانی کی ایک دلیل ہے۔ وہ کھڑے ہوں تو ان کا جوتا ان کے سامنے پیش کرے۔ استاد اور شیخ کے ساتھ اگر چلے تو رات کے وقت آگے اور دن کے وقت پیچھے چلے۔ نامعلوم مقامات اور کیچڑ وغیرہ سے گزرنا ہو تو خود پہل کرے اور استاد کو راستہ دکھاتا جائے۔ آگے چلے تو ہر تھوڑی دیر بعد پیچھے مڑ کر انہیں دیکھتا رہے۔ ان کی کسی رائے میں غلطی محسوس ہو تو بھی یہ نہ کہے کہ یہ رائے تو غلط ہے، بلکہ کہے کہ مجھے تو یوں کرنے میں مصلحت محسوس ہوتی تھی (بحوالہ: تذکرۃ السامع والمتکلم ص 92-97)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اہل علم کے ہاں گفتگو کے آداب:

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: جب کوئی محدث ایسی حدیث بیان کرے جس کو طالب علم پہلے سے جانتا ہو، تو اس میں مداخلت نہ کرے۔ خالد بن صفوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص تمہارے سامنے تمہاری ہی کہی ہوئی کوئی بات بیان کرے تو اس کے درمیان بھی مداخلت نہ کرو، کہ یہ بھی بے ادبی میں شامل ہے۔ حضرت عطاء بن رباح رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بعض اوقات میرے طالب علم بھی میرے سامنے کوئی حدیث بیان کریں تو میں اس کو ایسے سنتا ہوں، جیسے پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔ حالانکہ میں اس کو اس طالب علم کی پیدائش سے بھی پہلے سن چکا ہوتا تھا۔ حضرت ابن وہب رحمہ اللہ بھی اپنی یہی عادت بیان فرماتے تھے۔ حضرت عطاء بن رباح رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک شخص نے حدیث بیان کرنا شروع کی تو درمیان میں دوسرا شخص مداخلت کرنے لگا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ کیا طریقہ ہے؟ یہ کیسے اخلاق ہیں؟ میں تو بعض آدمیوں کی زبانی ایک حدیث سنتا ہوں اور اس بیان کرنے والے سے زیادہ جانتا ہوں، پھر بھی ایسے سنتا ہوں کہ جیسے مجھے کچھ معلوم نہیں (بحوالہ کتاب: صفۃ الصفوۃ ص 121)

فضولیات کے ماہر نہیں بننا چاہیے:

اگر کسی کو اپنے استاد اور شیخ کی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو ان کی بات ختم ہونے تک صبر کرے، درمیان میں نہ کاٹے، بلکہ بعد میں ادب کے ساتھ نرمی سے پوچھ لے۔ ایک باحکمت شخص نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ حسن کلام کی طرح حسن استماع بھی سیکھنے کی ضرورت ہے۔ حسن استماع یہ ہے کہ بات کرنے والے کو اپنی بات مکمل کرنے کی مہلت دو اور خاموشی سے سنتے رہو۔ اگر کسی دوسرے شخص سے کوئی بات پوچھی جا رہی ہو، تو اس کا جواب تم نہ دو۔ حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ: خبردار اگر کسی دوسرے سے سوال ہو تو تم مجیب مت بننا۔ ابن بطوطہ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ میں ابوعمر زاہد رحمہ اللہ کی مجلس میں شامل تھا۔ کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا تو میں نے

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

پیش قدمی کرتے ہوئے جلدی سے جواب دے دیا۔ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہو کر بولے: آپ فضولیات کے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سن کر میں بہت شرمندہ ہوا۔

علم کا شکریہ ادا کرو:

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: علم کا شکریہ ادا کیا کرو۔ وہ ایسے کہ جب تمہیں کسی سے کوئی علمی موتی حاصل ہو تو دوسرے لوگوں کو وہ علمی نکتہ بیان کرتے وقت یہ بتاؤ کہ مجھے اس کی نسبت کچھ معلوم نہ تھا، پھر فلاں محسن سے یہ بات معلوم ہوئی۔ کبھی ایسے مت بیان کرو کہ یہ تحقیق خود تمہاری اپنی ہے (بحوالہ کتاب: آداب الشرعیہ ص 179)

پانی ہمیشہ پست جگہ پر ہی جمع ہوتا ہے:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کو کوئی شخص حکومت اور عزتِ نفس سے حاصل کر کے فلاح نہیں پا سکتا۔ ہاں مگر جو اس کو ذلتِ نفس اور تنگی برداشت کر کے اور استاد کی خدمت اور تواضع کر کے حاصل کرے، وہ فلاح پا سکتا ہے۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ: جو آدمی شاگردی کی ذلت تھوڑی دیر برداشت نہ کرے، اسے جہالت کی ذلت میں عمر بھر گرفتار رہنا پڑے گا۔ ابن المعتز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو طالب علم متواضع ہوگا، اسی کو زیادہ علم حاصل ہوگا۔ کیونکہ زیادہ پانی ہمیشہ پست جگہ پر ہی اکٹھا ہوتا ہے۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں جا بیٹھتے۔ کسی نے ان پر اعتراض کیا تو فرمایا: علم کی شان یہی ہے کہ اس کے پاس آیا جائے اور اسے طلب کیا جائے۔ چاہے جہاں کہیں بھی ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کسی طالب علم پر غضب ناک ہو گئے تو دوسرا طالب علم کہنے لگا: اگر آپ مجھ پر اس طرح خفا ہوتے تو میں دوبارہ کبھی آپ کے پاس نہ آتا۔ فرمایا: کیا وہ بھی تمہاری طرح احمق ہے جو میری ذرا سی سختی کی خاطر اپنے فائدے کی چیز چھوڑ جائے؟

(بحوالہ کتاب: آداب الشرعیہ ج 2 ص 28، 29)

facebook.com/Salfi.tasawuf

بڑوں کے سامنے بڑا بننے والا احمق ہے:

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے سے زیادہ عمر والے یا اپنے سے زیادہ علم والے کی موجودگی میں بات نہ کرے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوتے تو امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کلام نہیں کرتے تھے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: آپ حلقۂ حدیث کیوں نہیں لگاتے؟ فرمایا: جب تک آپ زندہ ہیں، تب تک یہ مشغلہ اختیار نہیں کروں گا۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچہ تھا۔ جو کچھ بھی سنتا، حافظے میں محفوظ ہو جاتا۔ یعنی معلومات کی کمی نہیں تھی، مگر میں جان بوجھ کر خاموش رہتا کہ مجھ سے بڑی عمر کے صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔ امام ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے یہ معلوم ہوا کہ نوعمروں کیلئے شیوخ کی توقیر کرنا لازم ہے۔ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص ایسے شہر میں حدیث بیان کرے یعنی حلقۂ حدیث قائم کرے، جہاں اس سے بہتر محدث موجود ہو تو وہ احمق ہے۔ جس شہر میں امام علی بن مسعر رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث موجود ہوں، وہاں اگر میں محدث بنوں تو میں اس لائق ہوں کہ میری داڑھی مونڈھ دی جائے۔

(بحوالہ کتاب: آداب الشرعیہ ص10 ج2 مصنف: امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

قارئین! آیئے اب دیکھتے ہیں کہ ان اسلاف کے بعد آنے والے علمائے اہل حدیث نے ادب کی کیسی مثالیں قائم کیں اور اپنے اخلاف کے لیے باادب بننے کا کون سا نسخہ تجویز کیا۔ اللہ کریم ہمیں ہر حال کے ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خواستگارِ اخلاص و دعائے نیم شبی
بندہ حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی عفی عنہ
(پی۔ایچ۔ڈی امریکہ)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

باادب بانصیب

افادات: مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: طارق اکیڈمی، فیصل آباد

مختصر تعارف:

قارئین! برصغیر پاک و ہند میں مسلک اہل حدیث کو پھیلانے میں غزنوی خاندان کا اہم کردار ہے۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جماعت اہل حدیث کی بنیادوں میں غزنوی علماء و صالحین کا لہو شامل ہے۔ امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہما اللہ کی کتابوں کو پاک و ہند میں متعارف کرانے کی سعادت بھی سب سے پہلے غزنوی خاندان کے حصے میں آئی (بحوالہ کتاب: تذکرہ علمائے خان پور، ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور) اسی خاندان کے چشم و چراغ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گل سرسبد مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی کتابیں مخلوق خدا کیلئے فیض رسانی کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں، جن میں " قربت کی راہیں، تعلیم و تزکیہ، سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، خطباتِ جہاد اور زیر نظر کتاب " باادب بانصیب " شامل ہیں۔ غزنوی علماء نے ہمیشہ توحید و سنت کے ساتھ ساتھ معرفت و ادب کا پیغام بھی لوگوں تک پہنچایا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں خالق و مخلوق کے کون کون سے آداب ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے (از: مرتب)

آدھا دین ادب پر مشتمل ہے:

دین محض نماز روزے کا نام نہیں۔ یہ سمجھنا غلطی ہے کہ جو شخص زیادہ تسبیح پڑھتا ہے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے، وہی زیادہ دین دار ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ فہم حاصل ہے کہ آدابِ معاشرت کو دین میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ آدھا دین تو ادب پر مشتمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عَلَّمَنِی رَبِّی فَاَحسَنَ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

تَعلِیمِی وَاَدَّبَنِی رَبِّی فَاَحسَنَ تَادِیبِی (الجامع الصغیر للسیوطی) میرے رب نے مجھے علم عطا کیا اور بہت اچھا علم عطا کیا۔ اور میرے رب نے مجھے ادب سکھایا، پس بہت خوب ادب سکھایا (بحوالہ کتاب: باادب بانصیب، ص 11)

آداب کا مظاہرہ کرنا تہجد گزاری سے مقدم:

اسلام نے آداب اس لیے سکھائے ہیں، تاکہ کسی شخص کی کوئی حرکت دوسرے شخص کیلئے اذیت اور ناگواری کا باعث نہ بنے۔ تہذیب اور شائستگی کی بہت زیادہ باریکیاں اسلام نے ہمیں سمجھائی ہیں۔ امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمُسلِمُ مَن سَلِمَ المُسلِمُونَ مِن لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ (صحیح بخاری) صحیح معنوں میں مسلمان تو وہی ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔ اگر آپ کسی کیلئے ناگواری کا باعث بنتے ہیں تو مسلمان آپ سے محفوظ اور سلامت نہیں ہیں۔ انسان کے عقیدے اور عبادات میں اگر خلل آئے تو اس میں اس کا ذاتی نقصان ہوتا ہے۔ لیکن اگر آداب میں کوتاہی ہو تو دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور دوسروں کو نقصان پہنچانا اپنے آپ کو نقصان پہنچانے سے زیادہ سنگین ہے۔ آخر کوئی بات تو ہے کہ سورۂ فرقان میں اللہ پاک نے جہاں اپنے نیک بندوں کے اوصاف بیان فرمائے، وہاں ان کی تہجد گزاری اور شب زندہ داری سے پہلے ان کے حُسنِ معاشرت کا ذکر کیا: وَعِبَادُ الرَّحمٰنِ الَّذِینَ یَمشُونَ عَلَی الاَرضِ هَونًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الجٰهِلُونَ قَالُوا سَلٰمًا وَالَّذِینَ یَبِیتُونَ لِرَبِّهِم سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان آیت 64،63) اور رحمان کے بندے، جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں اور جب بے سمجھ لوگ ان سے بات کریں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں اور ان کی راتیں اپنے رب کے حضور کبھی سجدے اور کبھی قیام کی حالت میں بسر ہوتی ہیں (بحوالہ کتاب: باادب بانصیب، ص 13)

تمام اچھائیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں:

بعض لوگ انبیاء علیہم السلام اور صالحین رحمہم اللہ اجمعین کا احترام تو ملحوظ رکھتے ہیں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اور زبان سے ایسا کوئی لفظ نہیں نکالتے، جس سے ان کی توہین کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق ان کی زبانیں آزاد ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک شیطانی وسوسہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے بارے جو کچھ جی میں آئے، کہہ لو۔ حالانکہ یہ بڑی بدنصیبی اور صریح گمراہی ہے۔ بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عیب اور ہر نقص اپنے آپ کی طرف منسوب کیا جائے۔ اپنے دامن کے داغوں کا ذمہ دار خود اپنے آپ کو ٹھہرایا جائے اور تمام بھلائیاں اور اچھائیاں خداوندِ قدوس کی طرف منسوب کی جائیں اور دلی طور پر تمام صفات اور ہر طرح کی خیر کا سرچشمہ اسی ذاتِ عالی کو سمجھا جائے۔ انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں کہ وہ کس قدر مؤدب تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلَّذِی خَلَقَنِی فَهُوَ یَهدِینِ ۔ وَالَّذِی هُوَ یُطعِمُنِی وَیَسقِینِ، وَاِذَا مَرِضتُ فَهُوَ یَشفِینِ (سورۃ الشعراء آیت 78 تا 80) وہ اللہ جس نے مجھے پیدا کیا اور ہدایت دی۔ وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑ جاتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے۔

یہاں غور کریں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی تخلیق کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ اپنی ہدایت کو اسی کے ساتھ جوڑا۔ لیکن جب بیماری کا ذکر کیا تو یہ نہیں کہا کہ جب وہ بیمار کرتا ہے۔ بلکہ فرمایا: جب میں بیمار پڑ جاتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے۔

عظمت والے رب کا نام لینے کا ادب:

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ خلوت (تنہائی) میں بھی برہنہ نہ رہو، تو اس کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ کا ادب اور تعظیم ہے۔ یہ ستر کو چھپانا بھی ادب ہے۔ یہ نماز سے پہلے وضو کرنا اور وضو کے دوران کلیاں کرنا بھی بارگاہِ الٰہی کا ادب ہے۔

ے ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

اے اللہ! اگر میں ہزار مرتبہ مُشک (کستوری) اور عرق گلاب سے کلیاں کروں، تب بھی تیرا پاک نام لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے، کیونکہ تیرا نام ہی اتنی عظمت والا ہے کہ اس کے ادب کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

گندی دھوتی اور میلے کپڑے پہن کر مسجد میں جانا:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں صرف ستر عورۃ (جسم ڈھانپنے) کا حکم نہیں، بلکہ اخذِ زینت کا حکم ہے۔ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ (سورۃ الاعراف آیت 31) فرمایا کہ مسجد میں جاتے ہوئے زینت اختیار کرو۔ یعنی ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو آراستہ کرلیا کرو۔ آہ! یہ کیسا المیہ ہے کہ ہم دنیوی کاروبار کیلئے تو بن سنور کے جائیں۔ کسی ایرے غیرے افسر سے ملنے کیلئے توسج دھج نکال کر جائیں۔ مگر اس رب السموات والارض کی بارگاہ میں آئیں تو گندی دھوتی باندھ کر اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر ہی چلے آئیں۔ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا؟ اوہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم نے اللہ جل شانہٗ کا وقار ہی اپنے دل سے اٹھادیا ہے؟ بزرگوں کے حالات میں پڑھا ہے کہ وہ اپنا بہترین لباس نماز کیلئے مخصوص رکھتے اور کہتے کہ: بندے کیلئے یہی مناسب ہے کہ وہ اپنا حسین ترین لباس نماز میں پہنے۔

حالتِ تذلل میں قرآن پڑھنے کی ممانعت:

پھر یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا تو اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ تذلل کی حالت ہے اور تذلل کی حالت میں کلامِ الٰہی پڑھنا سوءِ ادب ہے۔ اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف مت دیکھو، تو یہ بھی کمال ادب ہے کہ بندہ اپنے آقا کے سامنے سر جھکائے رکھے اور اوپر نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔ پس میرے دوستو! سچی بات یہ ہے کہ: اَلدِّيْنُ كُلُّهٗ اَدَبٌ. لِكُلِّ وَقْتٍ اَدَبٌ، وَلِكُلِّ مَقَامٍ اَدَبٌ، وَلِكُلِّ حَالٍ اَدَبٌ. دین سراسر ادب ہے۔ ہر وقت کا ادب ہے، ہر مقام اور ہر حال کا ادب ہے۔

اپنی عبادت کو حقیر جانیں:

بارگاہِ الٰہی کا ایک یہ بھی ادب ہے کہ انسان اپنی عبادت کو ہمیشہ حقیر سمجھے۔ تمام

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ، جنھوں نے اپنی زندگیاں ذکر و عبادت میں کھپا دیں، سب کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور سب رُوح کی گہرائیوں سے کہہ رہے ہیں کہ: مَا عَرَفْنٰكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْنٰكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ! تیری معرفت اور تیری عبادت کا حق ہم سے ادا نہ ہو سکا۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے، حتیٰ کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ نیاز بارگاہِ الٰہی میں جھکا ہوا رہتا۔ فرماتے تھے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا۔ پھر فرمایا کہ میں بھی اپنے عمل سے جنت میں نہیں جاؤں گا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے نہ ڈھانپ لے (بخاری و مسلم)

قربِ الٰہی کی تمام منزلیں ادب سے طے ہوتی ہیں:

میرے دوستو! قربِ الٰہی کی تمام منزلیں باادب ہونے سے ہی طے ہوتی ہیں۔ اگر ہر بات میں ادب ملحوظ رکھا جائے تو انسان یقیناً خاصان بارگاہِ الٰہی میں شمار ہو سکتا ہے۔

؎ از ادب زندیق صدیقے شود بے ادب صدیق زندیقے شود

زندیق اگر باادب بن جائے تو ادب کی برکت سے ایک دن مقامِ صدیقیت پر پہنچ جاتا ہے۔ اور مقامِ صدیقیت پر فائز ہو کر اگر کوئی بے ادب ہو جائے تو زندیقیت کے گڑھے میں جا گرتا ہے (بحوالہ کتاب: باادب بانصیب، ص 14-16)

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب:

میرے دوستو! جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی زیادہ معرفت ہے، وہ اتنا ہی اس بارگاہ میں مؤدب ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت تھی، اسی لیے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے زیادہ مؤدب تھے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں صلح کروانے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 35/274

ہوا تو مؤذن نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر اقامت کہہ دی اور انہوں نے امامت شروع کر دی۔ نماز کے دوران رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کیلئے نمازیوں نے دستک دی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گوشۂ چشم سے دیکھا کہ امام الانبیاء ﷺ کھڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے یہ بات ممکن نہ پائی کہ وہ امامت کریں اور رسول اللہ ﷺ مقتدی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کو آگے ہونا پڑا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں خود حکم دیا تھا تو اپنی جگہ پر کھڑا رہنے سے تمہیں کس چیز نے باز رکھا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ زیب نہ دیتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے آگے کھڑا ہو (صحیح بخاری)

منبرِ رسالت ﷺ کا احترام:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے تو جس سیڑھی پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تھے، اس پر کھڑا ہونا سوءِ ادب خیال کیا اور اس سے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہوئے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے اس سیڑھی پر کھڑا ہونا بھی سوءِ ادب سمجھا، جس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے تھے، لہٰذا وہ اس سے بھی نچلی سیڑھی پر کھڑے ہوئے۔

حضور ﷺ سے پہلے میں طواف نہیں کروں گا:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف صلح حدیبیہ کیلئے سفیر بنا کر بھیجا تو قریش نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کرنے کی اجازت دی،

facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے طواف کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: جب تک امام کائنات ﷺ طواف نہ کریں، میرے لیے زیبا نہیں کہ میں طواف کروں۔

میں تو حضور ﷺ کا نام نہیں کاٹ سکتا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کا صلح نامہ لکھا تو اس میں یہ عبارت بھی تھی کہ هٰذَا مَا كَتَبَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ﷺ۔ مشرکوں نے کہا کہ لفظ رسول اللہ ﷺ نہ لکھو۔ اگر آپ ﷺ کی رسالت کے ہم قائل ہوتے تو جھگڑا کس بات پر تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس لفظ کو مٹا دو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ میں اس لفظ کو مٹاؤں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے خود اس لفظ کو مٹا دیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مؤدبانہ ادائیں:

امام مدینہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے یا ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپائے تعظیم ہو جاتے۔ حتیٰ کہ ان کے بعض ہم نشینوں کو ان کی یہ حد سے زیادہ تعظیم عجیب محسوس ہوتی۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر آنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کیا ہو جاتا ہے؟ تو فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ کی وہ شان اور عظمت تم دیکھتے، جو میں دیکھ رہا ہوں تو تمہیں میرے اس عمل پر حیرانی نہ ہوتی۔

حدیث شریف کا درس دینے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ غسل فرماتے۔ نہایت عمدہ لباس پہنتے۔ خوشبو لگاتے اور انتہائی خشوع و خضوع سے حدیث بیان فرماتے۔ جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ درس دیتے رہتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں خوشبو مسلسل سلگتی رہتی۔

مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں چلنے والے عظیم محدث:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوتیں تو جوتا اتار لیتے تھے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اپنے وقت کے امام اعظم، عظیم محدث اور فقیہہ ننگے پاؤں مدینے کی سرزمین پر چلتے تھے کہ مبادا جس جگہ رحمتِ کائنات ﷺ نے قدم رکھے ہوں، وہاں وہ اپنی جوتیاں رکھ دیں۔ میرے دوستو! ادب کی یہ کیفیات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتیں، جب تک آپ ﷺ کی ذات کی معرفت نہ ہو۔ آج بھی رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے ہوئے، حدیث شریف پڑھتے ہوئے اور مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ادب کو ویسا ہی ملحوظ رکھنا چاہئے، جیسا ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف سے ملتا ہے (بحوالہ کتاب: باادب بانصیب، ص 22-26)

موحد ہو کر مؤدب ہونا بڑی بات ہے:

موحد ہو کر مؤدب ہونا بڑی بات ہے۔ موحد ہونے کے یہ معنی نہیں کہ انسان بے مہار ہو جائے، اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے، اپنے محسنوں کا گریبان پھاڑے اور یہ سمجھے کہ میں غیر اللہ کی نفی کر رہا ہوں۔ اسی طرح بزرگوں کے ادب کے یہ معنی نہیں کہ انہیں اٹھا کر الٰہ بنا دیا جائے۔ کچھ لوگوں کو توحید کا مفہوم تو کچھ سمجھ میں آیا، مگر انہیں اہل اللہ کی معرفت حاصل نہ ہوئی اور انہوں نے ان کے ادب واحترام کو ملحوظ نہ رکھا۔ اسی طرح کچھ لوگوں کو ادب کی توفیق ہوئی، مگر ان کی توحید میں خلل واقع ہو گیا۔ یہ دونوں بیماریاں بہت پرانی ہیں میرے دوستو! قرآن میں عیسائیوں کے بارے ارشاد ہے کہ انہوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو رب بنا لیا تھا اور مسیح ابن مریم علیہا السلام کے رب ہونے کے قائل ہو گئے تھے (سورۃ التوبہ آیت 31) اسی طرح یہودیوں کو یہ بیماری تھی کہ وہ اپنے محسنوں کا گریبان پھاڑتے تھے، جن سے فیض حاصل کرتے تھے، انہی کے ساتھ گستاخی اور بدتمیزی سے پیش آتے تھے، حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کو قتل بھی کر ڈالتے تھے (سورۃ البقرۃ آیت 61) اس لیے میرے دوستو! میں یہ بات پھر دہراتا ہوں کہ موحد ہو کر مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اس سعادت کی بھیک مانگتا ہوں۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

قرآن مجید کا ظاہری ادب کرنا بھی لازم ہے:

قرآن مجید کے ادب کا یہ تقاضا ہے کہ اسے میل کچیل سے پاک رکھا جائے، اونچی جگہ پر رکھا جائے۔ زمین پر نہ رکھا جائے، نہ ہی پاؤں کے برابر رکھا جائے۔ نہ اس کی طرف پاؤں پھیلانے چاہئیں، نہ اس کے اوپر کوئی دوسری کتاب رکھنی چاہیے، نہ قرآن مجید سے اونچی جگہ بیٹھنا چاہیے۔ یہ تمام سوء ادب کی باتیں ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الدعاء المقبول" میں لکھا ہے کہ قرآن مجید کی ظاہری تعظیم بھی کرنی چاہئے کیونکہ اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے۔ زمین پر قرآن مجید کے گرے ہوئے اوراق اٹھانے والا اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام اٹھانے والا آخرت میں علیین میں بلند مرتبہ پاتا ہے۔

قرآنی نقطے کا ادب کرنے کی فکر:

مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ "زبدۃ المقامات" میں لکھتے ہیں کہ: ایک روز میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت معارف تحریر فرما رہے تھے۔ اچانک پیشاب کے تقاضے کی وجہ سے نہایت تیزی سے بیت الخلاء کی طرف گئے، مگر فوراً واپس آ گئے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنی جلدی کیسے واپس آ گئے؟ باہر آتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی منگوایا اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن دھویا اور دوبارہ بیت الخلاء میں چلے گئے۔ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں بیت الخلاء میں گیا ہی تھا کہ میری نظر ناخن پر پڑی تو وہ سیاہی کا نقطہ نظر آیا جو قلم کی درستگی جانچنے کیلئے انگوٹھے پر میں نے لگایا تھا۔ چونکہ وہ نقطہ بھی حروفِ قرآنی میں سے تھا، اس لیے اس نقطے کی وجہ سے مجھے بیت الخلاء میں بیٹھنا ادب کے منافی معلوم ہوا۔ اگرچہ پیشاب کا تقاضا شدت کا تھا اور اس کی وجہ سے میں تکلیف میں بھی تھا، مگر بے ادبی کی تکلیف اس سے بھی زیادہ سخت تھی (بحوالہ کتاب: باادب بانصیب، ص29)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ادب سے تلاوت سننے والے کافر کو بھی فائدہ ہوگا:

شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "موضح القرآن" میں لکھتے ہیں کہ: جب کوئی شخص قرآن کی تلاوت کرے تو دوسرے لوگوں پر واجب ہے کہ باتیں نہ کریں، بلکہ دھیان سے سنیں، شاید ان کے دل میں ہدایت پڑ جائے۔ لیکن تلاوت کرنے والا اگر جان بوجھ کر باتوں والی مجلس میں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھے تو اس کی خطا ہے۔ اس آیت پر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ لکھا ہے کہ: قرآن ایسی بے بہا دولت اور علم وہدایت کی کان ہے کہ سامعین پر حق بنتا ہے کہ اس کی قرات کے وقت پوری توجہ سے کان لگائیں، اس کی ہدایات کو غور سے سنیں اور ہر قسم کی بات چیت اور ذکر وفکر چھوڑ کر ادب کی وجہ سے خاموش رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مہربانی کے مستحق بن سکیں۔ اگر کوئی کافر شخص بھی اس ادب کے ساتھ قرآن سنے گا تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایمان لانے والا بن جائے اور اگر کوئی مسلمان اس ادب سے قرآن سنے گا تو ممکن ہے کہ اولیاء اللہ میں شامل ہو جائے یا کم از کم اس عمل کے اجر وثواب سے نوازا جائے۔

(بحوالہ کتاب: با ادب با نصیب، ص 31)

صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنا نقصان دہ عمل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ نفوسِ قدسیہ ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کیلئے چنا تھا اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ چاہت تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست فیض حاصل کریں۔ حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کا روحانی تزکیہ کریں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں پر انوارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براہِ راست پڑے۔ یہ وہ سعادت ہے کہ دنیا کی تمام سعادتیں اس کی سامنے ہیچ ہیں۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

گستاخی سراسر محرومی کا باعث ہے اور ان کے متعلق دل میں کسی قسم کا بغض رکھنا سراسر خسارے کا موجب ہے (بحوالہ کتاب: با ادب بانصیب، ص 33)

مساجد میں تجلیات نازل ہوتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ بُیُوتَ اللہِ تَعَالٰی مِنَ الْاَرْضِ مَسَاجِدُھَا زمین پر مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں (طبرانی) پس جو شخص مسجد میں جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں جاتا ہے اور اگر وہاں کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جائے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمتوں سے نوازتے ہیں۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ مسجد کی چاردیواری میں یوں بیٹھا ہے، جیسے ہم اپنے مکان میں بیٹھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص تجلیات مساجد پر پڑتی رہتی ہیں، اور ان میں جانے والے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان تجلیات سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔ (بحوالہ کتاب: با ادب بانصیب، ص 37)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مسجد کی صفائی کیا کرتے تھے:

حضرت یعقوب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے غبار کو کھجور کی ٹہنی سے صاف کیا کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت مطلب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قباء میں تشریف لے گئے۔ اس میں نماز پڑھی، پھر کسی آدمی سے فرمایا: مجھے کھجور کی ایک ٹہنی لادو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑے سے اپنی کمر باندھی اور تمام مسجد میں جھاڑو دیا (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے اعمال کے ثواب میرے سامنے پیش کیے گئے۔ حتیٰ کہ وہ تنکا بھی جسے کسی آدمی نے مسجد سے نکال دیا ہو (ابوداود) پس مسجدوں کو صاف رکھنا چاہیے اور ان میں خوشبو سلگانی چاہیے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مسجدوں میں خوشبو سلگائی جاتی تھی (ابوداود۔ ترمذی)

facebook.com/Salfi.tasawuf

ادب تو ہر زمانے کی ضرورت ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جس شخص سے میں نے ایک حرف بھی سیکھا، وہ میرا محسن ہے۔ آپ کہیں گے کہ تم نئے دور میں پرانی باتیں کررہے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہزار برس پہلے آگ جلاتی تھی تو آج بھی اس سے جسم جلتا ہے۔ اور اگر زہر آج سے کئی ہزار برس پہلے قاتل تھا تو آج بھی وہ ویسا ہی ہلاکت خیز ہے۔ بالکل اسی طرح اخلاق اور آداب بھی زمانے کے بدلنے سے بدلے نہیں جاسکتے۔ زمانہ چاہے کتنا ہی آگے کو بڑھ جائے، مگر بے ادبی کو تو کبھی بھی قابل تحسین قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بچوں کو سلام میں پہل کرنا سنت ہے:

بعض اساتذہ کو میں نے دیکھا ہے کہ طالب علم کے سلام کا جواب بڑی نیم دلی سے دیتے ہیں اور بعض تو سلام کے جواب میں صرف سر جھٹکتے ہیں اور زبان سے وعلیکم السلام کہنا بھی انہیں گراں گزرتا ہے، حالانکہ اسلامی تہذیب میں تو طالب علم کی تربیت کیلیے سلام میں خود پہل کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ وہ بچوں کو خود سلام کرتے تھے۔ ہماری درس گاہوں میں یہ رواج ہے کہ طالب علم اگر استاد کے کمرے میں جائیں تو انہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میرے دوستو! یہ سب انگریزوں کا اڑایا ہوا غبار ہے۔ اسلامی آداب سے ان حرکات کا کوئی تعلق نہیں (بحوالہ کتاب: با ادب بانصیب، ص 54)

رزق کے ایک ایک دانے کی قدر کرنی چاہئے:

اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق کی قدر کرنی چاہئے اور ایک شکر گزار بندے کی طرح اللہ تعالیٰ کے شکر میں ڈوب کر کھانا کھانا چاہئے۔ کھانے میں سے عیب نہ نکالے جائیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی کھانے میں نقص نہیں نکالتے تھے۔ اگر کھانا پسند ہوتا تو تناول فرمالیتے، اگر پسند نہ آتا تو چھوڑ دیتے (بخاری و مسلم) رزق کے ایک ایک دانے کی قدر کرنی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر لے اور کھا لے۔ اسے شیطان کیلئے مت چھوڑے۔ اور جب فارغ ہو تو اپنی انگلیاں چاٹ لے۔ اسے کیا خبر کہ کون سا لقمہ اس کیلئے باعثِ برکت ہے؟ (مسلم) پس میرے دوستو! زمین سے روٹی اٹھا کر پھینک دینا بھی سوءِ ادب ہے۔

میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح کھاتا ہوں:

کھانے کے برتن کو صاف رکھنا بھی سنت ہے اور کھانے سے فارغ ہو کر انگلیوں کا چاٹنا بھی رزق کی قدردانی اور ادب ہے۔ جب کوئی بندہ برتن صاف کرتا ہے، یا انگلیاں چاٹ لیتا ہے تو وہ زبان حال سے یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! ہم تیرے رزق کے ایک ایک ذرے کے قدردان ہیں۔ پس یہ ادا بھی نعمت کی قدردانی اور شکر میں آتی ہے۔ لہٰذا شکر ادا کرنے والی کی نعمتیں مزید بڑھا دی جاتی ہیں اور اس شخص کے دسترخوان اس کی نسلوں تک وسیع کر دیے جاتے ہیں۔ گھٹنوں کے بل تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا، میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ (بخاری)
(بحوالہ کتاب: باادب بانصیب، ص 71)

مسلمان اور غیر مسلم کے جنازے کے آداب:

جنازے کے لیے کھڑا ہونے کے متعلق کئی احادیث موجود ہیں۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنازہ آتے ہوئے دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ، حتیٰ کہ وہ آگے گزر جائے (بخاری و مسلم) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کیلئے کھڑے ہو گئے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ جنازہ تو یہودی کا ہے۔ فرمایا: موت سراسر گھبراہٹ ہے۔ پس جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ (بخاری) حضرت سہل بن حنیف اور حضرت

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کے متعلق بھی روایت آئی ہے کہ وہ ایک یہودی کے جنازے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ان پر اعتراض ہوا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایک یہودی کے جنازے کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔کسی نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ انسان نہیں تھا؟ (بخاری ومسلم) (بحوالہ کتاب: با ادب بانصیب، ص 83)

اولیاء کے بے ادب کو اصطبل میں باندھو:

ولایت کی کسوٹی فقط ایک ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی۔جو شخص جتنا زیادہ حضور ﷺ کے قریب ہوا، وہ اتنا ہی بڑا ولی اللہ بن گیا۔اولیاء اللہ رحمہم اللہ اجمعین تو واجب الادب اور واجب التعظیم ہوتے ہیں۔جو شخص اولیاء اللہ کا نام ادب سے نہ لے اور روح کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم بجا نہ لائے، وہ بھی کوئی انسان ہے؟ اسے اصطبل میں باندھو (اولئك كالانعام بل هم اضل) اولیاء اللہ کی شان میں ادنی سی گستاخی بھی محرومی کا سبب ہے میرے دوستو! اور یہ بات میں اس حدیث قدسی کی روشنی میں کر رہا ہوں، جو صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جو شخص میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے، میں (ربِ کائنات) خود اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں (بحوالہ کتاب: قربت کی راہیں، ص 79)

آئیں! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ادب سیکھیں:

میرے دوستو! سلوک کا راستہ رسول اللہ ﷺ سے محبت، ان سے عشق اور ان سے والہانہ شیفتگی ہی سے طے ہوتا ہے۔خود خدا کی محبت بھی اسی راستے سے سہولت سے ملتی ہے۔حضور ﷺ کا عشق وادب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھنا چاہئے۔ان کی سیرت کا گہرا مطالعہ کرنا چاہئے۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: نبوت کے بعد صدیقیت سے اونچا کوئی مقام نہیں۔ہماری سرحدیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ہیں۔آگے تو وہ مقام ہے، جہاں بار بار حضور ﷺ یہ فرماتے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہیں کہ: تم میں سے کون ہے، جو مجھ جیسا ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھئے، انہوں نے جو کچھ بھی پایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں فناء ہو کر پایا۔ جیسا کہ "البدایہ والنہایہ" میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسلام کا ابھی آغاز تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو معرفت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی، اس کی بناء پر بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں لوگوں کو بتاؤں کہ ایسا آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم طلوع ہو چکا ہے، جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا۔ سب سے پہلے جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی خاطر مارا پیٹا گیا، لتاڑا گیا اور روندا گیا، وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان پر سب لوگ ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو سارے قبیلے نے سمجھایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا چھوڑ دو۔ مگر انہوں نے ہوش میں آنے پر جو سب سے پہلا جملہ زبان سے ادا کیا، وہ یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں، انہیں کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟

ادب کی باریکیوں سے مقامِ صدیقیت ملا:

قبیلے والوں نے سمجھا، شاید یہ شخص بالکل پاگل ہو چکا ہے۔ وہ مایوس ہو گئے اور سب نے ان سے سوشل بائیکاٹ کر لیا۔ لوگ چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ام الخیر نے کہا: بیٹا کھانا کھالو، سارے دن کے بھوکے پیاسے ہو۔ فرمایا: اماں مجھے روٹی اچھی نہیں لگتی۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس وقت تک ایک لقمہ بھی نہیں کھاؤں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ لوں۔ میرے دوستو! اس لیے کہہ رہا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت بڑے غور سے پڑھو۔ ادب کی بڑی باریکیاں ہیں اس میں۔ کاش کوئی ان باریکیوں کو نکالے۔ کتنے آداب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے، جن کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملحوظ رکھتے تھے۔ ان کی سیرت پڑھتے ہوئے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ بات کھولی کہ ان کو جو مقامِ صدیقیت حاصل ہوا، وہ صرف اسی ادب ہی سے حاصل ہوا، جو وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں ملحوظ رکھتے تھے۔ اور بعض آداب میں تو وہ تنہا ہیں، اور کوئی بھی صحابی رضی اللہ عنہ ان کا شریک نہیں تھا۔

حضور ﷺ پر بھی رقت طاری ہوگئی:

زخمی حالت میں انہیں پتہ چلا کہ حضور ﷺ دارِ ارقم میں ہیں۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ کہہ سکتے تھے کہ حضور ﷺ کو ذرا خبر کردو کہ وہ میری بیمار پرسی کیلئے آجائیں، یہ نہیں کہا، بلکہ اس کو خلافِ ادب سمجھا کہ حضور ﷺ میری بیمار پرسی کیلئے تشریف لائیں۔ خود اپنی والدہ ام الخیر کے کندھوں کے سہارے زخمی حالت میں گھسٹتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور دارِ ارقم میں جا کر گر گئے۔ وہ تمام ماماؤں کی ماما، وہ رحمۃ للعالمین ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان پر جھک گئے۔ ان کو چومنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ پر رقت طاری تھی اور آپ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو چومتے چلے جاتے تھے۔ دوستو یہ ہے محبت کا غلبہ، ادب کی باریکیاں، جن کے بغیر سلوک کا راستہ طے نہیں ہوتا۔

واللہ! آپ ﷺ بچ جائیں اور میں قتل ہو جاؤں:

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ میں یہ بات مؤرخین نے لکھی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کیلئے چلے تو راستے میں چلتے چلتے اچانک پیچھے ہوگئے۔ پھر کوئی کیفیت طاری ہوئی تو اچانک آگے چلنے لگے۔ کچھ دیر تو حضور ﷺ خاموش رہے، پھر فرمایا: ابوبکر! یہ کیا کر رہے ہو؟ کبھی آگے ہو جاتے ہو، کبھی پیچھے ہٹتے ہو؟ عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! جب مجھے خیال آتا ہے، کہیں دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائے، تو آپ ﷺ کے پیچھے ہو جاتا ہوں۔ پھر خیال آتا ہے، کہیں دشمن آگے سے حملہ آور نہ ہو جائے تو میں آپ ﷺ کے آگے آجاتا ہوں، تا کہ وہ مجھے قتل کر

facebook.com/Salfi.tasawuf

دیں، کہیں تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں بچ جاؤں اور تمہیں قتل کر دیا جائے؟ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم یہی چاہتا ہوں کہ آپ بچ جائیں اور میں قتل کر دیا جاؤں (بحوالہ کتاب: خطبات ومقالات سیدابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 27 ناشر: مکتبہ غزنویہ، اردو بازار لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جان نکل گئی:

حضرت عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ ایک غزوے میں دم توڑ رہے ہیں، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے ہیں اور کہتے ہیں: عمارہ! کوئی آرزو ہو تو بتاؤ۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ اپنے زخمی جسم کو گھسیٹ کر چہرے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر رکھ دیتے ہیں اور وہیں جان دے دیتے ہیں، منہ سے کچھ نہیں کہتے۔ گویا زبان حال سے یہ کہہ رہے تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری آخری آرزو یہی ہے کہ اس غلام کا سر ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ہوں (بحوالہ کتاب: خطبات ومقالات سیدابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص29)

کھانے پینے کے آداب سے علماء کیوں دور ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر چند لوگ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں تو کسی شخص کو نہ چاہیئے کہ وہ اکٹھے دو دو چھوہارے کھائے، جب تک کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ لے لے۔ میرے دوستو! مجھے جلسوں اور کانفرنسوں میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ علماء ان آداب اور شائستگی سے بالکل تہی دامن ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سکھائے تھے۔ بڑے بڑے مولویوں کو دیکھا ہے کہ دستر خوان پہ بیٹھے ہوئے جب ڈونگے میں سالن سامنے لایا جاتا ہے تو تمام سالن اپنی پلیٹ میں بڑی تیزی سے ڈال لیتے ہیں۔ دن دیہاڑے، سب ساتھیوں کے سامنے سمجھتے ہیں کہ دین کا آداب سے کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ آداب کو نظر انداز کر دینا صریحاً بے دینی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کُل مما یلیک کھانے میں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

سے وہ کھاؤ، جو تمہارے قریب ہے۔ بعض لوگ دوسروں کے سامنے سے ہاتھ بڑھا کر جھپٹ لیتے ہیں، حالانکہ یہ نفس پر حرص اور طمع کے غلبے کی دلیل ہے (بحوالہ کتاب: خطبات ومقالات سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 91)

شعروشاعری میں آداب کی ضرورت:

میرے دوستو! اس دور کے شاعر بھی بے لگام ہو چکے ہیں۔ خدا کی شان میں گستاخیاں کرنے میں بالکل چھوٹ چکے ہیں۔ ایک ممتاز شاعر نے کہا:

اک فرصتِ گناہ ملی، وہ بھی چار دن　　دیکھے ہیں ہم نے حوصلے، پروردگار کے

محض پھاوڑا چلا دینا تو شاعری نہیں ہے۔ ایک اور سر برآوردہ شاعر نے کہا ہے کہ:

کر بھی دو معزول ان اربابِ عزّ وجاہ کو　　آسمانوں سے خدا کو، زمین سے شاہ کو

یعنی خدا نہ ہوا، ان کے دفتر کا کوئی ملازم ہوا، جس کی معزولی کے احکام صادر فرما رہے ہیں۔ ہر وہ شخص جو قافیہ، ردیف ملانے کے قابل ہو جاتا ہے، وہ خدا کی عظمت پہ ہاتھ ڈالتا ہے۔ ایک اور شاعر کہتا ہے کہ

ہماری کشتی دل ڈوبنے پہ جب آئی　　خدا سے کچھ نہ ہوا، ناخدا نے کچھ نہ کیا

دوسری طرف وہ لوگ جن کے جی میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت سمائی ہوتی ہے، وہ تو اپنے اشعار میں بھی بارگاہِ الٰہی کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یک واقفِ اسرار نبودے کہ بگوید　　از ہیبتِ رازِ تو فروبستہ زبانہا

کوئی واقفِ اسرار نہ تھا، جو تیری بات زبان پر لاتا۔ تیرے راز کی ہیبت سے سب کی زبانیں گنگ ہوگئی ہیں" اسی طرح مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شاعر ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے؟ وہ بھی بارگاہِ الٰہی کے ادب میں فرماتے ہیں کہ:

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

"ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں کیونکہ بے ادب شخص اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy
https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____

سے محروم رہتا ہے" آگے فرماتے ہیں کہ:

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

"بے ادب خود اکیلا ہی بدحال نہیں ہوتا، بلکہ دنیا ایک دنیا کو اس کی بے ادبی کی نحوست جلا ڈالتی ہے"۔

مائدہ از آسمان درمی رسید　　بے شرا و بیع و بے گفت وشنید

"یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ رزق پہنچا دیتا تھا۔ نہ انہیں خرید و فروخت کی زحمت کرنا پڑتی تھی، نہ ہی کسی سے کچھ کہنا سننا پڑتا تھا" جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ان پر من وسلویٰ اترنے کا ذکر ہے"۔

درمیان قوم موسیٰؑ چند کس　　بے ادب گفتند کو سیر وعدس

"پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے چند بے ادب لوگ بول اٹھے کہ ہم سے ایک ہی کھانا نہیں کھایا جاتا اور کہنے لگے کہ ہمیں ساگ، ککڑیاں، گیہوں، مسور اور پیاز چاہئے"۔

منقطع شد خوان ونان از آسماں　　ماند رنج زرع وبیل و داسماں

"اس بے ادبی کی پاداش میں ان پر آسمان سے رزق اترنا ختم ہو گیا اور کھیتی باڑی، بیل اور ہل چلانے کا بکھیڑا باقی رہ گیا۔

باز عیسیٰؑ چوں شفاعت کرد حق　　خواں فرستاد وغنیمت بر طبق

مائدہ از آسمان شد عائدہ　　چونکہ گفت اَنزِل عَلَینَا مَآئِدَہ

"پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سفارش کی تو ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے طبق میں رکھا ہوا کھانا ملنے لگا۔ جس کا سورۃ مائدہ میں بھی ذکر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے اللہ! ہم پر رزق نازل فرما تو آسمان سے رزق آنے لگا"۔

باز گستاخاں ادب بگذاشتند　　چوں گدایاں زلہا برداشتند

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

"گستاخوں نے پھر ادب کا دامن چھوڑ دیا اور گداؤں کی طرح بچا ہوا کھانا دوسرے وقت کیلئے چھپا کر رکھنا شروع کر دیا۔

کرد عیسیٰؑ لابہ ایشاں را کہ ایں ۔۔۔ دائم است و کم نگردد از زمیں
بدگمانی کردن و حرص آوری ۔۔۔ کفر باشد نزد خوان مہتری

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑی منت سے سمجھایا کہ ایسا مت کرو، یہ دائمی رزق ہے، کبھی کم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے دسترخوان پہ بیٹھ کر یوں بدگمانیاں کرنا اور حرص و لالچ کا جذبہ رکھنا اس کریم کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔

زاں گدا رویان ندیدہ ز آز ۔۔۔ آں درِ رحمت بر ایشاں شد فراز
نان و خوان از آسمان شد منقطع ۔۔۔ بعد زاں خوانے نشد کس منتفع

"مگر ان ندیدے گداؤں کے لالچ سے رحمت کا دروازہ ان پر بند ہو گیا اور آسمانی غیبی رزق ایسا منقطع ہوا کہ پھر کسی کو نہ مل سکا۔

ہرچہ بر آید از ظلماتِ غم ۔۔۔ آں ز بے باکی و گستاخی ست ہم
ہر کہ گستاخی کند در راہِ دوست ۔۔۔ رہزن مرداں شد و نامرد اوست

"غم کے اندھیرے جو ہر وقت تیری رُوح پر چھائے رہتے ہیں، ان کا سبب تیری بے باکیاں اور گستاخیاں ہیں۔ جو شخص راہِ یار میں گستاخی کرتا ہے، وہ مَرد نہیں بلکہ مَردوں کا راہزن ہے۔ اس کی نحوست مردانِ راہِ خدا کیلئے بھی محرومی کا باعث بن جاتی ہے۔

(بحوالہ کتاب: خطبات و مقالات سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 105-107)

بے ادب کی آگ سے ایک زمانہ جلتا ہے:

قارئین! مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اور مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ و تشریح سے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ اسلام میں ادب کو ایک خاص الخاص مقام حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں بھی ادب ہی کی اہمیت تھی، کیونکہ دین سارے کا سارا ادب ہے۔ وہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 50/274

چاہے گزشتہ انبیاء علیہم السلام کا دین ہو یا موجودہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا تا قیامت باقی رہنے والا دین۔ ہر دور میں ادب ہی کو دین کا نام دیا گیا اور بے ادبی کی نحوست سے قوم بنی اسرائیل پکے پکائے لذیذ کھانوں (من وسلویٰ) سے محروم ہو گئے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دوبارہ موقع دیا کہ وہ آسمانی غیبی رزق سے نفع حاصل کرلیں، مگر انہوں نے بھی بے ادبی کا مظاہرہ کیا اور ہمیشہ کیلئے اللہ کی رحمت ان سے ناراض ہوگئی۔ پھر یہ نہیں کہ صرف انہی پر رزق کے سجے سجائے دسترخوان اترنا بند ہوئے، بلکہ ان کی بے ادبی کی نحوست ایسی پڑی کہ بعد میں آنے والی اللہ تعالیٰ کی محبوب امت بھی اس سے محروم ہوگئی۔ یہی مفہوم ہے مولائے روم رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا: کہ بے ادب کی آگ سے ایک زمانہ جلتا ہے۔

کہیں ہماری ناکامی کے پیچھے بے ادبی تو شامل نہیں؟

درج بالا سطور میں ان کا آخری شعر بار بار پڑھنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ کیا ہماری زندگی میں روحانی یا مادی اندھیرے جو پے در پے چھا رہے ہیں، کہیں ان کے پیچھے ہماری کوئی بے ادبی تو کارفرما نہیں؟ پہلے ہر علاقے میں اور ایک ہی وقت میں اہل حدیث اولیاء اللہ کی کثرت تھی، مگر اب کہیں خال خال ہی ایسی خوش قسمت ہستی نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر دہلی میں میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے تو بھوپال میں نواب سید صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ۔ امرتسر میں حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے تو گوجرانوالہ میں مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ، لکھوکے میں حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ تھے تو حصار میں مولانا صوفی محمد سلیمان روڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیالکوٹ میں مولانا ابراہیم میر رحمۃ اللہ علیہ تھے تو سوہدرہ میں مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ۔ جھوک دادو میں میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ تھے تو ماموں کانجن میں صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ تھے تو جہانیاں میں حکیم محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزادؔ تھے تو پاکستان میں مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ۔ گوندلانوالہ کے حافظ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

محمد محدث رحمۃ اللہ علیہ تھے تو روپڑ کے حافظ عبداللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے تو ان کا خلاء رئیس المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے پُر کردیا۔ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ حدیث ویران ہوئی تو ان کی یاد حافظ عبدالمنان نورپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تازہ کردی۔

آج کوئی اسلاف کا جانشین کیوں نظر نہیں آتا؟

آخر کیا وجہ ہے کہ آج کوئی ان کا جانشین نظر نہیں آتا۔ مسند نشین تو بے شمار ہیں، میں جانشین کی بات کر رہا ہوں۔ کوئی تو ہو جو آج بھی امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اللہ جل شانہٗ سے نقد دعائیں قبول کروا لے (بحوالہ کتاب: تذکرہ صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور) کوئی تو ہو جو حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ایک ہی توجہ سے آدمی کا دل نورانی کر دے (بحوالہ کتاب: تذکرہ علمائے خان پور، ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور) کوئی تو ہو جو مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اذکار مکمل کرنے سے پہلے اپنی جگہ سے نہ اٹھے (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا داؤد غزنوی مرحوم، ناشر: فاران اکیڈمی، اردو بازار لاہور) کوئی تو ہو جو حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دین پھیلانے کیلئے کھیتوں کھلیانوں میں لوگوں کے پیچھے مارا مارا پھرے (بحوالہ کتاب: مندر سے مسجد تک، ناشر: جامعہ الدراسات الاسلامیہ، ہربنس پورہ، لاہور) کوئی تو ہو جو حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح صاحبِ کشف ہو (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، اشاعتِ خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور) کوئی تو ہو جو مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح صاحبِ کرامت ہو (بحوالہ کتاب: کراماتِ اہل حدیث، پبلشر: مکتبہ دارالسلام، 36 لوئر مال، سیکرٹریٹ لاہور) کوئی تو ہو جو حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح زبان میں تاثیر رکھتا ہو (بروایت: مؤرخ اہل حدیث مولانا اسحاق بھٹی مرحوم) کوئی تو ہو جو مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بے اولادوں کو اولاد دلواتا ہو (بحوالہ کتاب: ہفت اقلیم ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

موجودہ اہل حدیث کی ترقی کا راز:

میرے محترم سلفی دوستو! میں یہ سب باتیں جذبات کی رو میں بہہ کر نہیں کر رہا، بلکہ یہ حقائق ہیں، جو تمام سلفی مصنفین نے اپنی اپنی کتابوں میں بیان کر کے قیامت تک ریکارڈ کا حصہ بنا دیے ہیں۔ خدارا ان حقائق کو پڑھو۔ اپنے اسلاف سے شناسائی حاصل کرو۔ ان کی خالی مسندوں کے جانشین بنو۔ انہی اسلاف کی نسبت سے تم اپنے آپ کو "سلفی" کہتے ہو۔ انہی اہل حدیث اساتذہ کے ساتھ تم اپنی نسبتیں جوڑتے ہو مگر اب ایک اہم کام اور بھی کرو، وہ یہ کہ واپس اپنے اسلاف کی راہوں کی طرف لوٹ آؤ۔ ایک سلفی بزرگ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: تمام قوموں کی ترقی اس بات میں ہے کہ وہ آگے کو بڑھتی جائیں، مگر مسلمانوں کی ترقی اللہ جل شانہٗ نے اس بات میں رکھ دی ہے کہ وہ پیچھے کو چلتے جائیں، حتیٰ کہ پیچھے چلتے چلتے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مل جائیں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے اور یہی ہمارا رب ہم سے چاہتا ہے: فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا (مفہوم) اے میرے حبیب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ! تم سے بعد آنے والے لوگ اگر تمہاری طرح ایمان، اعمال والی زندگی اختیار کریں گے تو میرے معیار کے مطابق ہدایت یافتہ بندوں میں شامل ہو سکیں گے (بحوالہ کتاب: چمنستانِ حدیث، ناشر: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور) پس میرے دوستو! ایک مرتبہ پھر آپ کی مِنت کرتا ہوں کہ لوٹ آؤ اپنے اسلاف کی طرف، لوٹ آؤ ان کے اعمال کی طرف اور لوٹ آؤ ان کے اخلاق و آداب کی طرف (از: مرتب)

بے ادبی کرنے پر میں تمہیں کوڑے مارتا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو آدمیوں کو دیکھا کہ زور زور سے بول رہے ہیں۔ فرمایا: تمہیں کچھ ہوش ہے کہ تم کہاں کھڑے ہو؟ پھر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم لوگ مسافر نہ ہوتے تو میں تمہیں کوڑے مارتا۔ اسی طرح خلیفہ ابو جعفر منصور ایک دفعہ مسجد نبوی ﷺ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مسئلے پر بحث کر رہا تھا۔ بحث کے دوران اس کی آواز بلند ہوگئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ کو ڈانٹا اور فرمایا: اس مسجد میں آواز بلند مت کریں، کیونکہ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد بھی ان کا ادب ویسا ہی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کی زندگی میں تھا۔ پھر سورۃ الحجرات کی آیات پڑھ کے سنائیں، جن میں حضور ﷺ کے سامنے آوازوں کو پست رکھنے کا حکم ہے (بحوالہ کتاب: خطبات و مقالات سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 123)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی عیب چینی سے باز آجاؤ:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں۔ میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت کی، میری محبت کی بناء پر اس نے ان سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا، میرے بغض کی بناء پر اس نے ان سے بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی، اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی، اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی، اور جس نے اللہ کو ایذاء دی، ممکن ہے کہ اللہ اسے عذاب میں گرفتار کر دے (ترمذی 3862 مجمع الفوائد 491)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک عمل، ہمارے تمام اعمال سے بہتر:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی شخص کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونا، جس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوگیا ہو، تمہاری ساری عمر کے اعمال سے زیادہ بہتر ہے۔ اگرچہ تمہیں حضرت نوح علیہ السلام جتنی لمبی عمر عطا ہو جائے (مجمع الفوائد 492)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قطعی طور پر جنتی ہیں:

علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ نے "لوامع الانوار" میں امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

ہے کہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قطعی طور پہ اہل جنت میں سے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا: تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا، اور جہاد کیا، وہ بعد میں آنے والوں کے برابر تو نہیں ہیں۔ وہ لوگ مقام و مرتبے کے اعتبار سے ان لوگوں سے برتر ہیں، جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے سب کے ساتھ حسن انجام کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور قرآن کے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: جن لوگوں کے ساتھ ہم نے حسن انجام کا وعدہ کر رکھا ہے، یقیناً وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے (لوامع الانوار ص 389)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے گستاخ کو بھی سزا دینا لازم ہے:

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے ہر زمانے کے افراد سے افضل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے پیدا فرمایا، قرآن پاک میں خود ان کی تعریف بیان کی۔ ان سے زیادہ حق پر کون قائم ہوسکتا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور نصرت کیلئے چن لیا ہو (الاستیعاب ج 1) عقائدِ اسلامیہ کی مشہور کتاب "عقائدِ نفسی" میں لکھا ہے کہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق زبانوں کو روک کر رکھا جائے اور ان کے بارے کلمۂ خیر کے سوا کچھ نہ بولا جائے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی برائی والی بات کرے یا ان پر کسی عیب یا نقص کا الزام لگائے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے، اس کے خلاف تادیبی کاروائی کرنا واجب ہے (بحوالہ کتاب: الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسولؐ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہم اپنی زبان بند رکھیں:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اختلافاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بڑے کام کی باتیں لکھی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف کسی قسم کی

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 55/274

غلطی منسوب کی جائے۔ کیونکہ ان سب حضرات رضی اللہ عنہم نے اپنے طرزِ عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا، اور ان سب کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا۔ وہ سب ہمارے پیشوا ہیں۔ ہمیں تو یہ حکم ہے کہ ہم ان کے متعلق اپنی زبانیں بند رکھیں اور ان کا ذکر اس لیے احسن انداز سے کریں، کیونکہ وہ صحابیت کے عظیم مقام پر فائز ہیں، اور اس لیے بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بُرا کہنے سے منع فرمایا ہے اور قرآن مجید نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بخش دیا ہے اور ان سب سے راضی ہو چکا ہے (بحوالہ: تفسیر قرطبی جلد 6) (بحوالہ کتاب: خطبات و مقالات سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 132۔135)

جنابت اور حیض میں زبانی تلاوت کرنا بھی مکروہ ہے:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں حضرت عبداللہ بن ابی بکر اور حضرت محمد بن عمرو رضی اللہ عنہما کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ یمن کے سرداروں کو لکھ کر بھیجے تھے، ان میں ایک حکم یہ بھی تھا کہ: لَا یَمَسُّ القُرآنَ اِلَّا طَاهِرٌ قرآن مجید کو پاک آدمی کے سوا کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ (بحوالہ: مؤطا امام مالکؒ 233) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقرَاُ الحَائِضُ وَلَا الجُنُبُ شَیئاً مِنَ القُرآنِ۔ کوئی بھی حیض یا جنابت کی حالت میں قرآن نہ پڑھے (ترمذی 131، ابن ماجہ 595) جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنابت کے سوا کوئی چیز قرآن مجید پڑھنے سے نہ روکتی تھی (ابوداؤد 229، ابن ماجہ 594، ترمذی 146، ابن خزیمہ 208)
(بحوالہ کتاب: خطبات و مقالات سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 138)

سو سالہ عبادت سے زیادہ فائدہ:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بیت الخلاء میں گئے تو دیکھا، وہاں ایک

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

پیالہ نجاست سے آلودہ پڑا ہے اور اس پر لفظِ "اللہ" لکھا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پیالے کو لے کر باہر آ گئے۔ پانی منگوایا اور اسے خوب دھو دھو کر پاک اور صاف کیا۔ عقیدت مندوں نے بہت کہا کہ ہم اسے پاک کر دیتے ہیں، مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں پیالہ نہ دیا۔ پھر اسے سفید کپڑے میں لپیٹ کر اونچی جگہ رکھ دیا۔ جب بھی پانی پینا چاہتے، اسی پیالے میں پیتے۔ اس تعظیم کی برکت سے آواز آئی: اے احمد! جس طرح تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہے، اسی طرح ہم نے بھی تمہارے نام کو دنیا اور آخرت میں محترم بنا دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس عمل سے مجھے جو فیض اور برکت حاصل ہوئی، وہ سو سال کی ریاضت سے بھی ممکن نہیں تھی (حضرات القدس۔ دفتر دوم ص 78) (بحوالہ کتاب: خطبات و مقالات سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 142)

قبر والوں کو تکلیف مت دو:

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں پر بیٹھا نہ کرو اور نہ ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھو (مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی) یعنی قبروں پر بیٹھنے سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے توحید میں خلل آتا ہے۔ اس حدیث میں خالق کا ادب بھی سکھا دیا گیا ہے اور مخلوق کا بھی۔ یعنی قبر کی بے حرمتی بھی نہ کرو اور اسے اس کے مقام سے بھی مت بڑھاؤ۔ بس جو وقار اور ادب شریعت میں مطلوب ہے، اس کے مطابق معاملہ کرو۔ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں ایک قبر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحبِ قبر کو ایذاء نہ دو (مسندِ احمد، کنز العمال، مستدرک حاکم) (بحوالہ کتاب: خطبات و مقالات سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 198)

سچی اور دائمی عزت کن لوگوں کو ملی؟

قرآن مجید کہتا ہے: وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین سچی عزت خدا کو حاصل

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہے اور اس کے پیغمبروںؑ کو حاصل ہے اور مومنوں کو حاصل ہے۔ میرے دوستو! یہاں سچی عزت سے مراد وہ عزت ہے، جو روح کی گہرائیوں سے کی جائے۔ سچی عزت وہ ہے جو موجودگی میں بھی کی جائے اور غیر موجودگی میں بھی برقرار رہے۔ سچی عزت وہ ہے جو زمانے کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مزید نکھرتی جائے، چمکتی جائے اور صاحبِ عزت کا نام مہکتا رہے۔ فرمایا: میں سچی عزت اپنے نبیوںؑ کو عطا کرتا ہوں۔ پھر جو ان کے دامن سے وابستہ ہوئے، اور جنہوں نے ان سے وفا کی، وہ سب معزز بنا دیے گئے۔ سچی عزت حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی، سچی عزت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی، سچی عزت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی، سچی عزت حضرت پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ کبھی آپ نے غور نہیں کیا کہ شافعی، مالکی، حنبلی، حنفی، اہل حدیث آپس میں ہر بات پہ جھگڑا کرتے ہیں، مگر حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتے ہی سب تعظیم بجالاتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آئے تو سب کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے کو سچی عزت اسی دنیا ہی سے ملنا شروع ہو جاتی ہے (بحوالہ کتاب: خطبات و مقالات سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 199)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والوں کا انجام بد

جسم میں زہر پھیل گیا:

جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء پہنچائی، خدا نے اِسی دنیا میں ان پر لعنت بھیجی اور ان کا عبرت ناک حشر کیا۔ ابولہب، جس کا نام عبدالعزیٰ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی تایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قریش کو اکٹھا کر کے خدا کا پیغام سنایا تو سب سے پہلے ابولہب نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی اور گستاخی والے اذیت ناک الفاظ بولے۔ اس پر قرآن مجید کی سورۃ لہب نازل ہوئی۔ واقعہ بدر کے سات دن بعد

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

اسے ایک زہریلا پھوڑا نکلا۔ بیماری متعدی تھی۔ کوئی شخص اس کے قریب نہیں آتا تھا کہیں یہ بیماری ہمیں بھی نہ لگ جائے۔ سارے جسم میں زہر سرایت کر گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ اس کے گھر والوں نے بیماری لگنے کے ڈر سے اس کی لاش کو ہاتھ نہ لگایا۔ تین دن تک لاش گلتی سڑتی رہی۔ فضا میں بدبو پیدا ہو گئی۔ پھر انہوں نے حبشی مزدوروں کو بلا کر لاش کو باہر نکالا۔ انہوں نے زمین میں ایک گڑھا کھود کر لکڑیوں کی مدد سے لاش کو گڑھے میں پھینک کر دفن کر دیا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتقام۔
(بحوالہ: تفسیر روح المعانی ص 262)

جانور کے ڈسنے سے موت:

عاص بن وائل سہمی حضرت عمرو بن عاص کے والد تھے۔ حضور ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ حضور ﷺ کے ہاں جتنے بیٹے بھی پیدا ہوئے، سب آپ ﷺ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے۔ عاص بن وائل نے کہا: محمد ﷺ مقطوع النسل ہیں۔ ان کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا۔ اس پر سورۃ کوثر نازل ہوئی۔ ہجرت کے ایک ماہ بعد کسی جانور نے اس کے پاؤں پر کاٹا۔ پاؤں اس قدر پھول گیا کہ اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا۔ اسی بیماری میں عاص بن وائل مر گیا (ابن الاثیر جلد 2)

ان دیکھی مخلوق نے اندھا کر دیا:

اسود بن مطلب اور اس کے ساتھی، جب کبھی حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھتے تو آپس میں ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے۔ آپ ﷺ نے بددعا فرمائی: اے اللہ! اسود کو آنکھیں مٹکانے کے قابل نہ چھوڑ۔ اسود اسی دن ایک کیکر کے نیچے جا کر بیٹھا تو اچانک اپنے لڑکوں کو آواز دینے لگا کہ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ کوئی میری آنکھوں میں کانٹے چبھو رہا ہے۔ لڑکوں نے کہا: ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا۔ اسود اسی طرح چلّاتے ہوئے اندھا ہو گیا (ابن الاثیر جلد 2)

facebook.com/Salfi.tasawuf

ائمہ کی بے ادبی سے خاتمہ اچھا نہیں ہوتا:

شیخ الاسلام مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: استادِ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ائمہ دین رحمہم اللہ اجمعین کا بہت ادب کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین میں سے خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرتا ہے، اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

(بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث، ص 302 ناشر: مکتبۃ الرحمان السلفیہ، سرگودھا)

بادل بھی ان کا احترام کرتے تھے:

حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات رمضان شریف میں ہوئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ بارہ دفعہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ جب تک نمازِ جنازہ ہوتی رہی، ابرِ رحمت نے سایہ کیے رکھا (بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث، ص 302 ناشر: مکتبۃ الرحمان السلفیہ، سرگودھا)

چہرے پر جلال کا غلبہ:

حضرت الاستاذ مولانا غلام حسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع سنت میں عمل نہایت پختہ تھا۔ تمام بزرگان دین کا نہایت ادب کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ذوق تصوف غالب تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک کا اتنا جلال تھا کہ حکمران تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاں نہیں بلا سکتے تھے، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں خود حاضر ہونا سعادت سمجھتے تھے۔

(بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث، ص 305 ناشر: مکتبۃ الرحمان السلفیہ، سرگودھا)

حکمران نے خلاف سنت کپڑا فوراً کاٹ دیا:

سید مبارک محدث بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ اور تقویٰ وطہارت میں ممتازِ زمانہ تھے۔ میر علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ انہیں "قطب المحدثین" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ قطب المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علوم سے فراغت کے بعد دہلی جا کر سید عبدالفتاح عسکری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

اتباع شریعت کا جذبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خمیر میں گندھا ہوا تھا۔ شخصیت میں اتنا رعب تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لوگوں کے پتّے پانی ہو جاتے تھے۔ ایک دن لکھنؤ کا حکمران غیرت خان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ اس نے چوڑی دار پاجامہ پہن رکھا تھا، جو ٹخنوں سے نیچے تھا۔ قطب المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا تو غیرت خان نے کوئی عذر پیش کرنے کی بجائے فوراً اپنے ہاتھ سے پاجامے کا اتنا حصہ کاٹ ڈالا، جو شریعت کے مخالف تھا (بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث، ص 277)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کا ادب:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ تبرکات تھے، جنہیں وہ اپنے گھر میں بہت حفاظت سے رکھتے تھے۔ ان تبرکات میں ایک چمڑے کا گدا، ایک جوڑا موزے، ایک چکی، ایک قطیفہ اور ایک ترکش تھا، جس میں چند تیر بھی موجود تھے۔ روزانہ ایک مرتبہ اس کمرے میں جاتے اور انکی زیارت کرتے۔ کبھی ایسے بھی ہوتا کہ کوئی صاحبِ عزت شخص آتا تو اس کو بھی اس کمرے میں لے جاتے اور ان تبرکات کی زیارت کرواتے۔ پھر فرماتے: یہ وہ میراث ہے، جس کی وجہ سے مسلمان آج دنیا بھر میں معزز ہیں (بحوالہ کتاب: مدارج النبوۃ ج 2 ص 1049)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر کا ادب:

ایک دفعہ مقدمات کے سلسلے میں حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی آل میں سے چند افراد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور باتوں باتوں میں ایک کھجور کے پٹھے پر لکھی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر دکھائی، جو ان کے پاس نسل در نسل چلی آ رہی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لپک کر وہ تحریر چوم لی اور اسے اپنی آنکھوں سے لگایا (بحوالہ کتاب: فتوح البلدان، ص 22)

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 61/274

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب:

امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (جن کو عبداللہ المحض بھی کہا جاتا ہے) بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن اپنی کسی ضرورت سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی ضرورت پیش آئے تو براہِ کرم رقعے میں لکھ کر بھیج دیا کریں، خود آنے کی تکلیف نہ فرمایا کریں۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے اس بات پر شرم کرتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے خود یہاں تشریف لائیں۔

بنتِ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہا کا ادب:

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دفعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ بنتِ اسامہ رحمۃ اللہ علیہا بڑھاپے کی حالت میں اپنے غلاموں کا ہاتھ پکڑے تشریف لائیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ انہیں دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے۔ اپنے ہاتھوں سے انہیں سنبھال کر مسند پر بٹھایا اور خود مؤدب ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر ان کی حاجت پوری کی اور واپس جاتے ہوئے انہیں درہم و دینار بھی ہدیے میں پیش کیے (ان کی حاجت یہ تھی کہ انہوں نے اپنے بھائی کے گھر پہنچنا تھا، پس حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں وہاں پہنچا دیا) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان بوڑھی خاتون کا ادب اس لیے کیا، کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خادم حضرت زید رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں (بحوالہ: فتوح البلدان، ص 23)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاف مبارک کا ادب:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے کسی شخص کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاف مبارک ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے وہ لحاف منگوایا۔ جب لحاف مبارک لایا گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے چہرے پر ملا (بحوالہ کتاب: تاریخ صغیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی سزا:

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تطہیر الجنان" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے ایک شخص کو کوڑے لگوائے۔

قرآن مجید کو ادب سے چومنا:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت میں یہ بات بھی بطورِ خاص ملتی ہے کہ قرآن مجید کو ادب سے چومتے تھے (بحوالہ کتاب: فیض الباری شرح صحیح بخاری، جلد 3 ص 96) قارئین! یہی روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ملتی ہے کہ جب قرآن مجید پکڑتے تو فرماتے "ھٰذا کلام ربی" یہ میرے رب کا کلام ہے۔ پھر کلامِ الٰہی کی عظمت کے پیش نظر سے اسے چومتے اور آنکھوں سے لگاتے (بحوالہ کتاب: الداء والدواء ص 5 مصنف: نواب سید محمد صدیق حسن خان علیہ الرحمہ۔ ناشر: اسلامی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور) اسلاف اہل حدیث تو اتنے زیادہ محتاط تھے، مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ قربِ قیامت کے اس فتنوں بھرے دور میں یہ مناظر بھی دیکھنے پڑنے تھے، جب حرم کعبہ میں لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے سجدۂ تلاوت کرتے ہیں تو قرآن مجید کو صف پر ہی رکھ دیتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ اسی صف پر سے ہزاروں انسان گزرتے ہیں، اوران کے قدم یہاں لگتے ہیں۔ حدیث کی روشنی میں ایک مومن کی عظمت وحرمت بلاشبہ خانہ کعبہ سے زیادہ ہے، مگر قرآن مجید سے زیادہ تو نہیں ہوسکتی، کہ قرآن مجید کو اس جگہ رکھ دیا جائے، جہاں لوگوں کے پاؤں لگتے ہوں۔ وہ کیا وقت تھا، جب اسکول کے بستے میں موجود اسلامیات کی کتاب کا بھی ادب سکھایا جاتا تھا۔ مگر اب ــــــ۔ اَللّٰھُمَّ ارحم اُمّتَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ دوسری طرف یہ بھی دیکھنے میں آیا: عرب میں رواج ہے کہ کسی معروف شخصیت سے ملاقات کے وقت اس کی پیشانی پر بوسہ دیا جاتا ہے۔ یعنی کسی کو چومنا اس کی تعظیم، عزت، عقیدت اور محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیا یہی بوسہ، یہی تعظیم اور یہی اکرام اللہ جل شانہٗ کے کلام قرآن مجید کو نہیں دیا جاسکتا (از: مرتب)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

قرآن کے ادب کی وجہ سے آگ سے حفاظت:

جب ہم اسلاف کی پرانی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو سرِ ورق ایک نام دکھائی دیتا ہے "مُنشی نَول کِشور" دراصل یہ ایک ہندو ناشر تھے، جو ہندوستان میں بہت بڑے پریس کے مالک تھے۔ ان کے پریس میں جہاں ہندو مذہب کی کتابیں شائع ہوتی تھیں، وہیں جلیل القدر علماء کی کتب اور قرآن مجید بھی بڑی تعداد میں شائع ہوتے۔ منشی نول کشور کی یہ عادت تھی کہ وہ قرآن مجید کا بہت ادب کرتے تھے اور دل کی گہرائی سے ادب کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جس جگہ قرآن مجید کی طباعت کا کام ہو رہا ہوتا، وہاں جوتا پہن کر نہ جاتے۔ ان کے تمام کارکنوں کو بھی یہی حکم تھا کہ جوتے باہر اتار کے اندر جاؤ، کیونکہ یہ مسلمانوں کی آسمانی مذہبی کتاب ہے۔ اس کا بھرپور ادب ہونا چاہئے۔ دن گزرتے گئے اور منشی نول کشور فوت ہو گئے۔ مگر جب ان کو ہندو دھرم کے مطابق قیمتی لکڑی کی چتا بنا کر اس میں جلانے کی کوشش کی گئی تو لکڑی ساری جل گئی، مگر ان کی میت کو آگ نے نہ چھوا۔ ہندو پنڈت حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے مزید لکڑی ڈلوائی اور سوچا: شاید جسم سخت ہے، اس وجہ سے زیادہ چتا دینی پڑے گی۔ مگر دوسری مرتبہ کوشش کرنے سے بھی منشی نول کشور کا جسم سلامت رہا۔ ادھر یہ خبر پھیلتے پھیلتے مسلمانوں تک بھی پہنچ گئی تو مسلمانوں کے چند معتبر افراد شمشان گھاٹ گئے اور جا کر انہیں حقیقت سے آگاہ کیا کہ منشی نول کشور چونکہ قرآن پاک کا بہت ادب کرتے تھے، اس لیے ممکن ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ان کو فوت ہونے سے پہلے ایمان کی نعمت عطا فرما دی ہو۔ یہ بات سن کر ہندو مزید بھڑکے اور کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مسلمانوں نے کہا: آپ اتنی دیر سے جلانے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ انہیں آگ سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ ان کی میت ہمیں دفنانے کیلئے دے دیں۔ قصہ مختصر یہ کہ کافی بحث و تکرار

facebook.com/Salfi.tasawuf

کے بعد مسلمانوں نے ان کی میت لے کر اعزاز و اکرام کے ساتھ انہیں زمین میں دفنا دیا۔اس واقعے کا ثبوت پرانی تاریخی کتابوں میں ملتا ہے(از: مرتب)

ادب کی بدولت حضور ﷺ کی دعا مل گئی:

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو حبشہ کے حکمران اصحمہ نجاشی کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے ایک خط بھیجا۔ جب نجاشی کو خط ملا تو اس نے نبی پاک ﷺ کا خط لے کر دونوں آنکھوں سے لگایا، اور شاہی تخت سے نیچے اتر کر نہایت تواضع سے اس خط کا جواب لکھوایا اور اسلام قبول کرنے کی اطلاع نبی پاک ﷺ کو بھیجی۔ پھر وہ خط مبارک کو ہاتھی دانت سے بنے ایک قیمتی ڈبے میں محفوظ کرلیا۔اس ادب کا انہیں یہ صلہ ملا کہ جب انہوں نے 9 ہجری میں وفات پائی تو حضور ﷺ نے اس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی (بحوالہ کتاب: فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد 8 ص 19)

خط کی بے اکرامی کرنے پر عذاب:

دوسری طرف اسی دور میں ایک حکمران کا نام پرویز تھا۔اسے بھی حضور ﷺ نے خط بھیجا، مگر اس کم بخت پر فرعونیت سوار تھی۔اس نے خطِ مبارک کو پھاڑ ڈالا تو اسے اس بے ادبی کی نقد سزا یوں ملی کہ تھوڑے ہی عرصے بعد اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوکر جہنم کا نوالہ بنا۔

اولیاء کا ادب کرنے کے پیچھے راز:

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تمام کتب کے شاہکار "فقہائے ہند" میں لکھتے ہیں کہ: سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں اس کے بھائیوں نے بازار میں فروخت کردیا تھا۔ایک دن وہ اپنے مالک کیلئے بازار سے انگور خریدنے گیا تو اس کے پیسے گم ہوگئے۔ مالک کے ڈر سے رونے لگ پڑا۔ایک

facebook.com/Salfi.tasawuf

درویش نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو اپنی جیب سے روپے نکال کر دیے اور فرمایا: جب بادشاہ بنو تو فقیروں اور درویشوں کا خیال رکھنا۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ بادشاہ بن گیا تو فقراء اور علماء کی بے حد تعظیم کیا کرتا تھا (بحوالہ کتاب: فقہائے ہند، جلد 1 ملنے کا پتہ: کتاب سرائے اردو بازار، لاہور)

"ادب" اہلِ حدیث کا پہلا سبق

مختصر تعارف:

اسلافِ اہل حدیث میں ایک روشن نام علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جن کی تصنیف "سیرۃ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم" زمانے بھر میں مقبول و معروف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات ایک مکمل کتاب کی صورت میں مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان سے لکھے اور مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور سے حافظ احمد شاکر صاحب نے شائع کیے۔ ذیل میں اسی کتاب میں سے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کے موضوع پر ایک خطبہ نقل کیا جا رہا ہے، جو انہوں نے 1928ء کو انجمن اہل حدیث لاہور میں ارشاد فرمایا تھا (از: مرتب)

اہل حدیث پر جھوٹے الزامات کا دفاع:

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو بہتان اہل حدیث پر لگائے جاتے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں (۱) اہل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں (۲) اہل حدیث ائمہ دین اور اولیائے اسلام کے منکر ہیں۔ میں بہ یقین کامل جانتا ہوں کہ یہ دونوں باتیں کذب اور بہتان عظیم ہیں۔ مجھے بہ کثرت اہل حدیث کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے کسی ایک شخص کو بھی ایسا نہ پایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، امام الانبیاء، شافعِ روز جزا، صاحبِ مقامِ محمود، صاحبِ حوض کوثر نہ جانتا ہو (بحوالہ: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری ص 422)

facebook.com/Salfi.tasawuf

اہل حدیث کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام عظیم:

اہل حدیث کا اعتقاد ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر انتہائے عالم تک جو کوئی نبی، ولی، شہید بھی وجود میں آیا، وہ نشانِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے کھڑا ہونے والا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے سید ہوں گے۔ فخر الاولین والآخرین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اور امین رب العالمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے اور عالمِ انوار کا خورشید جہاں تاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو بتایا گیا ہے۔ جس طرح عالمِ فلکیات میں سورج ہی مدارِ ثواقب وسیارگان ہے، اسی طرح عالم دینیات و روحانیات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا وجود طیب وطاہر، مرجع انبیاء وصلحا واولیاء واصفیاء ہے۔ ملائکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود خوانی کے مکلف ہیں اور قدوسی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی کلمہ گوئی پر منشرح صدور ہیں۔ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر نبوت کو شرفِ قیام بخشا ہے، اس وقت سے رحمت اور بخشش اور مغفرت وجود ونوال ربانی کے باقی سب دروازے بند کر دیئے ہیں، صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھلا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تمام محبتوں پر غالب:

اب جو کوئی جود ونوال ربانی کا خواہاں ہے، اب جو کوئی بخشش ومغفرت کا جویا ہے، اب جو کوئی رحمت وبرکت وفیض وانوار کا متلاشی ہے، اُس پر لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دروازے سے آستان الٰہی تک پہنچنے کی راہ کو اپنا مقصود بنائے۔ اگر اس دروازے کو کسی نے چھوڑ دیا تو اُسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی متابعت یا سیدنا داؤد علیہ السلام اور زبور کی متابعت یا سیدنا مسیح علیہ السلام اور انجیل کی متابعت ہرگز ہرگز فائز المرام نہیں کر سکتی۔ ہاں! اہل حدیث کا ایمان اس حدیث پر ہے:

لایکون احد کم مؤمنا حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

یعنی تم میں سے کوئی شخص مومن بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

اُس کے دل میں سب محبتوں سے، جملہ قرابتوں سے، ماں، باپ، بیٹے، بیٹی سے، محبوب و مطلوب سے، عاشق و معشوق سے، غرض جملہ علائق سے افزوں تر، بیشتر اور کثیر در کثیر نہ ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محبتِ عظمیٰ و مودتِ کبریٰ کا حصہ ہر ایک ایماندار کو عطا فرمائے اور بہتان لگانے والوں کو ان کی غلطی سے آگاہ فرمائے۔

بزرگانِ دین کا ادب کرنا ضروری ہے:

اب محبت اولیاء و بزرگان دین کا مسئلہ رہ جاتا ہے۔ سنو! سنو! یہ آیت کلامی ربانی جس پر اہل حدیث بھی ایمان رکھتے ہیں۔ والسبقون الاولون من المھجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ یعنی مہاجرین و انصار میں سے سبقت و اوّلیت والے اور جن لوگوں نے ان کی پیروی عمدگی کے ساتھ کی، اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں (سورہ توبہ: ۱۰۰)

"والذین اتبعوھم باحسان" کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ جن بزرگ وار نے ان سابقین اولین کی پیروی کو اپنا مسلک بنایا وہ ضرور "رضوانِ الٰہی" کا شایاں ہے، ان کو بزرگ سمجھنا، ان کا احترام و ادب رکھنا، اُن کو دعائے خیر سے یاد کرنا ضروری ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ ائمہ دین رحمہم اللہ اجمعین ضرور اس بشارت میں آجاتے ہیں، جنہوں نے دین حقہ کو پھیلایا، بھولے بھٹکے ہوؤں کو راہِ مستقیم دکھلائی، دنیا و مافیہا سے منہ موڑ کر اپنی تمام عمر کو خدمت دین اور اشاعت اسلام میں لگایا، ان کا ادب نہ کرنا، احترام نہ کرنا، تعلیم اسلام سے جہالت ہے۔ حدیث پاک پڑھو۔

"عن تمیم الداری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ و الرسولہ و لائمۃ المسلمین و عامتھم (رواہ مسلم)

صحیح مسلم میں تمیم داری انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا دین تو خیر اندیشی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا کس کی خیر اندیشی؟ فرمایا اللہ کی، رسولؐ کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور سب اہل اسلام کی۔ یہ حدیث پڑھنے کے بعد کوئی

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

اہل حدیث ایسا نہیں رہ سکتا جو ائمہ مسلمین کے ساتھ صداقت اور خیر اندیشی کے روابط کو مربوط نہ رکھے (بحوالہ کتاب: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ص423 ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور)

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند مرید کا تذکرہ:

صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت مندانہ تعلق رکھنے والے، ان کے مرید باصفا اور ان کے جاری کردہ دار العلوم کے خادمِ خاص قاضی محمد اسلم سیف رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ اس کتاب میں نہایت ضروری ہے۔ وہ ۶ جون ۱۹۳۶ء کو بڈھیمال (ضلع فیروز پور، مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ایک اہم خصوصیت ان میں یہ تھی کہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ تعلق عقیدت اور علاقہ ارادت رکھتے تھے۔صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وہ باقاعدہ بیعت تھے اور جس طرح مرید اپنے مرشد سے وابستگی کا اظہار کرتا ہے، ٹھیک اسی طرح کا جذبہ ان میں صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے بارے میں پایا جاتا تھا۔ وہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مستجاب الدعوات بزرگ قرار دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور ان کی یہ بات بالکل صحیح تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور واقعی صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خاص مرتبہ حاصل تھا اور بارگاہِ خداوندی میں ان کی دعائیں قبولیت کے اعزاز سے بہرہ مند ہوتی تھیں (بحوالہ کتاب: صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، ص:۲۴۱ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور)

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا احترام درندے بھی کرتے:

جس زمانے میں صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ چرکنڈ کے مرکزِ مجاہدین سے وابستہ تھے اور فراہمیٔ زر کے سلسلے میں برصغیر کے مختلف علاقوں میں ان کی آمد و رفت رہتی تھی، اس زمانے میں بسا اوقات انہیں نہایت خطرناک علاقوں سے بھی گزرنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ دیکھا سامنے شیر بیٹھا ہے اور شیر نے ان کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بے حد پریشان کن لمحہ تھا، اگر سیدھے جاتے ہیں، جب بھی شیر کے حملے کا خطرہ ہے، اگر دوسری طرف قدم بڑھاتے ہیں تو بھی خطرہ موجود ہے۔ اس کے متعلق

facebook.com/Salfi.tasawuf

معروف اہل حدیث شاعر جناب سعید الفت مرحوم نے پنجابی اشعار میں واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیر سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں، مجھے جلد اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ہے، تیری وجہ سے دیر ہو رہی ہے، تم مجھے راستہ دو تاکہ میں اپنا سفر جاری رکھوں۔ جوں ہی یہ الفاظ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلے، شیر اُٹھ کر کہیں چلا گیا اور وہ آگے نکل گئے (بحوالہ کتاب: تذکرہ صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۹۹)

اولیاء کے ادب سے محرومی، بدبختی کی علامت ہے:

اللہ کی زمین پر انبیاء و رسل علیہ السلام کے بعد سب سے زیادہ مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اُن کے بعد محدثین کرام اور ائمہ دین رحمہم اللہ کا ہے اور ان کے بعد اولیاء عظام رحمہم اللہ کا مرتبہ و مقام ہے۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ کی عزت و احترام کرنا ایمان کا جزو ہے۔ حضرت محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدبختی کی تین علامات ہیں: (۱) صالحین کی صحبت نصیب ہو اور وہ ان کی عزت و حرمت سے محروم رہے (۲) عالم ہو اور بے عمل ہو (۳) عمل ہو اور اخلاص سے نہ ہو (بحوالہ کتاب: تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۲۰۰ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

غزنوی بزرگ کا دشمنوں پر رعب:

1910ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ لاہور کی چینیاں والی مسجد پر بعض منکرین حدیث نے قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ مسجد کی انتظامیہ کے چند ارکان حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں امرتسر پہنچے کہ اس موقع پر ان سے مدد لی جائے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جمعۃ المبارک کے روز لاہور چینیاں والی مسجد آنے اور اس میں جمعہ پڑھانے کا فیصلہ کیا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ وہاں فساد کا خطرہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف نہ لے جائیں۔ حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دین کا معاملہ ہے' ان شاء اللہ فساد نہیں ہوگا' اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ چنانچہ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور جو مخالف لوگ مسجد میں بیٹھے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہوئے تھے، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر ان پر اتنا رعب طاری ہوا کہ فوراً مسجد سے نکل گئے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جمعہ پڑھایا تو مسجد کی انتظامیہ کے ارکان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مستقل طور پر یہیں تشریف لے آئیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں امرتسر میں مدرسے میں پڑھاتا بھی ہوں اور بعض دیگر خدمات بھی سرانجام دیتا ہوں' لہٰذا میں تو یہاں نہیں آسکتا البتہ اپنے چھوٹے بھائی مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں بھیج دیتا ہوں۔ چنانچہ 1910ء میں مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسجد کے خطیب وامام کی حیثیت سے یہاں آگئے اور تادمِ آخریں (1930ء تک) امامت وخطابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ (بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص118 مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور)

لکھوی علماء میں ادب کی چاشنی:

حضرت حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد مکرم حضرت حافظ بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی ہر مقام پر بے حد احترام کے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ کہیں تحریر فرماتے ہیں: ''محمد بن مخدومی و افتخاری' عمدۃ الاتقیاء' زبدۃ الاصفیاء' صفوۃ الفقہاء مولوی محمد بارک اللہ'' رحمۃ اللہ علیہ۔ کہیں لکھتے ہیں: ''جناب مولانا مخدومی ووالدی واستاذی رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: حافظ محمد خلف زبدۃ الفقہا والمحققین ومعمدۃ الاتقیاء متشرعین حضرت مولانا مولوی محمد بارک اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک جگہ یہ الفاظ مرقوم ہیں: ''محمد بن مقبول بارگاہِ الٰہ مخدومی ومولائی بارک اللہ عفا اللہ عنہما'' (بحوالہ کتاب: الفیوض المحمدیہ، ص103 مصنف: مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ عزیزیہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ)

درویش کی بددعا سے موت کا حملہ:

سید مولا بخش کوموی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت نرم خو اور بے حد متواضع و منکسر تھے۔ نرمی سے بات کرتے اور میٹھے الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کرتے۔ اگر کتاب وسنت پر مبنی کوئی ان کی بات نہ مانتا تو اس سے تعلق نہ رکھتے۔ جس زمانے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

میں وہ کوم کلاں تشریف لے گئے تھے' اس زمانے میں وہاں ایک جعلی پیر سالانہ میلہ لگایا کرتا تھا' جس میں بھانڈ اور گویے آتے اور غیر شرعی اور غیر اخلاقی حرکات کا ارتکاب کرتے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منع کیا لیکن وہ اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔ اگلے سال اس کا میلہ ہوا تو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ طلباء کو لے کر وہاں پہنچ گئے اور میلہ اکھاڑ دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ایک نوجوان میلے کے شرکاء کو اپنے ڈیرے پر لے گیا اور کہا میں اپنے گھر میں میلہ لگاتا ہوں' دیکھوں گا کہ مجھے کون روکتا ہے۔ اس نے تکبر اور رعونت کے ساتھ میلہ کرایا' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس متکبر اور سرکش کی گرفت کیلئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ اٹھائے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ لوگوں کا عینی مشاہدہ ہے کہ اس کے پاؤں کے انگوٹھے سے درد اٹھا اور بڑھتا اور چڑھتا ہوا ناک میں آیا۔ جب پیٹ تک پہنچا تو وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا، یعنی مر گیا۔ اس کے بعد یہ میلہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا۔ سوانح نگار سید عبدالخالق شاہ لکھتے ہیں: یہ واقعہ کوم سے ملحق گوجر برادری کے گاؤں کھبایت میں رہنے والے عمر رسیدہ افراد نے سنایا جو خود اس میلے میں شرکت کیا کرتے تھے (بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص:314 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

اختلاف کرنے والے کی عزت و تکریم

سعودی حکومت نے حجاز میں برسر اقتدار آنے کے بعد انہدامِ قبہ کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس میں ہندوستان کے بعض اہل علم اس کے مخالف تھے اور بعض حامی! مولانا عبدالرحمٰن نگرامی رحمۃ اللہ علیہ حامیوں کی فہرست میں شامل تھے اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی مخالفین کے زمرے میں آتا تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر صدارت لکھنؤ کے ایک چوک میں جلسہ ہوا، مقررین میں مولانا عبدالرحمٰن نگرامی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ ان کی تقریر میں انہدام قبہ کا ذکر آیا تو اس ضمن میں سعودی حکومت کی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

تائید کرنا شروع کر دی۔ مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے اور ہر حلقے میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، وہ غصے میں آ گئے۔ بولے: عبدالرحمٰن! میں تمہارا سر پھوڑ دوں گا۔ مولانا عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ نے دوران تقریر سر جھکا کر جواب دیا: حضور! کاسئہ سر حاضر ہے، لیکن بات وہی صحیح ہے جو یہ خاکسار عرض کر رہا ہے۔ مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اچھا تقریر جاری رکھو" اللہ اللہ! کس قدر بلند اخلاق اور اونچے ذہن کے حامل تھے یہ لوگ۔ اپنی بات بھی کہہ رہے ہیں اور اپنے سے اختلاف کرنے والے کی عزت و تکریم کے تقاضے بھی پورے کر رہے ہیں

(بحوالہ کتاب: قافلہ حدیث، ص: ۲۷۸ مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور)

روضۂ اطہر پر حاضری کے آداب:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منظر دلنواز سامنے آئے اور اس میں قدم دھرنے کی سعادت حاصل ہو۔ تو کچھ اس طرح کا نقشہ نظر و بصر کے سامنے پھر جانا چاہیے کہ یہ وہ مقام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ قرار دیا۔ جس میں مسلمانوں کے پہلے اور بہترین گروہ نے عبادت فرائض انجام دیئے اور یہی وہ مقام ہے کہ زندہ حضرات میں سے بہترین اور چیدہ افراد جہاں صبح و شام اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور جو مرنے والوں میں سے بہتر اور اعلیٰ ترین ہستیوں کو اپنے آغوش میں لیے ہوئے ہے۔ لہٰذا یہاں آنے کا جب اتفاق ہو، تو خشوع و عظمت کے جذبات کا انسان پر پورا پورا غلبہ ہونا چاہیے اور کیوں نہ ہو؟ یہ تو جگہ ہی ایسی ہے، کہ ہر ہر دل جس سے متاثر ہو اور ہر ہر مومن جہاں وفور کیفیات سے مست ہو۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جب یہ مدینہ آئے اور ان سے کہا گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار ہے تو ان پر غش طاری ہو گیا۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے۔ خدارا مجھے کسی طرح یہاں سے نکال لیے، میں ایسی جگہ ہرگز نہیں رہنے کا، جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 73/274

حضور ﷺ کو باقاعدہ اطلاع دی جاتی ہے:

مومن نہ تو روضہ کی دیوار کے بالکل قریب کھڑا ہو اور نہ اس کو چھوئے بلکہ ذرا فاصلہ پر ادب و احترام سے کھڑا ہو کر دیدہ و نگاہ کیلئے سامان لذت فراہم کرے اور یہ سمجھے کہ گویا آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں ان کے سامنے حاضر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ان اللہ تعالیٰ وکل بقبرہ ملکا یبلغہ سلام من سلم علیہ من امتہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ جس کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ درود و سلام بھیجنے والے کا درود و سلام ان تک پہنچا دے۔ اس سلسلہ میں یاد رہے کہ درود و سلام تو اس شخص کا بھی آنحضرت ﷺ تک لے جایا جاتا ہے، جو مدینہ سے باہر ہے۔ اس لیے جس نے وطن اور ملک کو محض اس شوق کی بنا پر چھوڑا اور شدائد سفر برداشت کیے کہ آنحضرت ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کرے گا۔ وہ اگر یہاں آ کر روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے اور درود و سلام کے تحائف بھیجتا ہے تو اس کے پہنچ جانے اور خلعت قبول پانے میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو زائرین کے آنے اور زیارت کرنے کی باقاعدہ اطلاعات دی جاتی ہیں (بحوالہ کتاب: تعلیمات غزالی رحمۃ اللہ علیہ ص 253 مصنف: مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: علم و عرفان پبلشرز، 9 لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

منبر رسول ﷺ کی بھی زیارت کرنی چاہیے:

اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ میں منبر رسول ﷺ کی زیارت کرنا چاہیے اور چشم تصور کے سامنے یہ منظر لانا چاہیے کہ گویا آنحضرت ﷺ اس پر تشریف فرما ہیں اور مہاجرین و انصار کے مختلف گروہوں نے آپ ﷺ کو گھیر رکھا ہے۔ آپ ﷺ وعظ فرما رہے ہیں اور ان میں اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح پھونک رہے ہیں۔ یہ ہیں وہ اسرار و اعتبارات کہ مناسک حج میں جن کی رعایت ضروری ہے۔ جب

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ان سے انسان فارغ ہو چکے تو اس کو اپنے قلب وجگر کا جائزہ لینا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کیا اس کا دل ان کیفیات سے معمور ہو چکا ہے؟ کیا دنیا سے بیزار ہوا ہے اور دارالبقاء سے اس کی محبت بڑھی ہے؟ اور آیا کہ اس کے اعمال شرع کی ترازو میں پورے اترتے ہیں؟ اگر یہ کیفیات دل میں موجود ہیں تو اس کا حج قبول ہوا اور اس کا نام زمرۂ محبوبین میں لکھا گیا۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو پھر اندیشہ ہے کہ کہیں اس کو سوائے غضب و پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس محرومی سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین (بحوالہ کتاب: تعلیماتِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ ص 253 مصنف: مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: علم وعرفان پبلشرز، 9 لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

روضۂ اطہر کی زیارت سے فیض اٹھائیں:

نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب میں لکھتے ہیں: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقدِ معنبر اور تربتِ مطہر کی زیارت تمام زیارتوں سے اشرف وافضل ہے۔ اس مسئلہ میں اور اس امر میں کہ ارباب صاحب دل واولیاء اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارواح مقدسہ سے بغیر رسوم وبدعات کے پابندی کے جو اہل ضلالت کا شیوہ ہے، اپنے مناسب حال فیض اٹھائیں تو اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے (بحوالہ کتاب: مآثر صدیقی ص: ۱۲۸ مصنف: سید علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ پبلشر: مکتبہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور)

عظیم محدث مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں رہتے تھے:

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ماہ رمضان 996ھ کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشکوٰۃ شریف کا درس لینا شروع کیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ان کے ساتھ معتکف رہے، مناسک حج بھی انہی کے ساتھ ادا کئے اور پھر درس میں مشغول ہو گئے۔ یکم مارچ 1589ء کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے اس درجہ محبت تھی کہ جب دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتے تو ننگے پاؤں ہو جاتے (بحوالہ کتاب: فقہائے ہند ج:4 ص ۱۶۸ پبلشر: کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور)

اساتذہ کیلئے احسان مندی کا جذبہ:

مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ' مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا غلام یحییٰ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ' مولانا عبدالغفور جیراج پوری رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا اصغر علی بہاری رحمۃ اللہ علیہ' حافظ الحدیث مولانا عبدالتواب علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا محمد اسحاق آروی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا عبدالرحمٰن نگرانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالوہاب آروی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے قابل ذکر ہیں۔ مولانا نذیر احمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو شارح ترمذی مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی شرف تلمذ حاصل ہوا۔ علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے مولانا رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت متاثر کیا۔ مولانا رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ اساتذہ نے ان کو گہوارۂ علم وفن میں تربیت دے کر لعل درخشاں بنا دیا مگر ان کے علمی ارتقاء اور فکری جلاء میں شیخ عطاء الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی کیمیا گری کو بھی بڑا دخل ہے' جس کا اظہار مولانا رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ''محدث'' دہلی میں بڑے شرح و بسط کے ساتھ پر اثر انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو: ''محترم و مرحوم (شیخ عطاء الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ) کے لطف و کرم کی بدلیاں میری جسمانی و روحانی اصلاح وفلاح' انجاح و بہبود کیلئے مجھ پر جس طرح جھوم جھوم کر برسی ہیں' بخدا اس کے شکریہ کیلئے اگر میرے جسم کا ایک ایک بال اور رگوں میں دوڑنے والے خون کا ایک ایک قطرہ مجسم دعا بن جائے' تب بھی کبھی اس کا معاوضہ نہیں بن سکتے۔ اللہ اللہ! جس کے فیض نے جہل و نادانی کی تاریک گہرائیوں سے نکال کر علم و ہدایت' عزت ورفعت کے بلند میناروں پر پہنچا دیا تھا' اس کا معاوضہ کس انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ (بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص:269 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

مولانا نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ کا رعب وجلال:

مولانا عبدالعلیم صاحب رحمہ اللہ نے مولانا عبدالغفور صاحب رحمہ اللہ کا یہ بیان اپنے مضمون میں قلم بند کیا ہے کہ: میں نے چھ سال تک مولانا رحمانی رحمہ اللہ کے سامنے زانوائے تلمذتہہ کئے ہیں۔ اس مدت میں مولانا رحمہ اللہ کا رعب وجلال ایک منٹ کیلئے بھی میرے دل سے محو نہیں ہوسکا۔ ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد رشید، جنہیں فارغ التحصیل ہوئے 5،6 سال گزر چکے تھے اور فراغت کے بعد سے درس وتدریس اور تعلیم و تعلم کا مشغلہ رکھتے تھے' جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ تقریر زور شور سے جاری تھی۔ اس موقع پر غیر متوقع طور پر اچانک حضرت مولانا رحمانی رحمہ اللہ سفر کرتے کراتے اس مسجد میں داخل ہوئے۔ مولانا رحمہ اللہ کو خطیب صاحب نے دیکھا تو زبان لڑکھڑانے لگی' ہونٹ خشک ہونے لگے' چہرے پر مرعوبیت چھا گئی' پیشانی عرق ریزی کرنے لگی۔ سامعین حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اور تقریر کرتے کرتے زبان کیوں رکنے لگی ہے؟ جوں توں کر کے نماز جمعہ ختم ہوئی تو حقیقت حال منکشف ہوئی۔ یہ رعب اس فارغ التحصیل شاگرد پر چھایا جو 5،6 سال سے اونچی کتابوں کا درس اور بڑی محفلوں میں وعظ وخطبہ دیا کرتا تھا' یہ میرا چشم دید واقعہ ہے۔ اسی طرح مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ جھنڈا نگری کا بیان ہے: مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ کا رعب وجلال مجھ پر آج تک ایسا ہی ہے جیسا کہ زمانہ طالب علمی میں تھا۔ لوگ مجھے غلط یا صحیح "خطیب الہند" کہتے ہیں مگر " خطیب الہند" جیسا آدمی مولانا نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کانپتا تھا(بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص:276)

دوران مناظرہ روپڑی بزرگ کا احترام:

ایک مرتبہ جناب مفتی عصر حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ اور رئیس المناظرین حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ ناگرہ گاؤں تشریف لائے۔ حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ نے نکاح شغار کی ممانعت اور حرمت میں بلاشرط آپس میں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

رشتے کے لین دین کو بھی شمار کیا۔ مولانا سید عبدالشکور اثری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس کے خلاف تھا' وہ فرماتے تھے کہ نکاح میں اگر مساوات مہر یا خود دوسری لڑکی کو مہر بنانے جیسی شروط نہ ہوں تو ایک دوسرے سے رشتہ کرنا حرام نہیں۔ ان کے اس موقف کے وہاں کے کچھ لوگ بھی قائل تھے' ان لوگوں نے حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ سید عبدالشکور شاہ رحمۃ اللہ علیہ تو اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لیتے ہیں' آپ ان سے اس مسئلے میں مناظرہ کرلیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مناظرے کیلئے ہر وقت اسی طرح تیار رہتے تھے' جس طرح شکاری شکار کیلئے تیار رہتا ہے' انہوں نے اپنی مناظرانہ افتادِ طبع میں فرمایا، ٹھیک ہے' لاؤ عبدالشکور کو۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے تھوڑے فاصلے پر اپنے گاؤں بیریاں والا میں مقیم تھے' انہیں اطلاع دی گئی تو فوراً کتابیں لے کر وہاں پہنچ گئے۔ وہ ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ اب آمنے سامنے سٹیج سج گئی اور مناظرہ شروع ہوگیا۔ گفتگو طول پکڑ گئی تو حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ مجلس ختم کردی کہ یہ تو ہمارا گھر کا معاملہ ہے' مجھے فلاں جگہ فلاں لوگوں سے مناظرے پر پہنچنا ہے' حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ تو چلے گئے لیکن لوگوں نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصرار کیا کہ بڑے حافظ صاحب (حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ) موجود ہیں' ان سے گفتگو کرلیں۔ ان کا موقف بھی وہی ہے جو حافظ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں بڑے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو کو خلافِ ادب سمجھتا ہوں۔ ان کے سوا جس سے چاہیں بات کروالیں' مگر حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احترام کے پیش نظر ان سے گفتگو کرنا مناسب نہیں۔ اندازہ فرمایئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بزرگ علمائے کرام کی کس قدر تکریم کرتے تھے اور ان کا احترام ان کے دل میں کتنا جاگزیں تھا۔ جس مسئلے میں ان کا موقف مبنی بر صحت ہے' اس کی وضاحت کیلئے بھی وہ کسی بزرگ عالم دین کے سامنے آنا سوئے ادب قرار دیتے ہیں۔ یہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہنی بڑائی کی بہت بڑی دلیل ہے (بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث، ص470)

facebook.com/Salfi.tasawuf

اساتذہ کا مثالی ادب:

شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ" میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ خوبصورت انداز میں کیا ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت محنتی اور تقویٰ شعار طالب علم تھے۔ اپنے استاذِ عالی قدر کا انتہائی احترام کرتے تھے' فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی نہ کسی سلسلے میں جلالپور تشریف لاتے رہتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں بھی یومیہ ذکر واذکار اور اوراد و وظائف کے پابند تھے' کم گو اور عبادت گزار تھے۔ 26 اگست 2012ء کو مجھے (مولانا اسحاق بھٹی مرحوم کو) کسی نے اطلاع دی کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہیں اور میو ہسپتال میں داخل ہیں' میں ہسپتال پہنچا تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش تھے۔ اتنے میں ایک طویل قامت نوجوان آئے انہوں نے نہایت احترام سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں چھوئے، ان کا ماتھا چوما اور چلے گئے۔ میرا خیال ہے وہ ان کے شاگرد ہوں گے۔

(بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص: 473 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

اساتذہ کے ادب سے بیگانہ دور:

مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمۃ اللہ علیہ جہاں پڑھنے میں تیز تھے، وہاں اساتذہ کی خدمت میں بھی مستعد رہتے تھے۔ ارائیاں والا گاؤں میں میٹھا پانی نہیں تھا۔ حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد مولانا محمد سلیم رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دو میل دور جا کر روزانہ میٹھا پانی لایا کرتے تھے۔ اور ان کی بھینس کیلئے روزانہ ایک میل دور سے چارہ سر پہ اٹھا کر لاتے۔ اس وجہ سے استاد بھی ان پر بہت خوش تھے۔ اب مادی دور ہے۔ ہر کام مادی نقطہ نظر سے کیا جاتا ہے اور اسی ترازو میں تمام معاملات کو تولا جاتا اور اسی معیار سے پرکھا جاتا ہے۔ خلوص اور للہیت کے جذبات ختم ہو گئے ہیں۔ ہر سُو مفادات کا دور دورہ ہے اور ان پرانی قدروں کا تیزی کے ساتھ خاتمہ ہو رہا ہے، جو بزرگانِ دین کے احترام کی بنیادوں پر استوار ہوئی تھیں۔ اس مشینی دور میں انسان بھی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

مشین ہو گیا ہے اور مشینی زاویہ فکر سے ہر شے کا جائزہ لیتا ہے۔ ذہن کی اس طرح کا یا پلٹ ہو گئی ہے اور حالات ایسی ڈگر پر چل پڑے ہیں کہ ہم اس قسم کے اساتذہ و تلامذہ کے حالات کسی سے سنتے یا کہیں پڑھتے ہیں تو ان کی صداقت پر یقین نہیں آتا اور ذہن ماننے پر آمادہ نہیں ہوتا کہ اس عالم آب و گل کو کبھی ان اوصاف کے حاملین سے بھی آشنائی کا موقع ملا ہے۔ ہماری شناسائی موجودہ دور سے ہے، جبکہ واقعات کی آنکھوں سے حیا کا مادہ ختم ہو چکا ہے اور زمانے کا ذہن اساتذہ کی تکریم کے داعیے سے بیگانہ ہو گیا ہے۔ آئندہ نہ کسی استاذ کو حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شاگرد ملیں گے اور نہ ان جیسے کہیں استاذ نظر آئیں گے۔ ماضی کا وہ دور اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ رخصت ہو گیا (بحوالہ کتاب: قافلہ حدیث، ص: ۲۳۳)

خدمت کے بدلے کامیابی کی دعائیں:

استاد ان کے طریق وعظ و تقریر سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ حکم صادر ہوا کہ ارد گرد کے دیہات میں جا کر تبلیغ دین کیا کرو۔ اس کارِ خیر کے لیے ایک گھوڑی خریدی گئی۔ جب پہلے دن انہیں تبلیغ کیلئے بھیجا گیا تو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے گھوڑی کی لگام ہاتھ میں پکڑی اور حافظ عبداللہ صاحب بڈھیمالوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے ہچکچاہٹ محسوس کی تو فرمایا جھجکنے اور شرمانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ "الامر فوق الادب" کے تحت گھوڑی پر سوار ہو گئے۔ کچھ دور حضرت استاذ مکرم رحمۃ اللہ علیہ گھوڑی کی لگام پکڑے ہوئے، ان کے ساتھ گئے، پھر کامیابی کی دعا کر کے، لگام ان کے ہاتھ میں تھما دی اور خدا حافظ کہہ کر ان کو رخصت فرمایا (بحوالہ کتاب: قافلہ حدیث، ص:234 مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور)

مرشد کے ادب کی آخری مثال:

فتح خیبر کے بعد یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا کہ خیبر کے ایک یہودی رہنما کی بیوی زینت نے بکری پکا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطورِ ہدیہ پیش کی، اس بکری کے گوشت میں

facebook.com/Salfi.tasawuf

زہر ملا دیا گیا تھا۔ یہودی کہتے تھے کہ اگر اس شخص (حضرت محمد ﷺ) نے گوشت کھا لیا تو آپ (ﷺ) کا (نعوذ باللہ) اسی وقت خاتمہ ہو جائے گا اور ہم نجات پا جائیں گے۔ اگر یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں تو گوشت نہیں کھائیں گے اور صرف چکھ کر چھوڑ دیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ زہر آلود گوشت پیش کیا گیا تو حضرت بشیر بن براء رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے گوشت چکھا اور تھوک دیا، لیکن حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیا اور حلق سے نیچے اتار گئے' پھر اسی وقت وفات پا گئے۔ انہیں بھی یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے، لیکن حضور ﷺ کے سامنے تھوکنے کو سوء ادب سمجھا اور باوجود علم و احساس کو گوشت کھا گئے۔ حتیٰ کہ ان کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا (بحوالہ کتاب: 60 باکمال خواتین، مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ص: 189 ناشر: مکتبہ التفہیم دہلی)

جنات میں مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کا احترام:

میں ایک بار حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے حافظ عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ موضع نہالو چک تحصیل وزیر آباد گیا۔ محترم حافظ عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں بلایا گیا تھا، کسی خاتون کو جنات کی شکایت تھی۔ گھر والوں کے مطابق آسیب زدہ خاتون کے جن نے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا کہ انہیں لائیں پھر میں اس خاتون کو چھوڑ دوں گا، چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ ہم وہاں پہنچے۔ جس خاتون میں جن تھا، اس کے جن سے بڑی باتیں ہوئیں، اس نے باتوں میں یہ بھی بتایا کہ ہمارے چھوٹے بڑے سب آپ کو جانتے ہیں اور وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں جمعہ ادا کرتے ہیں اور کچھ وہاں قرآن بھی پڑھتے ہیں، ہمارے افراد حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مرعوب ہیں اور ان کا بہت احترام کرتے ہیں (بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص 165: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

پگڑی چور کو غیبی سزا:

ایک دفعہ قاضی عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ حسبِ معمول راولپنڈی کی اس مسجد میں نماز ظہر کیلئے آئے جس کے وہ خطیب تھے۔ پگڑی اتار کر صف پر رکھی اور وضو کرنے لگے۔ اس اثناء میں ایک شخص ان کی پگڑی اٹھا کر لے گیا۔ دو دن کے بعد ایک آدمی اسی وقت مسجد میں وہی پگڑی لے کر آیا اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا یہ آپ کی پگڑی ہے؟ فرمایا ہاں میری ہے۔ اس نے کہا جو شخص یہ پگڑی لے گیا تھا، وہ جاتے ہی ایسے شدید درد میں مبتلا ہوا کہ اسے کسی علاج سے کوئی افاقہ نہیں ہوا' اب اس کی حالت اتنی نازک ہو گئی ہے کہ اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی' اس نے مجھے یہ پگڑی دے کر بھیجا ہے اور اس کے مالک کا حلیہ بھی بتایا ہے' اس نے کہا کہ یہ پگڑی کسی بہت نیک آدمی کی ہے' اسے دے دی جائے اور درخواست کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اسے معاف کر دیں' وہ معاف کر دیں گے تو میں زندہ رہ سکوں گا' ورنہ زندگی کی امید نہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اسے معاف کیا (بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص:160)

حملہ کرنیوالے پر موت کا حملہ:

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین انہیں اذیت پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ گلی میں جا رہے تھے کہ کسی نے پیچھے سے لاٹھی ماری اور بھاگ کر تنگ گلیوں میں غائب ہو گیا۔ اگر سامنے سے وار کرتا تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھاگ نہیں سکتا تھا' اس لئے کہ وہ بنوٹ (گتکے) کے ماہر تھے اور ہاتھ میں مضبوط لاٹھی رکھتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ شخص گھر جاتے ہی چارپائی پر گر گیا اور پیٹ میں شدید درد ہونے لگا' بہت علاج کرایا گیا لیکن افاقہ نہ ہوا اور پیٹ پھول گیا۔ شور مچانے لگا کہ میں نے غلط لوگوں کے کہنے پر غلط کام کیا اور ایک مردِ مومن پر لاٹھی ماری' اس گناہ میں پکڑا گیا ہوں' یہاں حکیموں اور ڈاکٹروں کی دواؤں سے کوئی فائدہ

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____

نہیں ہوگا' اسی طرح چیختا چلاتا ہوا مر گیا۔ اس کا یہ اعتراف جرم سارے راولپنڈی میں مشہور ہو گیا' اس کے بعد کسی کو ان پر حملہ کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔

(بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص: 220)

غیر مسلموں کی نظر میں احترام:

مولانا صوفی محمد عتیق اللہ سلفی حفظہ اللہ (بانی مرکز الدعوۃ السلفیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد) کے والد صوفی عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کی شادی صوفی محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بھتیجی اور ان کے بڑے بھائی مولوی عبداللہ مرحوم کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ مولوی عبداللہ مرحوم کو ہم نے نہیں دیکھا لیکن صوفی محمد رحمۃ اللہ علیہ اس فقیر کے مشفق تھے۔ ان سے میل جول کا سلسلہ جاری رہتا تھا' خیر و صلاح کا چلتا پھرتا مجسمہ' لمبے قد' تیکھے نقوش اور سرخی مائل گورے رنگ کے خوبصورت مگر سادہ مزاج آدمی۔ سب ان کا احترام کرتے تھے' ان کے والد مکرم کا اسم گرامی حاجی نورالدین رحمۃ اللہ علیہ تھا' وہ حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ درمیانے قد' گورے رنگ' نورانی چہرے اور حسن اعمال و بلندئ کردار کی دلکش تصویر' محلے کے بچوں کو صبح و شام اپنے گھر میں پٹ سن کے بٹے ہوئے لمبے چوڑے تھڑے پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھاتے اور انہیں نیک عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔ کوٹ کپورہ میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے امام تھے' عمر رسیدہ ہو گئے تو ان کے بیٹے صوفی محمد رحمۃ اللہ علیہ عیدین کی نماز پڑھانے لگے تھے۔ حاجی نورالدین جدی پشتی زمینوں کے مالک تھے اور صاحب حیثیت بزرگ تھے' وہاں کے مسلمان تو ان کی تکریم کرتے ہی تھے' غیر مسلم بھی اکرام سے پیش آتے اور ان سے دعائے خیر کی درخواست کرتے (بحوالہ کتاب: چمنستان حدیث' ص 623)

تعویذ اور دم کیلئے سکھوں کی آمد

(پروفیسر ڈاکٹر حافظ حماد لکھوی حفظہ اللہ کے دادا) مولانا صوفی محمد علی لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

لکھو کے سے کچھ فاصلے پر جنگل میں رہتے تھے اور ان کے قریب سکھوں کے دو گاؤں تھے' ایک گاؤں کا نام جھوک ٹہل سنگھ تھا' دوسرا ایک اور گاؤں تھا' جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ ان دونوں گاؤں میں اکالی سکھوں کی اکثریت تھی جو مسلمانوں کے سخت مخالف تھے' اور مولانا محمد علی لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے بھی کدورت رکھتے تھے لیکن یہ بھی عجیب معاملہ تھا کہ مخالفت کے باوجود دم کرانے اور تعویذ لینے کیلئے خود اور ان کی خواتین کی مرکز الاسلام میں آمدورفت رہتی تھی اور وہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گھرانے کو احترام کا مستحق گردانتے تھے (بحوالہ کتاب: تذکرہ مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ' ص:243 مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، بادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار، لاہور)

ذرا سی گستاخی پر گاڑی کے ٹائر پھٹ گئے:

فیروز پور سے کوٹ کپورہ تک ٹرانسپورٹ کی بسیں چلتی تھیں' جن سے ہمارا تعلق تھا اور یہ ٹرانسپورٹ مسلمانوں کی تھی۔ صرف ایک بس مکتسر کے ایک ہندو کی تھی جس پر دونوں بھائی چلتے تھے' ایک ڈرائیور اور ایک کنڈیکٹر تھا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ صاحب بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرف جانا ہوتا تو کوئی بس والا ان سے کرایہ نہیں لیتا تھا' اور نہایت احترام سے انہیں فرنٹ سیٹ پیش کی جاتی تھی مگر وہ ہندو بہت سخت اور بول چال میں کڑوے تھے' اسی بنا پر ہم انہیں ''بھونڈ کھانے'' کہا کرتے تھے۔ پنجابی میں "بھڑ" کو بھونڈ کہا جاتا ہے۔ ایک دن مولانا بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ کوٹ کپورہ گئے تو انہوں نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے آٹھ آنے کرایہ وصول کرلیا۔ ہمارے ایک عزیز میاں محمد صدیق مرحوم کو پتا چلا، تو انہوں نے ان دونوں بھائیوں سے کہا کہ ''بھونڈ کھانو'' تم نے ہمارے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرایہ وصول کیا ہے۔ یاد رکھنا! تمہاری گاڑی کے تمام ٹائر پھٹ جائیں گے۔ بھونڈ کھانوں نے یہ بات سنی اور ہنس پڑے' ان کا خیال تھا کہ یہ ہنسی مذاق کی بات ہے' ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں اور واقعی یہ بات ہنسی مذاق ہی کی تھی، لیکن یہ عجیب اتفاق ہوا کہ اسی دن ان کے دو ٹائر

facebook.com/Salfi.tasawuf

پھٹ گئے اور باقی دو دو سرے دن اڑ گئے۔ اب بھونڈ کھانے حیران اور سخت پریشان، کہ یہ کیا ہو گیا۔ میاں محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا خدا کیلئے ہم سے دوگنا اور چار گنا کرایہ لے لو اور اپنے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہو کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ آئندہ ان سے کبھی کرایہ نہیں لیا جائے گا' بے شک وہ ہر روز ہماری گاڑی سے جائیں اور آئیں۔ مگر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی بات کا علم نہیں تھا اور ان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ان سے کرایہ لیا گیا ہے، یا نہیں لیا گیا ہے یا کیوں لیا گیا ہے؟ (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ 'ص: 144 ناشر: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار، لاہور)

بے ادب، بے مراد شاگرد:

ایک اور صاحب کے بارے میں سنئے! جنہیں میں 1941ء سے جانتا ہوں' اس وقت میں گوجرانوالہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل تھا' وہ صاحب بھی وہیں تھے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ اب وہ جماعت اہل حدیث کے ایک خاص گروپ سے تعلق رکھتے ہیں' مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ''شاگرد رشید'' کبھی استاد محترم سے ہم کلام نہیں ہوئے تھے' یہاں تک کہ انہوں نے کبھی استاد کو سلام بھی نہیں کیا تھا اور استاد بھی ہمیشہ ان سے شاکی رہتے تھے۔ اسی طرح قیام پاکستان کے بعد لاہور میں ایک صاحب نے مولانا عطاء اللہ صاحب بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا لیکن بعد میں انہوں نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق جو طرزِ عمل اختیار کیا، وہ انتہائی تکلیف دہ تھا' میں ہرگز اس بات کا حامی نہیں کہ اس قسم کے لوگوں کی نسبت تلمذ ان عالی مقام حضرات کی طرف کی جائے۔ ان کے مقابلے میں علمائے احناف کے تلامذہ کو لیجئے۔ وہ بے شک کسی عمر کو پہنچ جائیں اور کتنے ہی بڑے دینی یا دنیوی منصب پر ان کی رسائی ہو جائے وہ اپنے اساتذہ سے بدرجہ غایت احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں اور ''حضرت' حضرت'' پکارتے ہوئے ان کی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

زبانیں خشک ہو جاتی ہیں لیکن اکثر اہل حدیث علماء اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ بے شک بعض معاملات و مسائل میں بعض اوقات شاگرد کو استاد کے نقطہ نظر سے اختلاف ہو سکتا ہے اور کسی وقت اس کے اظہار و بیان کی نوبت بھی آجاتی ہے لیکن اس کا ایک خاص ڈھنگ ہوتا ہے اور ایسے مواقع پر ایسا نہج کلام اختیار کیا جاتا ہے کہ بات بھی کہہ دی جائے اور استاد کا احترام بھی برقرار رہے۔

(بحوالہ کتاب: مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ ص:161-162 مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور)

علماء کے خلاف بولنے والا خاموش ہو گیا:

جب بھی ضلعی اور شہری حکام مقامی علماء اور جماعتوں کی میٹنگ بلاتے تو مولانا حافظ عبدالغفور جہلمی رحمۃ اللہ علیہ سب سے آخر میں پہنچتے۔ خاموشی سے ان کی گفتگو سنتے اور آخر میں بھرپور بات کرتے، جس سے حکام بھی اتفاق کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب خاصے تیز تھے اور علماء کے خلاف خاصا تلخ ذہن رکھتے تھے، لیکن حافظ عبدالغفور جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو سے وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا: تمہاری تیزی، طراری اور تلخی اس وقت کدھر چلی گئی تھی، جب حافظ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ گفتگو کر رہے تھے؟ اس نے کہا کہ میں ان کی عظمت سے اس قدر مرعوب ہو گیا تھا کہ بات نہ کر سکنے میں ہی عافیت سمجھی۔

اگر خالق راضی ہو گیا تو مخلوق کچھ نہ بگاڑے گی:

جنرل محمد ضیاء الحق کے مارشل لاء پر حافظ عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مارشل لاء کو ہدف تنقید بنایا۔ مقامی ایڈمنسٹریٹر کی عدالت میں مارشل لاء کے تحت حافظ صاحب پر کیس قائم کیا گیا۔ شیخ محمد اصغر ایڈوکیٹ اور سید یونس شاہ بخاری نے اس کیس میں وکالت کی۔ معاملہ خاصہ سنگین تھا لیکن حافظ عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحمل اور

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

استقامت کے پہاڑ تھے۔صبح تاریخ تھی،رات دونوں وکلاء حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کیس کی سنگینی کا تذکرہ کیا۔ حافظ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ آج رات اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست پیش کریں گے۔ اگر وہ راضی ہو گیا تو یہ مارشل لاء کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ چنانچہ یہ منظر سب دوستوں نے دیکھا کہ صبح جب حافظ عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی عدالت میں پیش ہوئے، وہ اُٹھ کر بڑی عقیدت سے پیش آیا بلکہ آپ کا معتقد ہو گیا اور اپنے دو بچوں کو ناظرہ قرآن کیلئے ان کی خدمت میں بھیج دیا (بحوالہ کتاب: تذکارحافظ عبدالغفور جہلمی رحمۃ اللہ علیہ ص 162-163 ناشر: جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، ضلع فیصل آباد)

تابعی کی میت کا قبرستان میں استقبال:

عمرو بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ جرجان کے ایک شخص نے بتایا کہ عظیم تابعی ومحدث شیخ کرز حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے موقع پر ایک شخص نے خواب دیکھا کہ جرجان کے قبرستان میں مدفون لوگ نیا لباس پہنے اپنی اپنی قبر پر کھڑے ہیں۔ان سے پوچھا گیا: یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: قبرستان میں کرز حارثی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ان کے استقبال کیلئے ہم نے نئے کپڑے پہنے ہیں (بحوالہ کتاب: برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش ص 200 مصنف: مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مسجد کا ادب:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صفائی پر مساجد وغیرہ کی صفائی کو ترجیح دیتے تھے جو کہ ایک ولی اللہ کے عین شایان شان ہے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئی دنیا دار آدمی تو نہ تھے، ان کی زندگی سیدھی سادھی اور خالص علمی تھی اور صفائی کا اس حد تک خیال رکھتے تھے کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اثنائے درس کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی سے تنکا نکال کر وہیں مسجد میں پھینک دیا۔امام

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 87/274

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس تنکا کو آنکھ چرا کر اٹھایا اور مسجد کے باہر پھینک دیا اور راوی کے الفاظ ہیں کہ: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس چیز سے اپنی داڑھی کو محفوظ رکھا، اس کو مسجد میں بھی برداشت نہ کیا (بحوالہ کتاب: آفتاب بخارا ص 28)

حدیث اور علمائے حدیث کا احترام:

ایک مرتبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ابو معشر ضریر رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید پڑھتے سنا۔ چونکہ وہ نابینا تھے، لہٰذا انہوں نے قرآن کی تلاوت کے وقت اندھوں کی سی حرکات کیں تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے۔ اس مسکرانے کو بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلافِ ادب اور غیر مناسب سمجھتے ہوئے ابو معشر ضریر رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت چاہی۔ آداب میں اس قدر محتاط تھے کہ فن جرح و تعدیل کے امام ہونے کے باوجود جرح میں نہایت ہی مناسب الفاظ استعمال کرتے۔ مثلاً اکثر طور پر جب کسی کو جرح میں کچھ کہنا ہوتا تو یہ انداز اختیار فرماتے (فیہ نظر، ترکوہ، سقطوا عنہ) تا کہ کوئی کلمہ خلافِ ادب زبان سے نکلنے نہ پائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا اتنا احترام تھا کہ حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کرتے اور پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے (ہدی الساری، ص ۴۸۰ بحوالہ کتاب: آفتاب بخارا، ص: ۳۰ مصنف: برق توحیدی۔ ناشر: مکتبہ اہل سنت والجماعت، منٹگمری بازار، فیصل آباد)

اسلاف کے ہاں قرآن کا ادب:

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افضل عبادۃ أمتي قراءۃ القرآن (بیہقی) میری امت کی بہترین عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ ہمیں قرآن مجید کی ظاہری تعظیم بھی کرنی چاہیے اس سے بہت ثواب ملتا ہے۔ زمین پر قرآن مجید کے گرے ہوئے ورقوں کا اٹھانے والا اللہ کا ولی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کے لکھے ہوئے کاغذوں کو زمین سے اٹھانے والے علیین میں بلند مرتبہ پائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: قال

WWW.UPGARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن كتاب يلقى بمضية من الارض الا بعث الله عزوجل اليه ملائكته يحفظونه باجنحتهم ويقدسونه حتى يبعث الله وليا من اوليائه فيرفعه من الارض ومن رفع كتابا من الارض فيه اسم من اسماء الله تعالى رفع الله اسمه وخفف عن والديه العذاب وان كان كافرين (رواه الطبرانی الصغیر: ج ا۔ص: ۱۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر جب کوئی کتاب گر پڑتی ہے تو اس کی حفاظت کیلیے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج دیتا ہے۔ وہ فرشتے اپنے پروں سے اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں میں سے کسی ولی کو بھیج دیتا ہے۔ وہ اس کو زمین سے اٹھالیتا ہے اور جو زمین سے کسی ایسی کتاب (کاغذ) کو اٹھائے جس میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے نام کو علیین میں بلند کرے گا اور اسکے ماں باپ کے عذاب میں کمی کردے گا' اگرچہ اسکے ماں باپ کافر ہوں۔

(بحوالہ کتاب: الدعاء المقبول: ص: ۴۸ مصنف: شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ)

دفاعِ قرآن کی بدولت قید کی آزمائش:

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم لکھتے ہیں کہ: پٹیالہ کے قریب ریاستِ نابھہ میں ایک مشہور طبیب حکیم غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ قیام پذیر تھے، جو نابھہ کے مہاراجہ کے خاندانی معالج تھے۔ ایک دن مہاراجہ نے قرآن پاک کے متعلق کوئی بے ادبی والے الفاظ منہ سے نکالے تو حکیم غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غیرتِ ایمانی کے جوش میں مہاراجہ کو برا بھلا کہہ دیا۔ وہ طیش میں آگیا اور اسی وقت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بیڑیاں ڈال کر قید کروادیا۔ مہاراجہ کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرات نہ تھی۔ شہر کے مسلمان بے حد غمگین ہوئے اور ہزاروں ہاتھ بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لیے اٹھ گئے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام کو چھڑوانے خود آئے:

اسی رات قاضی معزالدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصور پور میں تشریف لائے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی ادب سے انہیں سلام کیا اور عرض گزار ہوئے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان' آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کیسے تشریف لائے؟

فرمایا: معزالدین! تم گھوڑے سنبھالو۔ ہم نماز پڑھ کر نابھہ جائیں گے اور اپنے مُحِبّ حکیم غلام فرید کو رہا کرائیں گے۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے۔ قاضی معزالدین نے گھوڑوں کی باگیں پکڑے رکھیں۔

یہ خواب کی بات تھی جو ختم ہوئی۔ آنکھ کھلی تو قاضی معزالدین رحمۃ اللہ علیہ حسبِ معمول فجر کی نماز پڑھنے مسجد میں گئے۔ نماز کے بعد قرآن مجید کا درس دیا اور لوگوں کو بتایا کہ حکیم غلام فرید پر سخت آزمائش کا وقت آپڑا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بچالیا ہے۔ اِدھر نابھہ میں جیل کے حکام نے صبح صبح حکیم صاحب کی بیڑیاں کٹی ہوئیں اور جیل کا دروازہ کھلا ہوا پایا۔ مہاراجہ کو اس کا پتا چلا تو اس نے پنجابی میں کہا: ''اللہ ولوں'' یعنی جو کچھ ہوا، اللہ کی طرف سے ہوا، ہم اس میں کچھ نہیں کرسکتے۔ بعد میں اس نے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کی اور پورے اعزاز کے ساتھ پچھلے منصب پر بحال کردیا۔

(بحوالہ تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ص: ۲۶۲ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور)

سلفی بزرگوں کے مزارات کی حفاظت:

قاضی معزالدین اور قاضی باقی باللہ رحمہا اللہ کی تواریخ ولادت و وفات کا پتا نہیں چل سکا۔ البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے ان کی قبروں پر قبے بنادیئے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

تھے اور باقاعدہ چراغ جلائے جاتے تھے لیکن ان کے اہل خاندان نے کبھی اسے لائق التفات نہیں سمجھا۔ شنید ہے کہ آزادئ وطن کے بعد اس علاقے کے غیر مسلم معتقدین نے مسلمان بزرگوں کے بہت سے مزارات کی حفاظت و حرمت کو برقرار رکھا، جن میں قاضی معزالدین اور قاضی باقی باللہ رحمہا اللہ کے مزار بھی شامل ہیں۔

سیشن جج کے فیصلے سے ہندو مسلمان ہوگیا:

ایک صاحب نے بتایا کہ ریاست پٹیالہ کے ایک گاؤں کے مسلمانوں نے ایک ہندو کی جگہ پر قبضہ کر کے مسجد تعمیر کرنا شروع کر دی۔ جگہ کا ہندو مالک قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں چلا گیا اور درخواست دی کہ مسلمان جبراً میری جگہ پر قبضہ کر کے مسجد تعمیر کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر روک دی اور فریقین کے بیان لینا شروع کر دیے۔ مسلمانوں کو خیال تھا کہ اتنے بڑے عالم دین، مسلمان جج کا فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا، لیکن فریقین کے بیانات سننے کے بعد قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہندوؤں کے حق میں کر دیا اور فیصلے میں لکھا کہ جبراً حاصل کی ہوئی زمین پر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں۔ اس فیصلے سے مسلمان بڑے کبیدہ خاطر ہوئے لیکن اِدھر جگہ کا ہندو مالک اس فیصلے سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے خاندان سمیت مسلمان ہوگیا اور اسی جگہ پر خود اپنے خرچ سے مسجد تعمیر کر دی (بحوالہ کتاب: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ، ص98 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

عمامہ باندھنا علماء کے لباس کا حصہ ہے:

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک (پانچ سال) دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس اثنا میں ندوے کا ایک جلسہ لکھنؤ میں ہوا، اس جلسے میں پنجاب سے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ظفر علی خاں مرحوم بھی تشریف لے گئے تھے۔ جلسے میں طلباء کی تقریروں کا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

پروگرام بھی رکھا گیا تھا۔ مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو عربی میں تقریر کرنا تھی۔ انہوں نے تقریر ختم کی تو سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: یہ آپ کے ہم مسلک ہیں اور مولانا ظفر علی خان مرحوم سے کہا: یہ آپ کے ہم ضلع ہیں، یعنی گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول علمائے کرام اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی عربی تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے سر پر ٹوپی لے رکھی تھی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا سے کہا: میاں! علماء کا لباس عمامہ ہے۔ عمامہ باندھا کریں۔

اپنا نکتہ نظر بیان کرنے کا ادب:

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی کو ہدف تنقید ٹھہرانے اور منفی طریق کلام اختیار کرنے کے بجائے اپنے مؤقف کو بہ صورت اثبات واضح اور مبنی برحق ثابت کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ تقریر میں بھی یہی انداز تھا، عام گفتگو میں بھی یہی طریقہ اپناتے تھے اور تحریر میں بھی یہی سلسلہ چلتا تھا۔ فقہاء محدثین اور علماء و زعماء کا بے حد احترام سے نام لیتے اور انتہائی تکریم سے ان کا تذکرہ کرتے۔ کوئی شخص محدثین و فقہاء کے بارے میں سوءادب کا مظاہرہ کرتا تو اسے پیار سے سمجھانے کی سعی فرماتے۔

(بحوالہ کتاب: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۲۳)

محدثین کا گستاخ گندے نالے میں گر گیا:

ایک دن قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کو فرمایا: بھائی محدثین نے بہت خدمات انجام دی ہیں اور وہ ہمارے محسن تھے، جنہوں نے احادیث کی جمع و تدوین کے سلسلے میں اتنی تگ و تاز کی اور اس موضوع پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں، ان کا نام احترام سے لینا چاہیے اور ان کے بارے میں زبان سے کوئی الفاظ نکالتے وقت ان کے مقام و مرتبے کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ لیکن انہوں نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر کان نہیں دھرا اور وہی طرز کلام

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اختیار کیے رکھا، جس کے وہ عادی تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اٹھے، ابھی دروازے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ بستے سمیت دھڑام سے گندے نالے میں جا گرے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جو لوگ وہاں موجود تھے، جلدی سے باہر نکلے اور ان کو نالے سے نکالا۔ وہ غلیظ پانی سے بری طرح لت پت ہو گئے تھے اور ان کے کپڑے غلاظت سے بھر گئے تھے۔ کاغذات کا جو پلندہ وہ اٹھائے ہوئے تھے، وہ بھیگ گیا تھا اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً پانی گرم کرایا، انہیں نہلایا اور پہننے کیلئے اپنے دھلے ہوئے کپڑے انہیں عطا کیے۔ یہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کی ایک جھلک اور اپنے نقطہ نظر سے شدید اختلاف رکھنے والوں کے بارے میں ان کے طرزِ عمل کی ایک چھوٹی سی مثال تھی (بحوالہ: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۲۴-۱۲۵)

جنات میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا احترام:

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ادب نہ صرف انسان، بلکہ جنات بھی کرتے تھے۔ ایک شخص کی بیوی آسیب زدہ تھی۔ شوہر نے متعدد حکیموں اور عاملوں سے رجوع کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کر کے تعویذ طلب کیا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تعویذ تو نہیں دیا کرتا، البتہ آپ جن سے میرا اسلام کہیں اور یہ پیغام دیں کہ اللہ کے بندے، کسی غریب کو ستانا اچھی بات نہیں۔ شاید وہ مان جائے۔ وہ صاحب یہ سن کر چلے گئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ جن آیا ہوا ہے اور بیوی کا برا حال ہے۔ وہ اسی وقت اس سے مخاطب ہوا اور کہا: قاضی محمد سلیمان صاحب نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اللہ کے بندے کسی غریب کو ستانا اچھی بات نہیں۔ اتنی بات سنتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی اور پھر وہ جن کہنے لگا: تم قاضی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کا پیغام نہ لاتے تو میں کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا، مجھے ان کے پیغام کی شرم ہے۔ اس لیے میں اب رخصت ہوتا ہوں، چنانچہ وہ عورت تندرست ہو گئی اور پھر اسے کبھی آسیب کی شکایت نہ ہوئی۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

اولیاء اللہ کے مرتبے بہت بلند ہیں:

اللہ تعالیٰ کے عبادت گزاروں اور پارسابندوں کے مراتب بہت بلند ہیں۔ان کی زندگی کے لیل ونہار چوں کہ کتاب وسنت کی اطاعت اور دین حق کی تبلیغ واشاعت میں گزرتے ہیں،اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر وقت ان کے شامل حال رہتی ہے۔ ان کی نیت خلوص کی آماجگاہ بن جاتی ہے،ان کا دل حسنات کا مرکز قرار پاجاتا ہے،ان کا ذہن صالحیت کے منبع کی شکل اختیار کرلیتا ہے،ان کی سوچ بچار کے پیمانے بالکل بدل جاتے ہیں۔اللہ کی یاد ان کا ہر آن کا معمول بن جاتی ہے اور ذکر الٰہی ان کا وظیفۂ حیات بن جاتا ہے۔پھر وہ جو کچھ مانگتے ہیں،اللہ اپنے بھرپور خزانے سے انہیں عطا فرمادیتا ہے۔برائی کے آثار واثرات سے ان کا دامن پاک ہوجاتا ہے اور تقویٰ ان کے دل میں جاگزیں ہوجاتا ہے۔یہی مطلب ہے،نبی ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کا جو آپ نے دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا کہ التقوی ھھنا التقوی ھھنا۔

(بحوالہ:تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۲۸ تا ۱۳۰)

تمام مسالک کے علماء کا احترام:

تمام مسالک فقہ کے لوگ ان کے پاس آتے اور ان سے گفتگو کرتے،وہ سب کا احترام بجالاتے۔یوں تو وہ تمام اہل علم کو مستحق اکرام گردانتے تھے،لیکن دینیات کے علماء کی بالخصوص عزت کرتے اور ایسے الفاظ میں ان سے مخاطب ہوتے جن سے ان کے مرتبے کی پوری وضاحت ہوجاتی۔یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات ان کے گھر کو علمائے کرام کے مرکز کی حیثیت حاصل ہوجاتی،جس میں بہت سے مسائل زیر بحث آتے۔

مجذوبوں کی نظر میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

بعض مجذوبوں اور اصحاب حال بزرگوں سے بھی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مراسم قائم تھے جو ان سے بہ درجہ غایت ادب وتکریم سے پیش آتے تھے۔نابھہ شہر میں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

ایک بزرگ حافظ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، جو علی گڑھ کے گریجویٹ تھے اور تحصیل دار تھے۔ جذب وحال میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ لہجے کے تشدد اور سخت کلامی کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑوں کو جھاڑ پلا دیتے اور قریب آنے سے روک دیتے تھے۔ رہنے سہنے کا معاملہ بھی عجیب وغریب سا تھا۔ اس کے باوجود مشہور تھا کہ بڑے صاحب فیض بزرگ ہیں۔ مسلمان، ہندو، سکھ سب ان سے بہ قدر استعدادِ ذہنی فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملاقات کو گئے، وہ نہایت احترام سے پیش آئے۔ اس کے بعد جب بھی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملاقات کا عزم کرتے اور اس کا انہیں علم ہو جاتا تو ان کی آمد سے پیشتر ہی وہ خاموشی اختیار کر لیتے اور متانت وسنجیدگی سے بیٹھ جاتے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے تو بڑے اعزاز سے کھڑے ہو کر ملتے اور جھک کر مصافحہ کرتے۔ پھر انہیں اپنے حجرے میں لے جاتے اور مختلف مسائل پر دونوں کے درمیان دیر تک سلسلۂ گفتگو جاری رہتا (بحوالہ: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ص 148)

چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام:

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ چھوٹے پر شفقت فرماتے اور اپنے سے بڑے اور برابر والے کی عزت کرتے۔ ہر ایک کو "آپ" کہہ کر پکارتے۔ بچے کو بھی آپ کہتے تاکہ چھوٹی عمر ہی میں اس کا ذہن اس لفظ سے آشنا اور زبان اس سے مانوس ہو جائے۔

چھوٹے بھائی کی تکریم:

ان کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالرحمٰن جنہیں وکیل صاحب کہا جاتا تھا، ریاست پٹیالہ کے سفیر کی حیثیت سے فیروز پور رہتے تھے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کا بہت احترام کرتے اور ان سے بے حد محبت سے پیش آتے تھے۔ بعض اوقات تو اس

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 95/274

درجے ان کی تکریم کرتے کہ دیکھنے والے کو شبہ ہونے لگتا کہ وکیل صاحب ان کے چھوٹے نہیں، بڑے بھائی ہیں (بحوالہ کتاب: قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ص:۱۶۶)

چھوٹے نبی کے متعلق سچی پیشین گوئی:

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائیت کے ردّ میں دو کتابیں لکھی تھیں۔ایک "غایت المرام" اور دوسری "تائید الاسلام"۔اس وقت مرزا غلام قادیانی زندہ تھا۔انہوں نے "غایت المرام" مرزا کو بھجوائی اور ساتھ ہی خط لکھا کہ آپ چونکہ پیش گوئیاں بہت کرتے ہیں، اس لیے بہ توفیق الٰہی میں بھی آپ کو تین باتیں لکھ دیتا ہوں۔

۱......آپ کو حج نصیب نہیں ہوگا۔ ۲......آپ میری کتاب کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ ۳......آپ کی موت مجھ سے پہلے واقع ہوگی اور بہت عبرتناک ہوگی۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احباب و متعلقین کے حلقے میں اس خط کے مندرجات کے بارے میں گفتگو کا سلسلہ چلا تو فرمایا خط کو چھوڑیے کہ اس میں کیا لکھا ہے، لیکن ان شاء اللہ ہوگا اسی طرح۔احباب کا اصرار بڑھا تو کئی ہفتوں کے بعد مندرجہ ذیل خواب بیان فرمایا۔

جنت کے شاہزادوں کی طرف سے عطیہ:

میں نے سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ ایک حوض میں ہیں۔قریب جا کر سلام عرض کیا تو آپ رضی اللہ عنہما نے مجھ پر پانی کے چھینٹے پھینکے۔میں نے عرض کیا: شہزادو! میں آپ رضی اللہ عنہما کے خاندان کے غلاموں کے غلاموں سے بھی کم تر ہوں، میرے ساتھ یہ شوخی کیسی......؟ فرمایا: یہ شوخی نہیں، عطاء ہے۔ہم جس حوض میں ہیں، اس کے چند چھینٹے تمہیں عطا کر رہے ہیں۔یہ "غایت المرام" لکھنے کا انعام ہے، اپنی طرف سے تم بھی اس کو تین پیش گوئیاں لکھ دو، وہ بھی بہت پیش گوئیاں کرتا رہتا ہے۔خواب ختم ہوا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں پیش گوئیاں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں جنت کے شہزادوں کا حکم ملنے کے بعد لکھی تھیں۔

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

یہ دعا پڑھنے سے زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہوگی:

بھٹنڈا ریلوے اسٹیشن کے ایک چوکیدار کا نام ''مصری'' تھا۔ ایک دن وہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک خواب سنایا کہ: میرے سامنے ایک اعلیٰ قسم کا قیمتی گھوڑا ہے۔ اس پر ایک حسین و جمیل شخص سوار ہے۔ اس کے آگے آگے آپ (یعنی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) جا رہے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سن کر فرمایا: تمہارا خواب بہت اچھا ہے۔ وہ ایک بزرگ تھے، جن کی تم کو زیارت ہوئی۔ ان کی زیارت تمہیں دوبارہ ہوگی۔ اس وقت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے بھتیجے صوفی حبیب الرحمٰن بیٹھے تھے۔ فرمایا یہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تم کو ایک دعا لکھ کر دیں گے، سوتے وقت اسے چار مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الحِلِّ وَالحَرَامِ وَ رَبَّ البَلَدِ الحَرَامِ وَ رَبَّ الرُّكنِ وَالمَقَامِ وَ رَبَّ المَشعَرِ الحَرَامِ بِحَقِّ كُلِّ اٰيَةٍ اَنزَلتَهَا فِي شَهرِ رَمَضَانَ بَلِّغ رُوحِ مُحَمَّدٍ صلی الله علیه وسلم مِنِّي تَحِيَّةً وَّسَلَامًا

صوفی حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعا لکھ کر اسے دے دی۔ اس کے بعد تنہائی میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تعبیر پوچھی تو فرمایا: وہ بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: وہ تو خواب کی بات تھی، آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے؟ کسی قدر جذبات کے لہجے میں بہ صورت سوال ہی جواب دیا: کیا میں کسی دنیادار کی سائیسی کر سکتا ہوں۔ صوفی صاحب پھر عرض گزار ہوئے کہ اس بات کا کیسے پتا چلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ بھی زیارت سے مشرف فرمائیں گے؟ فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمت پر یہ شفقت ہے کہ جسے ایک مرتبہ زیارت سے مشرف فرماتے ہیں، اسے دوسری مرتبہ بھی فرماتے ہیں۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

یہ باتیں قاضی عبدالباقی صاحب نے سفرنامہ حجاز کے آخر میں اپنے مختصر مضمون بہ عنوان ''سیرت سلمان'' میں قاضی حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے لکھی ہیں۔

مشہور صوفیاء کن صحابہ کی اولاد ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد ہندوستان میں محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے بکثرت پائی جاتی ہے۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اسی خاندان عالی سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل ہندوستان میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سب فاروقی ہیں۔ شیخ الوقت شاہ ابوالخیر عبداللہ دہلوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ بھی فاروقی ہیں۔ حضرت خواجہ ضیاء معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی نژادِ عالی سے ہیں (بحوالہ کتاب: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ: ص:۲۶۸ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور)

گینڈے شاہ کی شراب سے توبہ:

پٹیالہ میں ''گینڈے شاہ'' نام کا ایک مستانہ فقیر تھا، جو ہر وقت شراب میں مدہوش رہتا تھا۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ اسے شراب پلانے سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ لوگ اس کے پاس آتے اور اسے شراب پلاتے۔ ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اُدھر سے گزر ہوا تو وہ ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سائیں جی! شراب حرام ہے۔ اس سے تائب ہو جاؤ۔ اب آپ کے آخری دن ہیں۔ گینڈے شاہ نے اسی وقت توبہ کر لی اور جو شراب اس کے پاس پڑی تھی، پھینک دی۔ اس کے بعد جو شخص شراب لے کر آتا، وہ پھینک دیتا۔ اس واقعہ سے چند روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اسے پٹیالہ کے شیراں والا گیٹ کے پاس دفن کیا گیا (بحوالہ کتاب: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ص 269)

facebook.com/Salfi.tasawuf

گستاخ پیر کیلئے قاضی صاحبؒ کی کرامت:

ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوبہ اتر پردیش کے سفر پر تھے، کہ الہ آباد ریلوے اسٹیشن پر کچھ دیر کیلئے رکنا پڑا۔ وہاں دیکھا کہ ایک پیر صاحب بیٹھے ہیں جو اپنے مریدوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرا رہے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت سنجیدگی سے انہیں سمجھانے اور اس فعل سے روکنے کی کوشش کی لیکن پیر صاحب اکڑ گئے اور غصے سے کہا "کچھ دیکھو یا دکھاؤ"۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم ہی دکھاؤ کیا دکھانا چاہتے ہو؟ اس نے باہر سے اور مرید بلا لیے اور سب سے کہا کہ مجھے اچھی طرح سجدہ کرو۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بس یہی کچھ دکھانا تھا؟ اس نے کہا ہاں یہی کچھ دکھانا تھا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے' اور ابھی ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ پیر صاحب زار و قطار رونے لگے اور زور زور سے کہنا شروع کیا کہ بس کیجئے بس کیجئے' میں توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ کبھی سجدہ نہ کراؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ آئندہ مجھے کبھی سجدہ نہ کرنا۔ سجدے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ اس واقعہ کے راوی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور داماد صوفی حبیب الرحمٰن ہیں (بحوالہ

کتاب: تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ص 270 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی گوارا نہیں:

مولانا عبدالتواب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ جو شخص ایک بار کچھ دیر ان کی صحبت میں بیٹھ کر آیا۔ پھر ان کا اخلاص اس شخص کو مجبور کرتا کہ وہ دوبارہ جاتا اور مولانا کے علمی ارشادات سے مستفیض ہوتا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے پورا پاک و ہند آشنا ہے۔ ان کی شعلہ بیانی اور قرآن مجید پڑھنے کا انداز شاید ہی کسی کو نصیب ہو۔ فن خطابت کا یہ شہنشاہ اکثر ملتان آیا کرتا اور توحید و رسالت پر

www.UBQARI.org

facebook.com/Salfi.tasawuf

گھنٹوں تقریر کرتا، اور دنیا کو مسحور کرتا۔ایک رات ان کی تقریر تھی۔قرآن مجید کے آخری پارے کی "سورہ عبس وتولیٰ" کی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا۔اس کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے جو کچھ لکھا تھا' اس میں اکثر کو تسامح ہوا' اور اس سورۃ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ذرا تادیبی رنگ میں بیان کیا۔تقریر رات کو ختم ہوگئی۔شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سننے کو ہر مسلک کے لوگ جاتے تھے۔صبح کو مولانا عبدالتواب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سلفی مسلک کے کچھ لوگ آئے اور تقریر کی بڑی تعریف کی۔مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا عنوان کیا تھا۔انہوں نے کہا تقریر رسالت پر تھی اور سورۃ ''عبس وتولیٰ'' کی تفسیر تھی۔اس پر مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کریں کہ اس کے علاوہ اور کوئی عنوان نہ تھا؟ یہ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا اظہار (بحوالہ کتاب: اصحاب علم وفضل، ص:۱۲۹۔۱۳۰ مصنف: مولانا محمد تنزیل الصدیقی الحسینی۔اصلاح المسلمین پبلشرز کراچی)

ولی سے دشمنی کرنے والا خدا کا دشمن:

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس نے کسی میرے ولی سے عداوت کی اس نے خود مجھ سے اعلانیہ جنگ چھیڑ دی۔کسی کام میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا، جتنا اپنے اس مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔جسے موت ناپسند ہے' کیونکہ میں اسے تکلیف دینا پسند نہیں کرتا، حالانکہ موت اس کیلئے ضروری ہے۔سب سے زیادہ جس چیز سے میرا بندہ مجھ سے قربت حاصل کرسکتا ہے، میرے فرائض کی ادائیگی ہے۔میرا بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قریب ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

وہ حملہ کرتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ پس وہ مجھی سے سنتا ہے، مجھی سے دیکھتا ہے، مجھی سے حملہ کرتا ہے، مجھی سے چلتا ہے۔ (بحوالہ کتاب: تصوف کی حقیقت، ص: ۳۰۶ مصنف: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور)

اولیاء ہماری آنکھوں کے تارے:

شیخ الحدیث مولانا علی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابۂ کرام، ائمہ عظام، اولیائے ذوی الاحترام رحمہم اللہ ہماری آنکھوں کے تارے اور سر کے تاج ہیں۔ ہم جس جس میں جو جو خوبی دیکھیں، اس کی اقتدا کر سکتے ہیں، مگر اس کی تقلید کو واجب نہیں گردان سکتے، کیونکہ امکان ہے ان سے خطا ہو جائے، بری عن الخطا صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور وہی ذات واجب الاطاعت ہے مگر ان بزرگوں میں سے کسی ایک کی بھی توہین کرنا ہمارے نزدیک گناہ میں داخل ہے۔ (بحوالہ کتاب: فتاویٰ علمائے حدیث، ج: ۱۲، ص: ۸۶ ناشر: مکتبہ سعیدیہ، خانیوال)

توحید کی کتاب کو جلانے والا گنہگار ہے:

کتاب تقویۃ الایمان اچھی کتاب ہے اس میں آیات واحادیث بھی بہت ہیں جو شخص ازراہ توہین اس کو جلانے کا حکم دیتا ہے وہ سخت خطا کار اور گنہگار ہے۔ اس میں شرکت وبدعت سے ممانعت اور صراط مستقیم وسنت کی ہدایت ہے۔

(فتویٰ: مفتی کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی)

تقویۃ الایمان بہت عمدہ اور راہ حق بتانے والی کتاب ہے۔ اس کے مصنف مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ صاحب شہید عالم حقانی ہیں۔ وہ مقبول بارگاہ ہیں۔ خدا کی راہ میں انہوں نے جان دی ہے اور شہید ہوئے ہیں۔ ان کی طرف یا ان کی کتاب کی نسبت برے الفاظ کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے، ورنہ مورد عتاب باری تعالیٰ ہوگا۔ ''من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب'' حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد

facebook.com/Salfi.tasawuf

فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے دوست سے دشمنی رکھتا ہے اس کو میں مطلع کرتا ہوں کہ اس سے میری لڑائی ہوگی۔ معاذ اللہ! (فتویٰ: مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

(بحوالہ: فتاویٰ علمائے حدیث ج:۹، ص:۲۶۱۔۲۶۲)

اولیاء کے دشمن سے اللہ کی جنگ:

جس شخص نے اللہ کے دوستوں سے ذرا بھی دشمنی رکھی، وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے۔ بلکہ خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کی تائید فرما کے ان لوگوں کا دشمن ہو جاتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ تم میرے دوستوں سے جو عداوت رکھتے ہو گویا مجھ سے لڑائی کرتے ہو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب (رواہ البخاری) خدا کی پناہ جس کا خدا دشمن ہو اس کا کون دوست اور کہاں ٹھکانا ملے گا۔ پس ایسا شخص مردود شیطان ہے اور خدا کا دشمن ہے۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ ایسے خدا کے دشمن سے اپنے کو الگ بچائے رکھیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنو الاتتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء: جو اُن سے دوستی رکھے گا وہ بھی خدا کے دشمنوں میں محسوب ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب الجیب ابوبرکات محمد عبدالحئی تقی عرف صدر الدین احمد حیدر آبادی الجواب صحیح سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۵، (فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل: ص ۴۸۔۴۹) (بحوالہ کتاب: فتاویٰ علمائے الحدیث، ج:۹، ص:۲۷۳۔۲۷۴ مرتب: مولانا علی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ)

مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمائے اہل حدیث کی نظر میں:

سوال: جو شخص ہمارے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے کچھ ذرّہ بھی بغض رکھے اور تمام جہان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ و افضل ہونے کا قائل نہ ہو اور شفاعت کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتا ہو وہ کافر ہے یا نہیں؟ بینو او توجروا

facebook.com/Salfi.tasawuf

الجواب: جس نے ایسا اعتقاد رکھا وہ کافر ہے، جنت اس پر حرام ہے۔ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست وہ اللہ کا دوست اور کوئی چاہیے کہ بعد بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ سے دوستی رکھے وہ مردود ہے (بحوالہ: فتاویٰ علمائے اہل حدیث، ج:۹، ص: ۲۸۳۔۲۸۴)

ولی کے ناراض ہونے سے دریائے ستلج بپھر گیا:

حافظ بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مقتدر عالم وفقیہہ تھے، اور ورع وتقویٰ کے لحاظ سے اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ نواب قطب الدین والی ممدوٹ سے ناراض ہو کر دریائے ستلج کے رستے کشتیوں کے ذریعے ریاست بہاولپور میں چلے گئے۔ وہاں سے حجاز جانے کا ارادہ تھا، ان کے جانے کے بعد ممدوٹ کا قلعہ دریائے ستلج کی طغیانی کی زد میں آ گیا۔ لوگوں نے نواب صاحب سے کہا کہ آپ کی ریاست میں ایک ہی بابرکت شخصیت تھی جو یہاں سے جا چکی ہے۔ اب ریاست کی خیر نہیں۔ چنانچہ نواب صاحب نے اپنے سوار بھیجے اور نواب آف بہاولپور کے توسط سے حافظ بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو روک لیا گیا اور بالآخر رضامند کر کے واپس لائے گئے۔ والی ممدوٹ نے معافی مانگی اور ''لکھوکے'' کا گاؤں بطور جاگیر پیش کیا۔ مگر حافظ بارک اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہمیں ایسی جاگیر نہیں چاہیے۔ جس کا لگان گورنمنٹ کے ہاں ادا کرنا پڑے۔ چنانچہ نواب صاحب نے وہ اراضی جو پہلے سے آپ کے والد حافظ احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے وقت سے عطا کی ہوئی تھی اور جس کا لگان معاف تھا۔ واپس کر دی۔ یہ اراضی تقسیم ملک تک حافظ بارک اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے پاس چلی آئی ہے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رضامند ہونے پر ستلج کا رُخ پھر گیا اور ممدوٹ کا قلعہ جو آدھا دریا کی نظر ہو چکا تھا، اب تک دعوت نظارہ دے رہا ہے (بحوالہ کتاب: احوال الآخرت، مصنف: حافظ محمد صاحب لکھوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

مجھے اولیاء اللہ سے محبت ہے:

علامہ حبیب الرحمان یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے مرتب جناب انور حمید کتاب کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ: مجھے اولیاء اللہ سے محبت ہے۔ لہٰذا میں نے یزدانی رحمۃ اللہ علیہ شہید کی سیرت کے مختلف اوراق کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا اور ایک طالب علم کی حیثیت سے قلم کاغذ لے کر بیٹھ گیا۔ یزدانی شہید رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے۔ اب بھی مجھے یقین کی حد تک ڈر ہے کہ میں ان کے مقام اور مرتبے کو انصاف کے ساتھ واضح نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی مجھ جیسے کم مایہ طالب علم کیلئے یہ ممکن تھا۔ بس ایک تمنا تھی کہ اللہ کے ولیوں کے سیرت نگاروں کی فہرست میں مجھ گنہگار کا نام بھی درج ہو جائے۔ شاید خداوند قدوس میری اس کاوش سے خوش ہو کر میری مغفرت فرما دے۔ (بحوالہ کتاب: حیات یزدانی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۲۳ ناشر: علامہ شہید لائبریری، سیالکوٹ)

اسلاف فراموشی کا بڑھتا ہوا رجحان:

ہماری جماعت کے ممتاز اہل قلم میرے محسن مولانا محمد اسحاق بھٹی ایڈیٹر ''المعارف'' لاہور۔ شیخ الاسلام ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: دیوبندی اور بریلوی حضرات کو لیجئے۔ یہ اپنے اکابر کی انتہائی تعظیم بجالاتے ہیں، اور مساجد و مدارس کی تعمیر و قیام میں انہوں نے جو خدمات سر انجام دی ہیں اس کا فخر کے ساتھ اظہار کرتے ہیں۔ اور ان کے کارناموں کو لائق تذکرہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں جماعت اہل حدیث میں اس ضمن میں بہت احتیاط (جو بخل کی حد تک ہے) سے کام لیا جاتا ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کو بھولتے جا رہے ہیں بلکہ ان کے کارناموں کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جماعت کے کسی ادارے اور کسی گروپ کو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ جماعت کے کسی بزرگ کی چھوٹی بڑی کوئی سوانح عمری لکھوائی جائے یا ان میں سے کسی کے نام کی کوئی یادگار قائم کی جائے (بحوالہ: مضمون شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ۔ مجلہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن۔ شمارہ: ۱، ۴ ستمبر ۱۹۹۰ء)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اسلاف کی خدمت کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں:

سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حدیث کانفرنس ماموں کانجن ۱۹۷۵ء میں دوران خطاب فرمایا: دوستو! ہمارے بزرگوں کی تصنیفات کو دیمک چاٹ رہی ہے۔ ہم میں کوئی نہیں جو ان بزرگوں کے حالات زندگی کو ضبط تحریر میں لائے۔ عظیم شخصیتیں ہمارے ہاں گزری ہیں۔ لوگوں نے اپنے بزرگوں کے غلاموں کے غلاموں تک کے حالات زندگی بھی لکھ ڈالے ہم کو کیا ہوا کہ جن لوگوں نے ساٹھ ساٹھ برس تک تمہاری بے لوث خدمت کی، ان پر قلم اٹھانے کیلئے تمہارے پاس وقت نہیں۔ یہ باتیں غور کی ہیں دوستو! تم دن رات اکھاڑ پچھاڑ میں لگے رہتے ہو۔ یہ کیا زندگی ہے؟ جو تم نے اختیار کر رکھی ہے۔ امام اسے بناؤ جسے روح کی گہرائیوں سے پیار کرو۔ چند برس پہلے بھی میں یہاں آیا تھا۔ اور اپنی باتیں کہہ گیا تھا مگر تمہارے سینوں میں دل نہیں پتھر ہیں۔ جن سے میری آواز ٹکرا کے لوٹ آتی ہے۔

(اقتباس ہفت روزہ "الاسلام" لاہور صفحہ: ۱۳ سن اشاعت 1976ء)

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام:

والا جاہ نواب صدیق حسن خان مرحوم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پُر انوار سے خواب میں مشرف ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ماہ رجب ۱۲۷۳ ہجری میں وقت تہجد قریب صبح صادق جبکہ وہ قنوج میں تھے، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ محل سرا سے اٹھ کر مردان خانہ میں آئے ہیں۔ وہاں صحن میں چھوٹے چھوٹے تخت بچھے ہیں اور ان تختوں کے نیچے آب صافی کی ایک نہر جاری ہے اور اُن تختوں میں سے ایک تخت پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحی فداہ رونق افروز ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انار شیریں کا ایک انبار لگا ہوا ہے۔ اسی اثنا میں کسی نے نواب صاحب مرحوم سے کہا کہ دیکھو نواب! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تشریف فرما

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ قریب پہنچے اور ادب کے ساتھ سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔ یک بہ یک ان کی نظر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک پر پڑی تو تمام سر پر موئے مشکین نظر آئے جو بناء گوش (کانوں کی لو) تک دراز تھے۔ ریش مبارک مدور تھی لیکن نہ طویل نہ عریض بلکہ بقدر یک قبضہ، چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔ نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قصد کیا کہ آگے بڑھیں ناگہاں تخت کے قریب طغیانی آب کی وجہ سے پاؤں پھسل گیا مگر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تخت کے ایک جانب قبلہ رو ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسند سے اُٹھ کر کچھ ارشاد فرمایا، جس کو وہ پورے طور پر یاد نہ رکھ سکے مگر اس کے جواب میں یہ عرض کیا کہ میرے یہ نصیب کہاں تھے کہ میں دیدار پُرانوار سے سعادت اندوز ہوتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انار اُس انبار سے اُٹھائے اور اُن کے قریب قدم رنجہ فرمایا۔ پھر وہ دونوں انار انہیں عطا فرمائے۔ انہوں نے جلدی سے ان اناروں کو لے لیا۔ اس کے بعد کے جو واقعات خواب میں گزرے، وہ ان کو بیدار ہونے کے بعد یاد نہیں رہے۔ صرف اتنی بات یاد رہی کہ کسی مکان کے گوشہ سے ایک غمگین آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص چند اشعار مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر پڑھ رہا ہے۔ انہوں نے وہ اشعار خواب میں یاد کر لیے مگر صبح کو جب سو کر اُٹھے تو وہ سب اشعار فراموش ہو چکے تھے صرف ایک مصرع یاد رہ گیا تھا۔

فتنہ کم اندر مدینہ می شود

نواب صاحب مرحوم کی نظر میں ائمہ اربعہؒ کا مقام

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

مدینہ منورہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ نے جو حدیث وفقہ اور زہد و ورع کے عامل وعارف تھے، مذہب مالکی کی بنیاد ڈالی۔ انکی بے نظیر صحیح وجامع کتاب ''مؤطا'' نے

facebook.com/Salfi.tasawuf

اسلامی دنیا میں شہرت وقبولیت عام حاصل کی۔ ان کے شاگرد زیاد بن عبدالرحمٰن بسطور رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن یحییٰ اُندلسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اطراف مغرب واندلس میں خلیفہ مرتضیٰ بن ہشام کے ظلِ حمایت میں جو منتصر باللہ کے لقب سے ملقب تھا' اس مذہب کو خوب فروغ دیا، اس سے پہلے لوگ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت:

اس کے بعد امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جو معارف کتاب وسنت کے ماہر اور زہدو عبادت اور تقویٰ وطہارت میں بڑا درجہ رکھتے تھے، ایک کتاب اصول کی نئے طرز پر تالیف کر کے مذہب شافعی قائم کیا، اور اگلے دو مذہبوں میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کیا۔ اصل یہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے حدیثوں نے وہ عام شہرت نہیں پائی تھی جو ان کے زمانہ میں اس کو حاصل ہوئی۔ اسی سبب سے جیسا کہ دراسات اللبیب میں لکھا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اترکوا قولی بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مقابل میں میرا قول چھوڑ دو۔ انہی تینوں مذاہب کی طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب حنبلی کی بنیاد ڈالی، ان کا طریقۂ اجتہاد درائے وقیاس جداگانہ اور اصالت کتاب اور معاضدات روایت سے قریب تر تھا (بحوالہ کتاب: مآثر صدیقی حصہ سوم، ص: ۱۴۶ تا ۱۴۸)

مردِ کامل کی میت کا ادب:

صبح دس بجے نواب صاحب مرحوم کی تجہیز وتکفین عمل میں آئی۔ تین مرتبہ گیارہ گیارہ اور تیرہ تیرہ صفوں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ علماء اہلسنت، اعیان دولت، اخوان ریاست، افسران فوج، رعایا شہر، کے کثیر افراد طلباء علم اور یتیمان خردسال کا ایک جم غفیر شریک جنازہ تھا۔ جس وقت جنازہ تاج محل سے روانہ ہو کر شاہراہ عام سے گزرا تو ایک درویش صوف پوش نے بے ساختہ "کل من علیها فان و یبقی

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

وجہ ربك ذوالجلال والا کرام" کا نعرہ لگا کر ایک رقت آمیز لہجہ میں نعش کی طرف اشارہ کر کے والا جاہ مرحوم کے ذاتی مناقب کے متعلق بہت سے الفاظ کہے۔ اُن میں سے یہ چند لفاظ یاد رہ گئے۔

سیّد والاخطاب بود۔ تابع سنت و کتاب بود۔ سفینہ علم ووقار بود۔ خزینہ حلم و انکسار بود۔ وارائے عقل وفراست بود۔ سالار عزم وارادت بود۔ الغرض مردے بود۔ جب جنازہ مقبرہ میں پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں رکھا گیا تو اس وقت ایک عربی وضع باوقار بزرگ روشن چہرہ قبائے عربی اور سبز عمامہ زیب سر کیے اور عصا ہاتھ میں لیے ہوئے جس کے حصہ زیریں میں ایک آہنی پھل لگا ہوا تھا۔ اپنے چار پانچ تابعین کیساتھ تشریف لائے اور ایک مؤدب طریقہ کیساتھ قبلہ رو ہو کر نعش کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور اپنے عصاؤں کو جھنڈوں کی طرح زمین میں گاڑ کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نعش کو قبر میں اُتارنے کا وقت آگیا اور وہ دفینۂ علم و فضل اور خزینۂ شریعت و عرفان زیر خاک دبا دیا گیا۔ (بحوالہ کتاب: مآثر صدیقی حصہ سوم، ص150، ناشر: مطبع منشی نول کشور لکھنؤ)

میں ہر امام کا خادم ہوں:

نواب صاحب مرحوم لکھتے ہیں: مجھ کو معلوم ہے کہ ان مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے مگر منحصر نہیں۔ اس لیے کہ محدثین وظاہریہ، وصوفیائے کرام سب میں حق متحقق ہے بلکہ یہ لوگ افضل اہل حق ہیں۔ میں ان ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے ہر ایک امام مجتہد کا محب و خادم ہوں۔ پس اگر اپنے کو کسی امام کی طرف مضاف بھی کروں تو یہ اضافت درست ہے۔ (بحوالہ کتاب: مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۳)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شرف:

لکھتے ہیں کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد میں شرف تقدم حاصل

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

ہے، وہ اور امام دار الہجرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ و امام شافعی رضی اللہ عنہ و امام احمد رضی اللہ عنہ یہ چاروں اکابر قرون ھجرت مشھود لھا بالخیر کے قرن ثالث میں موجود تھے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم (الحدیث متفق علیہ) اس حدیث میں اگر لفظ قرنی کو زمانہ حیات نبوت سے مخصوص قرار دیا جائے۔ جیسا کہ بعض علماء اعلام کا مسلک ہے تو دو قرن صحابہ اور تابعین کے باقی رہتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک جو زمانہ امام اعظم رضی اللہ عنہ میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ گو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نہ دیکھا ہو۔ "علی اختلاف خبرین فی تعریف التابعی" اس صورت میں امام ہمام رضی اللہ عنہ جماعت تابعین میں داخل ہیں اور اگر لفظ قرنی سے صحابہ کا قرن مراد لیا جائے، تو تبع تابعین بھی اس حدیث میں شامل ہیں لیکن قول اوّل اظہر ہے۔ اس صورت میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تبع تابعین میں داخل ہیں۔ یہ بجائے خود ایک عظیم الشان فضیلت ہے، اس لیے کہ خیریت کا لفظ تینوں زمانوں پر حاوی ہے۔

ائمہ کے علاوہ کس پر سلف صالحین کا اطلاق ہوگا؟

ان ائمہ عظام اور اصحاب خیر القرون کے حق میں جن کے فضائل و مناقب کتب صحیحہ میں مرقوم ہیں۔ حاشا و کلا کبھی کوئی سوء ظن ہمارے دل میں خطور نہیں کرتا و نعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ اگر یہ اکابر ملت نہ ہوتے تو قرآن کریم کو کون ہم تک پہنچاتا اور اجتہاد کا باب کون ہمارے منہ پر مفتوح کرتا۔ اگر یہ حاملان علوم نبوت و ناقلان روایات ملت مطعون اور مجروح قرار دیئے جائیں اور ان کی شان میں سوء ظن روا رکھا جائے تو پھر وہ کون ہے جس پر سلف صالحین کا اطلاق کیا جائے؟ یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جو تمام مجتہدین میں علم و فضل و عمل کے لحاظ سے اوّل درجہ رکھتے ہیں بلکہ تمام ائمہ عظام، امام شافعی اور امام

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:11 PM	ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

احمد رحمہم اللہ سب کے ساتھ ہے۔ اور حفظ مراتب ونگہداشت مناصب میں سب کا حکم یکساں اور حکم واحد ہے "قد جعل اللہ لکل شیء قدرا"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ جب صغرسنی میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں اوران کی ذرّیت کے حق میں دعائے برکت دی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے حق میں قبولیت دعا کے امیدوار ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، عالم، عابد، زاہد، متورع، متقی، دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ اور کثیر الخشوع تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کر لے، وہ عیال ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں داخل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تحفظ دین وورع وغیرہ میں کوئی شک نہیں ہے۔

تمام احادیث پر عبور کسی کے بس میں نہیں:

بعض علماء متقدمین نے قلت علم نحو اور ضعف حدیث کی نسبت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ ان عبارات سے ان کا مقصود اظہار طعن وجرح نہیں ہے بلکہ واقعہ کا اظہار ہے۔ اس لیے کہ امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اور مناقب میں مطاعن کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے اکابر پر ازراہ نفسانیت وتعصب جرح کرے تو یہ محاربہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اولیاء خدا کے ساتھ دشمنی غضب الٰہی کا باعث ہوتی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہم اگر حضرت امام ہمام رضی اللہ عنہ کو قلیل النحو اور قلیل الروایت فرض بھی کر لیں تو اس سے ان کے علوم وفضائل میں کوئی خلل نہیں واقع ہوسکتا۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل امت ہیں۔ ان کے نسبت یہ بات اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ ان میں ایسے اصحاب بھی موجود تھے، جو حدیث کا علم قلیل رکھتے تھے۔ پس اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بعض صحابہ کے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____	110/274

مطابق روایت حدیث کم کی تو اس میں کون سی قباحت لازم آئی؟ علم نحو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ایجادات میں سے ہے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بوجہ حادث ہونے کے اس کی مزاولت نہیں رکھتے تھے، بلکہ وہ اس علم کے نام ونشان تک سے نا آشنا تھے۔ جو شخص اس قسم کے امور کو امام مقبول کے ازدرا پر محمول کرتا ہے، وہ سخت نامعقول ہے اور خیر القرون کی قدر و عظمت سے محروم ہے۔ جمیع احادیث نبوتؐ کے احاطہ کرنے کا ادّعا افراد اُمت میں سے کسی کے امکان میں نہیں ہے۔

عظیم صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تمام احادیث کے حافظ نہیں تھے:

حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالات وافعال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وسنت مطہرہ کے اعلم تھے، مگر ذروۂ احاطہ علم احادیث تک ان کی بھی رسائی نہ تھی۔ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بیشتر اوقات سفر وحضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ اور انواع واقسام کی گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہ ہی حال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے: دخلت انا و ابوبکر و عمر و خرجت انا و ابوبکر و عمرو ذھبت انا وابوبکر و عمر جئت انا و ابوبکر وعمر ترجمہ: فلاں مقام پر داخل ہوا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں جگہ سے نکلا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں جگہ گیا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں مقام سے آیا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے۔ باوجود اس معیت کے اکثر احادیث کا علم ان کو نہ تھا۔

دادی کی وراثت سے بے خبری:

ایک مرتبہ لوگوں نے میراث جدّہ (دادی کی وراثت) کا مسئلہ دریافت کیا تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کتاب الٰہی میں اس کے متعلق ذکر نہیں اور نہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

سنت میں اس کو میں پاتا ہوں۔ بہر حال اور لوگوں سے پوچھوں گا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس کا استفسار کیا تو مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہما نے گواہی دی کہ آنحضرت ﷺ نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بھی اس سنت کا یقین تھا "رفع الاعلام" اور "اعلام الموقعین" اور "حجۃ اللہ البالغہ" میں یہ مرقوم ہے۔ اسی طرح "شرح مسلم" میں نووی نے اور "ارشاد الساری" میں علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حدیث "امرت ان اقاتل الناس الی آخرہ" یاد نہیں رہی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان احادیث کا علم نہیں تھا:

صحیحین اور ترمذی اور اعلام اور ایقاف میں لکھا ہے کہ حدیث رجوع بعد استیذ ان سہ بار کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ابوسعید خدری اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے ان کو اس کی خبر دی۔ اسی طرح سنن ابی داؤد، مسند دارمی اور ارشاد الساری اور حجۃ اللہ البالغہ اور دراسات اللبیب میں مذکور ہے کہ حدیث ودیت جنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم نہیں تھی۔ مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مطلع کیا۔ بعض ابواب ریاکاری پر بھی ان کو اطلاع نہ تھی چنانچہ وہ یہ تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش آنحضرت ﷺ سے اس باب میں گفتگو ہوئی ہوتی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان مسائل میں بے خبر تھے:

اعلام الجنۃ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا کہ زن متوفی عنہا کو جس مکان میں موت ہوئی ہے، اس میں عدت پوری کرنی چاہیے۔ یہاں تک کہ فریعہ بنت مالک اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن نے اپنا قصہ جبکہ ان کے شوہر وفات پا چکے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور یہ روایت نقل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: امکثی فی بیتك حتیٰ یبلغ الکتاب اجلہ۔ تم اپنے مکان میں ٹھہری رہو یہاں تک کہ زمانہ عدت گزر جائے تو حضرت

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 112/274

عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ روایت اخذ کی۔ اسی طرح وہ اقل مدت حمل سے بھی واقف نہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ آیت کریمہ "وحمله و فصاله ثلثون شهرا" دوسری آیت "والوالدات يرضعن اولادهن حولين كاملين" یاد دلائی تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی طرف رجوع کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد نہیں تھی:

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو باوجود کثرت دانش و علم و فضل جس کی نظیر موجود نہیں، یہ حدیث "نحن معاشر الانبياء لا نرث ولا نورث ماتركناه صدقه" یاد نہ تھی اور "ارشاد الساری" میں لکھا ہے کہ ان کو حدیث لاتعذبوا بعذاب اللہ محفوظ نہ تھی۔

نکاح متعہ کی حرمت اور جرابوں پر مسح کا جواز:

"صحیح مسلم" میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حرمت حمار اہلی کی حدیث سے واقف نہ تھے، اور شرح صحیح مسلم میں ہے کہ عدم جواز نکاح متعہ کی حدیث بھی ان کو معلوم نہ تھی۔ اسی طرح موطا اور سنن ابن ماجہ میں مرقوم ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مسح خفین مخفی رہی۔

رفع الیدین والی احادیث سے بے خبری:

اسی طرح حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث شعار ہدی و رفع الیدین مواضع اربعہ نماز میں و جہر بہ آمین و قرأت فاتحہ خلف الامام وغیرہ مخفی رہی اور امام مالک ابن انس رضی اللہ عنہ کو حدیث صیام شش گانہ شوال پر وقوف نہ تھا۔ وہ اس کو عمل اہل جفا اور رسم جاہلیت جانتے تھے اور کہا کرتے تھے: لم يبلغني ذلك وعن احد من السلف اصل یہ ہے کہ جمع و تدوین کتب سنن کی انقراض متبوعین کے بعد ہوئی ہے۔

(بحوالہ کتاب: مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ۶ تا ۱۲)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کا نچوڑ:

قارئین! درج بالا احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ان احادیث سے بے خبر ہونا بیان کرنے سے نواب صاحب مرحوم کی مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی حدیث کا علم نہ ہو تو یہ لاعلمی اس شخص کے مقام و مرتبے میں کمی کا باعث نہیں بن سکتی۔ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی بے شمار ایسے لوگ ہیں، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں ہر وقت رہنے کے باوجود بھی احادیث کی روایت بہت قلیل مقدار میں کی۔ اسی طرح اگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو رفع الیدین یا دیگر چند مسائل کی احادیث کا علم نہ ہو سکا، تو اس میں ان کا کیا قصور؟ دراصل حضرت نواب صاحب مرحوم نے اسی نکتے کو سمجھانے کیلئے اتنے دلائل بیان کیے ہیں۔ تاکہ ہم میں سے کوئی شخص بھی جان بوجھ کر یا انجانے میں اتنی بڑی ولی اللہ ہستی کی شان میں گستاخی کا مرتکب نہ ہو جائے۔ ورنہ پھر یہی گستاخی بڑھتے بڑھتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچنے کا خطرہ ہے (از: مرتب)

اسلاف کی بے ادبی کرنا رافضیوں کا کام ہے:

تقلید علم اصول فقہ کا ایک جزوی مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ نوبت تضلیل و تکفیر تک پہنچائی جائے اور اس قدر قلاقل و زلازل برپا کی جائیں۔ چند بدنام لوگ سلف صالحین کے رسوا کرنے میں اپنے منہ کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کرتے ہیں: ونعوذ باللہ من الخذلان۔ اگر کوئی متبع کسی امام یا عالم پر باتعین طعن وقدح کرتا ہے تو وہ مغتاب ہے اور غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ جب احاد امت کی غیبت کرنا حرام ہے تو پھر جوائمہ و علماء آخرت ہیں، جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن وطعن اسی مغتاب پر عود کرتا ہے۔ یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے، نہ مذہب اہل سنت کا۔ مسلمان طالب آخرت کو اس قدر کافی ہے کہ وہ علم حق حاصل کر کے بقدر استطاعت خود عمل کرے اور مناظرہ اور مکابرہ سے بچے اور بحث ومجادلہ سے دُور رہے (بحوالہ کتاب: مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ۲۲ تا ۲۴)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اے اہل سادات! اپنے نسب کا خیال رکھنا:

نواب صاحب مرحوم اپنی اولاد کے متعلق وصیت لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں: چوتھی وصیت یہ ہے کہ اپنے نسب کی حفاظت رکھو۔ ہم لوگ اولاد رسول ﷺ ہیں۔ اس باطنی نسبت کا فائدہ بشرطیکہ ہم ایمان کے ساتھ دنیا سے جائیں، آخرت میں معلوم ہوگا اور دنیا میں حرمت نسب یہ ہے کہ بنی ہاشم پر مال زکوٰۃ اور صدقہ قطعاً حرام ہے۔ پس قرابت و برادری ہمیشہ سادات یا قریش کے خاندان میں کرنی چاہیے۔ اگرچہ دنیا اس کے خلاف میں حاصل ہو اور رشتہ داری جہاں تک ہو خوش عقیدہ اور نیک و صالح آدمی سے کرنا چاہیے، اگرچہ دولتمند نہ ہو۔ آدمی کو دینداری پر ہر وقت نظر رکھنی چاہیے، نہ کہ خوبصورتی و مال و حسب پر (بحوالہ کتاب: مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ۱۱۰ ناشر: مطبع منشی نول کشور۔ لکھنو۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

ہم مسلک وغیر مسلک علماء کا اکرام:

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کی مشہور زمانہ کتاب "ہفت اقلیم" کی تقریظ میں لکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے بھٹی صاحب حفظہ اللہ کو مثالی حافظہ عطا فرمایا ہے۔ جناب بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ وسعت قلبی اور وسعت نظری سے ان کا خمیر گوندھا گیا ہے۔ وہ علمائے کرام کا حد درجہ احترام کرتے ہیں۔ جناب بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً اہل حدیث ہیں لیکن غیر اہل حدیث علمائے کرام کی عزت و اکرام میں بھی وہ کوئی کمی نہیں آنے دیتے۔ زیر نظر مجموعہ شخصیات میں بھی انہوں نے حسب روایت اہل حدیث کے ساتھ ساتھ غیر اہل حدیث علمائے کرام کا بھی تذکرہ کیا ہے اور اس دل نشیں اسلوب میں کہ شاید ان کے اپنے چاہنے والے بھی اس اسلوب میں نہ لکھ سکیں۔ تنگ نظری اور فکری غلامی کے اس دور میں وسعت قلبی کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہو سکتی ہے (بحوالہ کتاب: ہفت اقلیم: ص۔ ۶ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

facebook.com/Salfi.tasawuf

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم:

خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے احترام میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نہایت تیز تھے اور اس سلسلے میں ان کے احساسات بہت ہی نازک تھے۔ "ردِّ روافض" کے نام سے انہوں نے فارسی میں ایک رسالہ بھی لکھا، جس کا عربی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حالات میں فارسی کی کتاب "زبدۃ المقامات" ایک مستند کتاب ہے، جو ان کے مریدِ خاص محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع پہنچی کہ شہر "سامانہ" کے خطیب نے عید الاضحیٰ کے خطبے میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ زبان سے ادا نہیں کیے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خطیب کی اس فرو گزاشت پر بے حد افسوس کا اظہار کیا اور خطیب صاحب اور کوتوال شہر کو نہایت غصے سے مخاطب فرمایا۔ جی تو چاہتا ہے کہ یہاں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس سلسلے میں پورا فرمان درج کیا جائے جو فارسی زبان میں ہے، لیکن بات لمبی ہو جائے گی، اس لیے صرف ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔ چوں استماع ایں خبر وحشت ار در شورش آور درگ فاروقیم راحرکت دادبچند کلمات اقدام نمود۔ ترجمہ: یعنی جب یہ وحشت اثر خبر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو رگِ فاروقی حرکت میں آگئی جس کی وجہ سے چند باتیں سخت لہجے میں ارشاد فرمائیں (بحوالہ کتاب: ہفت اقلیم: ص225 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

اسلاف کے واقعات، دلوں کی صفائی کا ذریعہ:

مولانا اسحاق بھٹی مرحوم نہایت فکر مندی سے فرماتے ہیں: پہلی بات یہ ہے کہ جماعت اہل حدیث کے نوجوان اصحابِ علم کو بزرگان دین کے واقعات ضرور پڑھنا چاہئیں۔ ان واقعات سے جہاں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، وہاں یہ واقعات دل

facebook.com/Salfi.tasawuf

کی صفائی کا ذریعہ بھی ثابت ہوتے ہیں اور لکھنے والے کو نئے الفاظ اور نئے اسلوب سے بھی بہرہ ور کرتے ہیں، لیکن افسوس ہے ہماری جماعت کی موجودہ نوجوان نسل کو ان واقعات سے دلچسپی نہیں ہے۔ ہمارے بزرگ اس قسم کے واقعات کا بے حد شوق سے مطالعہ فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو اثر سے اور ان کے دل کو نرمی کی نعمت سے نوازا تھا۔

بزرگانِ دین میں عاجزی وانکساری کی انتہاء:

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت عجز وانکسار سے رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص حصول رشد وخیر کی نیت سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کسر نفسی سے فرماتے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، کسی اور کے پاس جاؤ۔ اگر مردِ کامل کا پتہ چلے تو مجھے بھی اطلاع دینا، میں بھی اس کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ وہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے تو ان کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔ وہ واپس آ گئے اور مرشد کی تلاش میں آگرہ پہنچے۔ پریشانی کی حالت میں ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ کسی کو ایک مکان سے یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

تو خواہی آستین افشاں و خواہی دامن اندر کش

مگس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی

یعنی تم آستین کو کھولو یا دامن اندر کو کھینچو، مکھی حلوائی کی دکان سے ہرگز نہیں جائے گی۔ اس میں خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کیلئے استعارہ یہ تھا کہ جس طرح مکھی کیلئے حلوائی کی دکان فائدہ مند ہے، اسی طرح تمہارے لیے بھی وہی آستانہ نفع بخش ہے، جہاں سے تمہیں جواب ملا ہے۔ شعر سن کر خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے پلٹے اور سیدھے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور اصرار کر کے ان کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے (بحوالہ کتاب: ہفت اقلیم: ص۔۲۵۶-۲۵۷)

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

علم وعقل میں غریب طبقہ:

ایک مرتبہ ایک دینی اخبار میں ایک عالم دین کا مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا، جس میں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا تھا کہ فوت شدہ کو مرحوم نہیں کہنا چاہیے۔ ہمیں کیا معلوم کہ اللہ نے اس پر رحم فرمایا ہے یا نہیں۔ اب فرمایئے، جو لوگ اس قسم کی تحقیق فرمانے کے عادی ہوں، وہ علم وعقل کے اعتبار سے قابل رحم ہیں یا نہیں؟ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے مواقع پر فرمایا کرتے تھے:

یا غربة العلم یا غربة العقل یا غربة الفهم

فلسفے کی اصطلاح میں کچھ لوگ رجائی ہوتے ہیں کچھ قنوطی۔ رجائی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ہر معاملے میں بہتری اور اچھائی کی امید رکھتے ہیں۔ قنوطی وہ ہیں جو ہر معاملے میں ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی نہ صرف امید رکھتے ہیں بلکہ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ لازماً ہم پر رحم فرمائے گا اور ہماری مغفرت ہوگی۔ دنیا میں بھی اپنی مخلوقات پر اس کا شامیانہ رحمت تنا ہوا ہے اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ اس کا سایۂ رحمت ہر سو پھیلا ہوا اور ہر کلمہ گو جنت میں داخل ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة“ لیکن ان لوگوں کا مطلب شاید یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کی امید نہ رکھو۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ کسی کیلئے مرحوم کا الفاظ استعمال نہ کرو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے: لا تقنطوا من رحمة اللہ...... ولا تایئسوا من روح اللہ...... کتب علی نفسه الرحمة...... ان رحمتی وسعت کل شی (بحوالہ کتاب: ہفت اقلیم: ص۔۲۵۸-۲۵۹)

بہترین الفاظ کا کبھی قحط نہیں پڑا:

میری چوتھی گزارش اپنی جماعت کے نوجوانوں سے یہ ہے کہ باہم لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں۔ کسی کے متعلق دل میں کدورت نہ رکھیں، بڑوں کا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____

احترام کریں۔ گفتگو کرتے وقت اپنے مخاطب کیلئے بہتر الفاظ استعمال کریں۔ کسی پر تنقید بھی کرنی ہو تو سلیقے سے کام لیں۔ الفاظ کا کبھی قحط نہیں پڑا۔ تقریر و تحریر کیلئے خوب صورت الفاظ کا انتخاب کریں۔

ہندوستان کے اہل حدیث پیر و مرشد:

دیوان سنگھ مفتون ایک مشہور صحافی اور مصنف گزرے ہیں۔ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ بے حد مداح ہیں اور مختلف مقامات پر نہایت احترام کے الفاظ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ انہیں فرشتۂ رحمت، دیوتا، ہندوستان کا سب سے بڑا عالم، پیر و مرشد، برگزیدہ اور عابد قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر روحانیت کا غلبہ اور ان کے گرد نور کا حلقہ تھا۔ ان کے چہرے سے روشنی کی شعاعیں نکلتی تھیں، جسے وہ Radiation سے تعبیر کرتے ہیں۔

(بحوالہ کتاب: ہفت اقلیم: ص۔ ۳۲۷)

اسلاف کے ہم پر حقوق:

ہمیں جہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اسلاف کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، وہاں ہمارا یہ بھی اخلاقی فرق ہے کہ ہم اپنے صالح بزرگان کے چھوڑے ہوئے نقوش پاک کا ذکر کرتے رہیں۔ شاید یہ انمٹ نقوش کسی طالب علم کیلئے منزل کا کھوج لگانے میں مددگار ہو سکیں۔

علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع:

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے جواب دیا: میرے نزدیک ابن عربی کا تصور وحدت الوجود، وحدت الشہود ہی کا ایک عکس ہے۔ کوئٹہ کی تربیت گاہ میں ہم دونوں ساتھ تھے اور میں ابن عربی کے اس شعر کا حوالہ پیش کر رہا تھا۔

العبد عبد و ان تعرّج   والرب رب و ان تنزّل

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

بندہ چاہے کتنی ہی معراج کیوں نہ حاصل کرلے، بندہ ہی رہے گا اور رب چاہے کتنا ہی نزول اختیار نہ کرلے، رب ہی رہے گا۔ (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا عبدالغفار حسن رحمۃ اللہ علیہ: ص۔ ۳۳۵۔ ۳۳۴ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار، لاہور)

فتاویٰ ثنائیہ میں ادب کے تذکرے

مرتب: فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ ثنائیہ، 19 بلاک، سرگودھا

مختصر تعارف:

قارئین! مناظر اسلام، فاتح قادیان، ابوالوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جماعت اہل حدیث میں اتنی قدآور ہے کہ ان کے پائے کا عالم، مفتی، مناظر مفسر اور مصنف ان کے بعد آج تک پیدا نہیں ہوسکا۔ ان کے دل میں مذہبِ اسلام کی عظمت اتنی زیادہ تھی کہ اس کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا خاتمہ کرنے کیلئے ہمیشہ صفِ اول میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ انہی گوناگوں خوبیوں کے باعث اکثر لوگ ان سے حسد کرنے لگے اور ان کی مخالفت پر اُتر آئے۔ مگر ان کے دل میں اپنے مخالفین کا بھی اتنا زیادہ ادب واحترام پایا جاتا تھا کہ ایک دفعہ ان کے ایک شاگرد کسی عالم دین کے پاس پڑھنے کیلئے گئے تو انہوں نے کہا: مولوی ثناء اللہ کے پاس جانا چھوڑ دو، وہ ایسے ہے اور ایسے ہے (یعنی ان کے خلاف کچھ توہین آمیز کلمات کہے) اس وفاشعار شاگرد سے ان کی توہین برداشت نہ ہوئی تو کہنے لگا: جناب! آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے دین کا کتنا بڑا کام لے رہا ہے۔ آپ ان کا ساتھ نہیں دے سکتے تو کم از کم ان کی مخالفت تو نہ کریں۔ یہ سنتے ہی موصوف کو غصہ آگیا اور طالب علم کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ وہ بے چارہ روتا ہوا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آگیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے کمال ادب و عاجزی سے فرمایا:

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 120/274

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

بھائی! وہ ٹھیک ہی تو کہتے ہیں۔ تمہیں ان کے سامنے خاموش رہنا چاہئے تھا(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ستمبر 1979 شیش محل روڈ لاہور) آیئے قارئین! آج ہم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے دینی عبادات و دنیاوی معاملات میں ادب و احترام کی اہمیت کے متعلق فتویٰ معلوم کرتے ہیں (از: مرتب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والا کافر ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں سے افضل اور کل اولادِ آدم کے سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حق ہے۔ قیامت کے میدان میں سب سے پہلے اور سب سے بڑی شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی کرنے والا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور تحقیر کرنے والا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب و شتم، لعن طعن کرنے والا گردن زدنی کا مستحق اور کافر مطلق ہے۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعزت و بزرگی انسان کے دل میں اپنے ماں باپ، بھائی بہن، حاکم و محکوم غرض دنیا کے کل لوگوں سے زیادہ نہ ہو تب تک وہ مسلمان نہیں ہوتا (بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۸۴)

بے ادبی کرنا بے دینی کی علامت ہے:

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت عین ایمان ہے اور ان کا بغض علامت کفر ہے۔ خصوصاً خلفاء اربعہ میں سے کسی سے بغض رکھنا۔ اولیاء اللہ سے دوستی رکھنا ایمان ہے اور اُن کی دشمنی خدا کی دشمنی ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں، اولیاء اللہ کا ادب اور عزت کرنی چاہیے۔ اماموں اور مجتہدوں اور محدثین کی توہین کرنا، اُنہیں بُرا بھلا کہنا، اُن سے بغض اور دشمنی رکھنا مسلمان کا کام نہیں۔ خصوصاً چاروں امام، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرنا، ان بزرگانِ دین کو بُرائی سے یاد کرنا' اُن سے دشمنی رکھنا صریح بے دینی ہے (بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۸۶ ناشر: مکتبہ ثنائیہ، 19 بلاک سرگودھا)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

اہل حدیث گستاخِ ائمہ نہیں:

ہم اہل حدیث ان بزرگوں اور ان کے علاوہ دوسرے بزرگانِ دین رحمہم اللہ کی تہہ دل سے عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے جو باتیں ہمیں خدا اور رسول ﷺ کی پہنچائی ہیں، ہم ان کا ماننا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہیں (بحوالہ: فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۸۶)

روضۂ اطہر کی زیارت کارِ ثواب ہے:

ہم آپ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ اور آپ ﷺ کی جائے ہجرت مدینہ منورہ کو حرم مانتے ہیں۔ ہم آپ ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت کو مسنون اور کارِ ثواب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تمام اُمت میں سب سے زیادہ افضل اور بزرگ خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے بعد خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ہیں (بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۸۷)

مرشد کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلنا:

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی عبدالحیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کے دونوں طرف چلا کرتے تھے۔ (بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:92)

شیخ ابن عربی کے متعلق کیا گمان رکھا جائے؟

سوال: اکثر علماء اور صوفیائے کرام شیخ محی الدین ابن عربی شیخ اکبر (جن کی مشہور تصانیف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ وغیرہ ہیں) کو مقدس بزرگ مانتے ہیں اور بعض علماء شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل ہونے کی وجہ سے جو ان کی تصانیف سے ظاہر ہے، کفر و الحاد کی طرف منسوب کر کے دائرہ اسلام سے خارج فرماتے ہیں اور بُرے بُرے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ خصوصاً آپ پر شیخ موصوف کے خیالات اور ان کی تحقیقات پوشیدہ نہ ہوں گی اور فصوص الحکم کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے اور

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____

مسلمانوں کو کیا ظن رکھنا چاہئے۔ امید ہے کہ اشد ضرورت کی وجہ سے بہت جلد جواب سے تشفی فرمائیں گے۔ (سائل: محمد سلیمان سوداگر جڑچڑلہ علاقہ نظام)

جواب: مسئلہ تکفیر شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ بہت نازک ہے۔ مولانا نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی مرحوم "تکشار من جیود الاحرار" میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ ابن عربی کی تکفیر کی (یعنی ان کو کافر سمجھتا رہا) آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا۔ نواب صاحب مرحوم شیخ ابن عربی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی کو "شیخ اکبر" لکھتے ہیں (دیکھیں کتاب: معیار الحق: ص ۱۲۸)

علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مقربان الٰہی سے ہیں:

حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ موصوف کو مقربانِ الٰہی سے لکھتے ہیں۔ آپ کی مخالفت کی بڑی وجہ مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔ سو در اصل اس کی تفسیر پر مدار ہے۔ جیسی اس کی تفسیر کی جائے، ویسا ہی اس کا اثر ہوگا۔ خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی کبھی "اخبار اہل حدیث امرتسر" میں بھی کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ایمانِ فرعون ہے مگر "فتوحات مکیہ" میں لکھا ہوا شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے۔ شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے۔ اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماؤل۔ اس لیے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶ محرم، ۱۳۴۰ھ) (بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱: ص: ۳۳۲)

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم متبع سنت تھے:

سوال: حضرت سیّد عبد القادر جیلانی، حضرت فرید الدین عطار اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ جو مشہور اولیاء گزرے ہیں۔ کیا انہوں نے اپنی کسی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBOARI.ORG

تصنیف کی ہوئی کتاب میں کوئی مضمون شریعت کے باہر لکھا ہے؟

جواب: یہ لوگ بڑے پابند شریعت اور متبع سنت تھے۔ یہ کیوں شریعت سے باہر لکھتے؟

(ہفت روزہ اخبار اہل حدیث ۹ ذی الحجہ ۷ ۳ ھ) (بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱: ص: ۳۶۴)

نصیحتیں میرے اسلاف کی

تالیف: مولانا محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ

تقدیم: ڈاکٹر عبید الرحمٰن محسن ابن مولانا محمد یوسف صاحب راجووال رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، حسین خانوالہ، تحصیل و ضلع قصور

مختصر تعارف:

قارئین! وہ کیسے خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں، جو علماء و صالحین کی نصیحتوں کو اپنے لیے قیمتی سرمایہ سمجھتے ہیں۔ انہی میں سے ایک شخصیت مولانا محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ کی ہے جو جامعہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ قصور کے بانی اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "نصیحتیں میرے اسلاف کی" دراصل ان کی دس سالہ تحقیقی محنت کا ثمرہ ہے۔ انہوں نے کتاب میں کئی جگہ لکھا ہوا ہے کہ میں فلاں عالم دین کے پاس گیا تو واپسی پر عرض کی، کوئی نصیحت کریں۔ یعنی ہمیں چاہیے کہ ہم بھی ہر وقت ادب کی، خوبیوں کی اور بہترین صفات کی تلاش میں رہیں۔ کتاب میں شامل یہ تمام نصیحتیں دراصل اسلاف اہل حدیث کی زندگیوں کا تجرباتی نچوڑ ہے۔ یعنی جس عمل میں انہوں نے خود فائدہ پایا، اس عمل کو اپنانے کی دوسروں کو بھی ترغیب دی۔ یوں چراغ سے چراغ جلتا رہا اور تمام اسلاف ایک دوسرے سے ادب سیکھنے کے بعد ہمارے لیے بھی قابل تقلید نمونے چھوڑ گئے۔ آیئے! ہم بھی اپنے اسلاف کی نصیحتوں سے ادب تلاش کریں اور اسلاف ہی کی طرح ایک باادب اور پُرامن انسان بننے کی محنت کریں (از: مرتب)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

سلف صالحین ہمارے لئے مشعل راہ:

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ "سلف صالحین ہمارے لئے مشعل راہ ہیں"۔ ہم انہی سے روشنی لے کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو سکتے ہیں ہم انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر اس گمراہی سے نجات پا سکتے ہیں جس نے ہماری زندگی کو گدلا کر دیا ہے (بحوالہ: فقہاء مدینہ، ص: 115)

سلف صالحین کے راستے پر چلتے رہو:

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سلف کے راستے پر چلو، خواہ لوگ تم سے ناراض ہو جائیں اور لوگوں کی رائے اور قیاس سے دور رہو، خواہ وہ چکنی چپڑی باتوں سے کتنا ہی مزین ہو۔ تم صراط مستقیم پر گامزن رہے تو جلد ہی تم پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی (تذکرۃ الحفاظ: 1/156)

سلف صالحین کے اقوال میں سلامتی تلاش کرو:

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے سفیان! سلامتی بہت نادر چیز ہے یہاں تک کہ اس کے تلاش کرنے کی جگہ بھی مخفی ہے، اگر وہ کہیں مل سکتی ہے تو ممکن ہے گوشہ گمنامی میں ملے، اگر تم اس کو گوشہ گمنامی میں تلاش کرو اور نہ ملے تو ممکن ہے خلوت نشینی میں ملے، اگر گوشہ تنہائی میں بھی تلاش سے نہ ملے تو سلف صالحین کے اقوال میں ملے گی (تہذیب الاسماء: 1/150، سیر الصحابہ، ج: 7، ص: 86)

(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص: 45)

دوران درس ہنسنے والے کو کلاس سے نکال دیا

ایک دفعہ امام ابن سلیمان رازی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اثنائے درس ایک نوجوان ہنس پڑا تو اس کو اپنے حلقہ سے نکال دیا۔

(تذکرۃ الحفاظ ج: 1، ص: 272)

facebook.com/Salfi.tasawuf

عمامہ سر کا تاج ہے:

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمامے عربوں کے تاج ہیں۔ سر پر عمامہ باندھا کرو، تمہارے وقار میں اضافہ ہوگا۔ (تذکرۃ الحفاظ' ج:1 'ص:157)

(بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:53)

علماء کا کبھی عیب نہ کھولنا:

راقم الحروف ایک عالم دین کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات ٹھہرنے کے بعد جب واپس آنے کا ارادہ کیا تو کہا شیخ صاحب کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمانے لگے: کبھی عالم دین کا عیب بیان نہ کرنا۔ راقم نے اسی وقت کہا کہ شیخ صاحب آئندہ کیلئے اس کو لازم پکڑوں گا۔ ان شاء اللہ! (بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:56)

اسلاف علماء کی آپس میں عقیدت وادب:

ایک دفعہ امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ سفر سے واپس آئے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تلامذہ سے کہا: اٹھو اہل زمین کے بہترین آدمی کا استقبال کریں (تذکرۃ الحفاظ' ج:2 'ص:319)

(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:59)

دلوں کو ذکر کی کثرت سے منور کرو:

ہمارے استاد محترم حافظ محمد شریف حفظہ اللہ تعالیٰ (مدیر مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد) نے بتایا کہ حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تم کتابوں کے سیاہ الفاظ پڑھتے ہو جس سے تمہارے دل بھی سیاہ ہو جاتے ہیں لہٰذا تم اپنے دلوں کو کثرت سے ذکر اذکار کرنے کے ذریعہ منور کیا کرو۔ زمانہ طالب علمی میں صدقہ کی عادت ڈالو خواہ تھوڑا ہی کرو۔ کثرت سے نوافل پڑھا کرو، اس سے دل روشن ہوتا ہے۔ مفت چیز نہ لیا کرو کیونکہ اس سے چیز کی قدر نہیں ہوتی (بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:59)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

طلباء سے کوئی ذاتی طلب نہ ہو:

ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ امام زکریا بن عدی تمیمی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ دکھنے لگی تو ایک شخص اس میں ڈالنے کیلئے سرمہ لے آیا' پوچھا تم حدیث پڑھنے والے طالب علم ہو؟ بولا: ہاں! یہ سن کر انہوں نے سرمہ واپس کر دیا (تذکرۃ الحفاظ ج:1' ص:300)
(بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:60)

ادب اتنا، جیسے سروں پہ پرندے بیٹھے ہوں:

حضرت جعفر بن احمد حافظ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے محدثین میں محمد بن رافع رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ رعب دار کوئی محدث نہیں دیکھا۔ وہ اپنے گھر میں صنوبر کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے' پھر علماء اور خاندان ظاہریہ کے شہزادے اپنے خادموں سمیت ان کے سامنے حسب مراتب اس طرح خاموش بیٹھتے تھے' جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ کتاب ہاتھوں میں لے کر خود قرات کرتے تھے۔ ان کے احترام اور جلالت کے پیش نظر کسی کو بولنے یا مسکرانے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ اگر کسی کو بولنے کی ضرورت پڑتی تو کھڑے ہو کر بات کرتا تھا (تذکرۃ الحفاظ ج:2' ص:371)

شیخ کے سامنے ادب کی انتہاء:

امام احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محدثین میں امام ابراہیم بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہیبت ناک آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ ہم ان کی مجلس میں اس طرح خاموش بیٹھتے تھے، جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ ایک دفعہ ابو زکریا عنبری رحمۃ اللہ علیہ نے چھینک لی' اور اس کو چھپانے کی بہت کوشش کی تو میں نے آہستہ سے ان کے کان میں کہا۔ ڈرو مت تم خدا تعالیٰ کے سامنے تو نہیں بیٹھے ہو۔ (تذکرۃ الحفاظ ج:2' ص:450) (بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:61)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

علم سے فائدہ خدمت کے بعد ملے گا:

ایک باپ نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹے! بچپن کا زمانہ ختم ہوا اور تم سن شعور کو پہنچ چکے ہو۔ اب مکمل طور پر خیر کی طلب یعنی حصول علم دین میں لگ جاؤ، مگر اس راہ میں سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ اہل علم کی اطاعت و خدمت کی جائے، اگر تم ان کی اطاعت و خدمت کرو گے تو علم و فضل سے بہرہ مند ہو گے (بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص:82)

کہیں مشائخ کی بددعا کا شکار نہ ہو جانا:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن داؤد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے: ہم امام حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن علی رازی رحمۃ اللہ علیہ ادھر آ نکلے اور رازی رحمۃ اللہ علیہ شیخ سے کہنے لگے میں نے اس کتاب میں آپ کی احادیث تحریر کی ہیں۔ بولے: لائیے اور پڑھیے۔ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھنا شروع کیا اور کسی مناسب موقع پر اس کی سند میں کوئی اور سند داخل کر دی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اصلاح کی، تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پھر ایسا کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اصلاح کی۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہوا تو فرمانے لگے کیا کرتے ہو؟ میں نے دو بار تمہاری یہ حرکت برداشت کی ہے۔ میں نوے سال کا بوڑھا ہوں، مجھے پریشان کرتے ہو؟ خدا سے ڈرو۔ مشائخ کے ساتھ ایسی حرکت مت کرو، کہیں کسی بددعا کا شکار نہ ہو جانا۔ یہ سن کر ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ بولے ہوش کرو۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ اس پر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں آپ کو دکھانا چاہتا تھا کہ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ اپنی حدیث خوب جانتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ: 2/490) (بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص:86)

تین دنوں سے کم ختم قرآن کا معمول:

دار الحدیث راجووال میں ختم بخاری 20 دسمبر 1996ء کے درس میں مولانا محمد یوسف راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 128/274

راجووال تشریف لائے۔ نمازِ فجر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چار گھنٹے درس ارشاد فرمایا، جس میں یہ بھی کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک کے مہینہ میں اکتالیس بار قرآن پڑھ لیتے تھے۔ کچھ نمازِ تراویح میں، کچھ نفلی قیام میں، کچھ معمول کی تلاوت میں اور کچھ عام سنانے میں۔ یہ جو عام مسئلہ مشہور ہے کہ تین دنوں سے کم قرآن ختم نہیں کرنا چاہیے یہ حکم صرف قیام اللیل کے متعلق ہے۔ مطلق نہیں۔

(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:91)

علم سیکھنے کے اہل کون لوگ ہیں؟

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلے علم دین وہ لوگ حاصل کرتے تھے، جن میں عبادت اور عقل دونوں وصف جمع ہوتے تھے۔ طالب علم اگر عاقل ہوتا لیکن عبادت سے گریز کرتا تو اساتذہ فرماتے: اس کو یہ علم حاصل نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس اگر عبادت گزار ہوتا لیکن عقل سے محروم ہوتا تو فرماتے یہ علم عقلمندوں کے بغیر کوئی نہیں سیکھ سکتا۔ مگر اب میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ علم وہ لوگ حاصل کر رہے ہیں، جن میں نہ عقل ہے نہ عبادت۔ (تذکرۃ الحفاظ: 1/ 83)(بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:95)

مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کے آداب:

امام سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر عالم اور ہر صاحبِ فضل میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے لیکن جس کی خوبیاں عیوب سے زیادہ ہوں' اس کے عیب کا ذکر لوگوں میں نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کے فضائل کو دیکھ کر اس کے نقائص سے درگزر کرنا چاہیے (فقہاء مدینہ:68)(بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص97)

عیوب کو چھپانے اور معاشرے کو پُرامن بنانے کا حکم:

قارئین! اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، جس نے ہمیں وہ دین عطا فرمایا، جس کے ہر پہلو میں ہر شخص کے لیے دنیا و آخرت کی خیر کا سامان ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم

facebook.com/Salfi.tasawuf

پڑھ آئے ہیں کہ ہر وقت اور ہر حال کا ادب ملحوظ رکھنے سے انسان میں حُسن پیدا ہوتا ہے، شخصیت میں نکھار آتا ہے۔ لہٰذا درج بالا چھوٹی سی نصیحت میں دراصل معاشرے کو سنوارنے اور زندگی کو پُر امن بنانے کا بہت بڑا راز چھپا ہوا ہے۔ دیکھا جائے تو احادیث میں بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ لوگوں کے عیبوں کو چھپاؤ۔

بدکاری کرنے والے کو توبہ پر آمادہ کرنا:

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ صحیح احادیث میں اس طرح مروی ہے کہ جب ان سے گناہ ہو گیا، تو وہ ندامت کے مارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آ کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے گناہ ہو گیا ہے، مجھے پاک کر دیجئے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف منہ پھیر لیا۔ انہوں نے دوبارہ یہی التجاء کی تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ انہوں نے تیسری مرتبہ عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، (مفہوم ہے) کیا تم نشے میں ہو؟ کیا تم دیوانے تو نہیں ہو گئے؟ محدثین نے یہاں کئی طرح کے باریک نکتے بیان کیے ہیں کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ندامت کے ساتھ حاضر ہونا ان کے اعلیٰ درجے کے ایمان کی علامت تھی، جس نے انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بات سن کر دو مرتبہ منہ پھیر لینا اس وجہ سے تھا کہ جو ہو گیا ہے، اس پر استغفار کر لو۔ اللہ جل شانہٗ معاف کر دے گا۔ مگر جب وہ اپنی ندامت اور التجاء پر بدستور قائم رہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والی امت میں زنا کے قانون لاگو کرنے کیلئے ان پر حد جاری کی۔ بعد میں حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے آقا ہزال نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے ہی ان کو آمادہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ويحك يا هزال لوسترته بثوبك كان خيرا لك** یعنی ماعز رضی اللہ عنہ کی پردہ پوشی کی ہوتی تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوتا (بحوالہ: ابوداؤد، مسند احمد ۵/۲۱۷) ۔ اے ہزال! افسوس ہے تم پر۔ کاش تم نے ماعز رضی اللہ عنہ کی پردہ پوشی کی ہوتی تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوتا (بحوالہ: ابوداؤد، مسند احمد ۵/۲۱۷)

facebook.com/Salfi.tasawuf

اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کومت کھولو:

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ: من اتی شیئاً من ھذہ القاذورات فلیستتر بستر اللہ فان یبدیٔ لنا صفحتہ اقمنا علیہ کتاب اللہ (احکام القرآن للجصاص) تم میں سے جو شخص ان گندے کاموں میں سے کسی کا مرتکب ہو جائے، تو اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپا رہے۔ لیکن اگر وہ ہمارے سامنے اپنا پردہ کھولے گا، تو ہم اس پر کتاب اللہ کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔

لوگوں کے مخفی حالات کو نہ پھیلائیں:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی اپنا واقعہ اس طرح بیان کرنے لگا کہ میں نے اپنی لڑکی کو دور جاہلیت میں زندہ درگور کر دیا تھا' پھر کچھ دل میں خیال آیا اور اسے مرنے سے پہلے نکال لیا' پھر وہ وقت بھی آیا کہ میرے ساتھ میری لڑکی بھی مسلمان ہوگئی۔ زمانہ اسلام میں وہ حد شرعی کی مرتکب ہوئی یعنی اس سے زناء کا جرم ہو گیا۔ اس نے غم کی شدت میں اپنے آپ کو چھری سے ذبح کر لینا چاہا' چنانچہ اس نے اپنی بعض رگوں کو کاٹ دیا' ہم لوگوں کو علم ہوا تو ہم نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھی خاصی ہوگئی۔ اب وہ توبہ کر کے دیندار لڑکی بن گئی ہے' چونکہ اب اس کی منگنی اور نکاح کی بات چیت ہو رہی ہے' اس لئے یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا میں اس کے واقعاتِ زنا کے جرم کا حال منگنی کرنے والوں سے بیان کر دوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے جو پردہ ڈال دیا ہے کیا تو اس کو ظاہر کر دینا چاہتا ہے؟ پھر فرمایا "واللہ لئن اخبرت بشأفھا احداً من الناس لا یجعلک نکالا لاھل الامصار بل انکحھا نکاح العفیفۃ المسلمۃ" یعنی اس کے مخفی حالات کی اطلاع کسی کو نہ دے اور پاک دامن مسلمہ عورت کی طرح اس کا نکاح کر دے۔

(بحوالہ کنز العمال۔ ج:۱۔ ص:۲۰۰)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

مسلمان کی عزت بچا کر اپنے مسائل حل کروالیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی مدد ایسے موقع پر کرتا ہے کہ جہاں اس کی آبرو کو گھٹایا جاتا ہے اور اسکی ہتک عزت کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی ایسی جگہ اور ایسے موقع پر مدد فرماتا ہے جہاں وہ اپنے لیے نصرت الٰہی وتائید ربانی کا سخت محتاج ہوگا (مسند احمد۔ ج ۴۔ ص: ۳۰۰)

کسی کی آبرو کا محافظ جہنم سے محفوظ رہتا ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ ایک آدمی نے ایک آدمی کے خلاف کہنا شروع کیا تو ایک دوسرے آدمی نے اس کی طرف سے مدافعت شروع کی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عزت وآبرو کی حفاظت میں جواب دہی اور صفائی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرے گا۔ اسی طرح ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو مسلمان کسی مسلمان کے بے عزتی اور تذلیل کے موقع پر اپنے بھائی کی عزت وآبرو کا محافظ بنے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ میں جلنے سے محفوظ رکھیں گے (مجمع الزوائد۔ ص: ۱۴۶۔ ج ۲)

گناہ گار کو رسوائی سے بچانے کا جذبہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لو اخذت سارقا لأحببتُ ان استر علیه: میں اگر کسی چور کو پکڑوں تو یہی چاہوں گا کہ اس پر پردہ ڈال دوں اور وہ بے آبرو نہ ہو۔ یعنی اس کو رسوا کرنے سے پرہیز کروں، باقی رہی اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی، سو اس میں وہ سب سے زیادہ غیر مداہن تھے۔ (بحوالہ کنز العمال، ج: ۲، ص: ۳۹۳)

عیب ڈھونڈنے والا خود انہی عیوب میں مبتلاء ہو جاتا ہے:

قارئین! درج بالا تمام واقعات میں ہمیں جہاں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 132/274

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

رہنے کے آداب ملتے ہیں، وہاں یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ ان تمام احادیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہادی ومہدی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد یہ ہے کہ جتنا بھی ممکن ہو، اپنے معاشرے کو امن کا گہوارا بناؤ اور فساد پھیلانے، بے ادبی وگستاخی کرنے، کسی کی پردہ دری اور آبرو ریزی کرنے سے بالکل کنارہ کش ہو جاؤ۔ اسی لیے درج بالا احادیث میں پردہ پوشی کے اتنے بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں، تاکہ انہیں پڑھ کر ہمارے اندر ایک پُرامن اور مؤدب انسان بننے کا جذبہ بیدار ہو جائے۔ ویسے بھی اللہ والوں کے مسلسل تجربات ومشاہدات کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ جو شخص کسی کے عیب ڈھونڈنے میں یا اس کو بدنام کرنے میں لگ جاتا ہے، اس وقت تک نہیں مرتا، جب تک خود انہی عیوب میں مبتلاء نہ ہو جائے۔ اسی لیے قرآن وحدیث میں اس وعید سے بچنے کیلئے ایک چھوٹا سا لفظ بیان فرمادیا گیا ہے کہ "کسی کی ٹوہ میں نہ رہو" (از: مرتب)

کتے کی طرح لوگوں پر مت بھونکو:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "فراغت کے وقت رکوع (نماز) کی فضیلت حاصل کرنے کو غنیمت جانو۔ وسیع خلق کے ساتھ لوگوں سے ملتے جلتے رہو اور خندہ پیشانی سے برتاؤ رکھو۔ کتے کی طرح لوگوں پر بھونکتے نہ رہو"۔ یہ اشعار علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات الکبریٰ میں نقل کئے ہیں (بحوالہ: سیرۃ البخاری، ص:102)

مہمان بننے کا ادب:

ایک دفعہ کسی غریب آدمی نے حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو کھانے پر بلایا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے' آپ کے شاگرد رشید مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ میزبان نے گائے کا گوشت تیار کیا تھا' جو کچھ عمدہ نہ تھا اور پکا ہوا بھی ٹھیک نہ تھا بلکہ اس میں کچھ ناگوار بدبو بھی تھی۔ شاگرد حضرت پرہاوی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ پر ناگواری ظاہر ہوئی۔ استاد سمجھ گئے کہ اسے گوشت کھانے میں رغبت نہیں۔۔ شاگرد رقمطراز ہیں

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 133/274

کہ جب شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے چہرے پر ناگواری محسوس کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کی خوب مدح فرمائی اور خوب لطف اندوز ہونے کے انداز میں خوشی خوشی کھانا کھایا۔ میں نے بھی مجبوراً ساتھ دیا۔ دعوت سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوئے، رومال سے ہاتھ صاف کئے اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: اللھم اغفر لصاحب الطعام ولا کلیہ ولمن سعیٰ فیہ اللھم بارك لنا بفضلك یا اکرم الاکرمین۔ یا اللہ! میزبان کی، کھانے والوں کی اور اس کی تیاری میں کوشش کرنے والے سب لوگوں کی مغفرت فرما۔ یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے اس کھانے میں ہمارے لئے برکت فرما۔ اے سب سے بڑھ کر عزت والے رب! (گلزار جمالیہ: 1، 11، مطبع ابی العلا داگرہ، 1327ھ)
(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص: 99)

میرے والد کی نیکی میرے کام آئی تھی:

حافظ عبدالحفیظ روپڑی حفظہ اللہ (سلفیہ ٹاؤن آف کراچی) کے والد مرحوم نے انہیں یہ نصیحت کی کہ بیٹا دین پر زندگی گزارنا۔ اسی میں سب کچھ ہے۔ اسی بہانے اللہ تعالیٰ دنیا بھی دے گا، ان شاء اللہ!۔ وفات سے چند دن پہلے تمام بیٹوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں، دین کو ساری زندگی لازم پکڑنا اور کہا کہ نیک والد کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے۔ میرے والد محترم کی نیکی میرے کام آئی تھی اور میری نیکی تمہارے کام آئے گی۔ اس پر انہوں نے "وکان ابو ھما صالحا" سے استدلال کیا تھا۔ اور فرمایا کہ کبھی کبھی شاگرد اپنے استاد سے آگے نکل جاتا ہے، جس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ سے بڑھ گئے تھے۔ لیکن شاگرد کو یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اسے انگلی پکڑ کر چلنا کس نے سکھایا تھا۔ (بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص: 106)

فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو حفظہ اللہ کی نصیحت:

تعلیم حاصل کرتے وقت علم طلب کرنے والوں کو مندرجہ ذیل آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

WWW.URDUPOINT.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اپنے معلم اور معلمہ کا احترام کریں کیونکہ یہ دونوں ہستیاں یعنی استاد اور استانی طالب علموں کو وہ کچھ سکھلاتے ہیں جو دین اور دنیا دونوں کیلئے فائدہ مند ہوتا ہے اور دوسری بات یہ کہ استاد اور استانی دونوں ہی طلبہ و طالبات سے عمر میں بڑے ہوتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنے سے بڑی عمر والے کا احترام و توقیر ہر مسلمان کیلئے لازمی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بڑے کا احترام نہ کرے، چھوٹے پر رحم نہ کرے اور عالم کے حق کو نہ پہنچانے" (حدیث حسن، مسند احمد) (بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص:108)

کبھی بغیر داڑھی لڑکے کو خدمت پر نہ رکھنا:

مجھے مولانا عبداللہ یوسف حفظہ اللہ (مدرس مرکز الدعوۃ السلفیہ ستیانہ بنگلہ) نے بتایا کہ ہم مرکز الدعوۃ السلفیہ ستیانہ بنگلہ سے فارغ ہوئے تو ہم نے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ہمیں کوئی نصیحت کیجئے تو انہوں نے فرمایا: اپنی خدمت پر امرد (وہ لڑکا جس کو ابھی داڑھی نہ آئی ہو) کو مامور نہ کرنا۔

(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص:111)

تقویٰ کے پہاڑ اور معرفتِ الٰہی کے سمندر:

قارئین! شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی مرحوم کی اس چھوٹی سی نصیحت میں زہد و تقویٰ کی گہرائیاں اور معرفت کی بلندیاں چھپی ہوئی ہیں۔ بقیۃ السلف مولانا عبد الرشید صاحب مجاہد آبادی متعنا اللہ بطول حیاتہ (شیخ الحدیث جامعہ الدراسات الاسلامیہ، ہربنس پورہ لاہور) فرماتے ہیں کہ میں پندرہ برس کی عمر میں ہندو سے مسلمان ہوا تھا۔ اللہ پاک کا شکر ہے، جس نے مجھے سب سے پہلا استاد اور سب سے پہلا مرشد وہ عطا فرمایا تھا، جس کی نیت صاف تھی اور نظر پاک تھی۔ میرے شیخ حضرت میاں محمد باقر علیہ الرحمہ (جھوک دادو ضلع فیصل آباد) مجھے پڑھاتے وقت نظریں نیچی رکھا کرتے تھے

facebook.com/Salfi.tasawuf

کیونکہ میری ابھی داڑھی نہیں آئی تھی۔ اسی طرح حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ کے متعلق واقعات ملتے ہیں کہ وہ اپنے دو معروف شاگردوں (امامِ محمد اور امامِ ابو یوسف رحمہما اللہ) کو اپنے پیچھے بٹھا کر پڑھایا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کی ابھی داڑھی نہیں آئی تھی۔ ایک دن پیچھے کی طرف سے دھوپ پڑنے کی وجہ سے شاگردوں کا سایہ اپنے سامنے زمین پر دیکھا تو ان کے چہرے پر بال نظر آئے۔ اس دن سے فرمایا کہ: اب تم میرے سامنے بیٹھ کر پڑھا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے اساتذہ اپنے وقت میں تقویٰ کے پہاڑ اور معرفتِ الٰہی کے سمندر تھے، جو ہر حال کے آداب کا خیال رکھتے تھے (از: مرتب)

بڑوں کی ہمیشہ عزت کرنا:

مولانا محی الدین حسینوی حفظہ اللہ (حسین خانوالہ چک 8 پتوکی) نے بتایا کہ استاد محترم مولانا عبدالرحیم حسینوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نصیحت کی کہ نمازوں کو وقت پر پڑھنا اور بڑوں کی ہمیشہ عزت کرنا (بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص:113)

سر پہ ٹوپی رکھنا اور احترام کرنا:

اسی طرح انہوں نے بتایا کہ استاد محترم اسحاق حسینوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ٹوپی سر پر رکھنی ہے۔ فضول نہیں بولنا اور اہل علم کا احترام کرنا ہے۔

دوران تلاوت اللہ سے مشکل حل کروانا:

شیخ محترم (عبدالرحمٰن یوسف صاحب) ایک دن راقم سے کہنے لگے کہ میں مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب اس آیت پر پہنچا "بل یداہ مبسوطتان" تو میں نے بار بار اس آیت کو تلاوت کیا اور دعا بھی کہ اے اللہ! مجھ پر آسانیاں فرما۔ اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مدد فرمائی۔

(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص:128)

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

لوگوں کی جیب پر نظر مت رکھنا:

مجھے حافظ ارشد قصوری حفظہ اللہ نے بتایا کہ میں مولانا یٰسین ظفر صاحب (پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد) کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہا تھا تو میں نے شیخ صاحب سے کہا کہ کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو سب کچھ دے گا جب تم میں یہ چیزیں ہوں گی۔ لوگوں کی جیبوں کی طرف نہ دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو۔ عاجزی اختیار کرو کیونکہ "من تواضع للہ رفعہ اللہ" جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔

اساتذہ کے گستاخ کو مدرسے سے نکال دوں گا:

محترم قاری اویس صاحب (مدیر جامعہ امام بخاری اہل حدیث گندھیاں اوتاڑ قصور) طلباء سے فرماتے ہیں: سفر کرتے ہوئے شور نہیں کرنا اور سر کو ڈھانپ کر جانا ہے۔ اگر اساتذہ کا احترام کرنا نہ سیکھا تو تم نے کچھ بھی نہ سیکھا۔ جو طالب علم اساتذہ کا گستاخ ہوگا، وہ ہمارے مرکز میں میری زندگی میں یا میرے فوت ہونے کے بعد نہیں رہ سکتا۔ اسے ہم اسی وقت مدرسے سے نکال دیں گے۔ مدرسہ کا طالب علم اگر نمازی بن گیا تو ہم سمجھیں گے ہمارا حق ادا ہو گیا (بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص:126)

خدمت سے جی چرانے والا ناکام رہتا ہے:

اساتذہ کی خدمت سے جی چرانا بھی ناکامی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ہمارا یہ تجزیہ ہے کہ وہ طالب علم جو تعلیم میں محنت کرنے کیساتھ ساتھ اپنے اساتذہ کی خدمت کرتا رہتا ہے، وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ اسے ضرور عزت سے ہمکنار کرتے ہیں اور اسی سے دین کا کام لیتے ہیں۔ اساتذہ کی خدمت کامیابی کا پہلا زینہ ہے۔

اساتذہ کی خدمت کے واقعات

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 137/274

رضی اللہ عنہ کے فضل وکمال اور وسعت علم کی کچھ انتہا نہیں، مگر طلبِ علم اور مسائل اور فرائض کے حصول کیلئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتے اور جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کبھی سوار ہو کر باہر نکلتے تو آپ رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھامتے' جب حضرت زید رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہ کو اس ادا سے منع کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: ھکذا امرنا ان نفعل بعلماءنا کہ ہمیں اسی طرح علماء کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے (مراۃ الجنان' 1/ 123)

جلیل القدر محدثین کے ہاں خدمت کی اہمیت:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد عبیداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے' کنویں سے پانی نکال کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کھیتوں کو سینچا کرتے۔ (تذکرۃ الحفاظ' ج: 1' ص: 74)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف خدمات انجام دیتے' کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گدے کی روئی دھنتے' کبھی بازار سے سبزی، ترکاری اور گوشت وغیرہ خرید کر لاتے۔ اسی طرح کے اور بہت سے کام کرتے (مقدمہ نصب الرایہ: 404)

محدثِ وقت کے جوتوں کا ادب:

عارف باللہ محدث ابراہیم حزلی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم وتکریم کا واقعہ یاقوت الحموی نے معجم الادباء میں نقل کیا ہے۔ فرمایا: اسماعیل بن اسحاق قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بصد اشتیاق بلا لیا۔ امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ پہنچے' جوتا اتار کر فرش پر چلنے لگے تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حسن عقیدت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جوتوں کو اٹھا کر ایک ریشمی کپڑے میں رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ واپس ہونے لگے، تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ریشمی کپڑے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جوتا نکال کر پیش کیا۔ امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی عقیدت کا یہ حال دیکھا تو فرمایا: غفر انك الله كما اكرمت العلم یعنی اللہ تعالیٰ تکریم علم کے سبب آپ کی مغفرت فرمائے (علمائے دین اور امراء اسلام: 99-101)

facebook.com/Salfi.tasawuf

جنات آ کر پاؤں دباتے تھے:

محدث العصر مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: 1316ھ میں جب یہ عاجز استادِ پنجاب جناب حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پہلی بار حضرت میاں صاحب (سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد میں آ کر فرمایا: آج رات اس کمبخت نے ہم کو سونے نہیں دیا۔ کبھی اس طرف پاؤں آ دباتا اور کبھی اس طرف سے۔ اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ جو جن آپ کا شاگرد تھا، وہ رات کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں کو دبایا کرتا تھا۔

(بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث: 483 ناشر: مکتبہ الرحمان السلفیہ، نیو سول لائن، سرگودھا)

اساتذہ کے جوتے صاف کرنے سے خوشیاں ملتی ہیں:

ایک دفعہ استاد محترم حافظ محمد شریف حفظہ اللہ کو اطلاع ملی کہ آپ کے استاد محترم مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ تشریف لے آئے ہیں تو حافظ محمد شریف صاحب جلدی سے دفتر سے نکلے اور اس حال میں باہر گئے کہ آپ نے جوتا بھی نہیں پہنا۔ انہیں مسجد سے باہر جا کر ملے۔ جب ہزاروی صاحب نے جوتا اتارا تو محترم شریف صاحب نے وہ جوتا خود اٹھایا اور آ کر دفتر کے پاس رکھ دیا۔ راقم الحروف کا تجربہ ہے کہ اساتذہ کے جوتوں کو صاف کرنے سے خوشی اور راحت ملتی ہے۔

(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی، ص: 133)

دل سے دعا نکلوانے والے اعمال:

خوش قسمت ہے وہ طالب علم جو اپنے اساتذہ سے دعائیں لیتا ہے۔ طالب علم کی کامیابی میں ایک استاد کی دعا بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ جب استاد خلوص نیت سے دعا کر دے تو بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ استاد کی دعائیں لینے کیلئے درج ذیل چیزوں کو اپنا ضروری ہے۔ ریا کار نہ ہو نمازوں کو باجماعت اور صفِ اولیٰ میں پڑھنے کی کوشش

facebook.com/Salfi.tasawuf

کرنے والا، نمازِ تہجد' نمازِ اشراق و چاشت اور سنتوں کا اہتمام کرنے والا' اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھنے والا اور کثرت سے اذکار اور دعائیں کرنے والا ہو۔ ایسے طالب علم کو دیکھ کر استاد خوش ہو جائے گا اور دل کی گہرائی سے دعا دے گا۔

(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:139)

بے ادب اور گستاخ ہمیشہ ناکام رہتا ہے:

اساتذہ کا احترام کرنے کی صفت بہت کم طلباء میں دکھائی دیتی ہے۔ اگر طالب علم کو معلوم ہو جائے کہ میرا استاد، میرا باپ اور خیر خواہ ہے۔ اس سے میں نے علم حاصل کرنا ہے، تو پھر کبھی بھی وہ استاد کی گستاخی نہ کرے۔ ہم بانگ دہل کہتے ہیں کہ جتنا مرضی ذہین طالب علم ہو، اگر وہ استاد کا گستاخ ہے تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس پر ہمارا مشاہدہ ہے۔ استاد کے سامنے ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ دو زانوں ہو کر بیٹھا جائے۔ استاد کی آواز سے اونچی آواز نہ کرے۔ اگر استاد سے کلاس میں کوئی بات غلط بیان ہو گئی ہو تو اس کا مذاق نہ اڑائے۔ اگر شاگرد کو معلوم ہو کہ استاد محترم بیمار ہیں تو ان کی تیمارداری کرے، ان کیلئے دعا کرے' اور ہر ممکنہ طریقہ سے ان کا علاج اور خدمت کرے۔ استاد کو ہمیشہ اچھے القاب اور احترام سے یاد کرے۔ ہر وقت اپنے استاد محترم کیلئے دعائے خیر کرے۔

اسلاف میں آداب کی مثالیں:

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو پہلے سے وہاں موجود تھے' بستی سے باہر نکل کر استقبال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل رہے تھے' اور یہ کہتے جاتے تھے: ''شیخ کیلئے راستہ دے دو'' (منثورات الذہب: 1/ 241' سیر الصحابہ: 7/ 1/ 257)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کھڑے ہوکر شیخ کا استقبال:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہوکر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مخصوص مسند پر بٹھایا (تذکرۃ الحفاظ 1: /83)

استاد کے سامنے خشوع کا مظاہرہ:

حضرت بکار سیرینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب امام ابن عون بصری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتے تو انتہائی خشوع وخضوع اور بے حد سکوت کا مظاہرہ کرتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (تذکرۃ الحفاظ 1: /179)

نیک لوگوں کے ہاتھ چومنا بھی ادب ہے:

ابراہیم بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ چومتے دیکھا (تذکرۃ الحفاظ 1: /200) قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک دفعہ کسی نے امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: شیخ حسین جعفری رحمۃ اللہ علیہ آ رہے ہیں۔ یہ سن کر سفیان رحمۃ اللہ علیہ جلدی سے اٹھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مصافحہ کیا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا (تذکرۃ الحفاظ 1: /268) راقم الحروف نے ایک طالب علم کو دیکھا کہ وہ سبق کے بعد شیخ امین اللہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں کو بوسہ دے رہا تھا۔

محدثِ وقت کا ادب:

عبداللہ بن منان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ تشریف لائے۔ میں بھی ان دنوں وہیں پر تھا۔ پھر جب وطن واپس جانے لگے تو محدث مکہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الوداع کرنے کیلئے شہر سے باہر آئے (تذکرۃ الحفاظ 1: /220)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

امام عبدالرحمان مہدی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا ادب:

احمد بن منان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام عبدالرحمٰن بن مہدی علیہ الرحمہ کی مجلس میں باتیں نہیں ہوتی تھیں۔کوئی وہاں قلم نہیں بنا سکتا تھا اور نہ ہی کوئی بلاوجہ کھڑا ہوسکتا تھا' لوگ اس طرح خاموش ہوتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یا وہ نماز پڑھ رہے ہوں (تذکرۃ الحفاظ: 1/ 254)

اساتذہ ومشائخ کے حق میں دعا:

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے امام عبدالرحمٰن بن مہدی بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ میں نے کسی استاد کی کوئی ایسی حدیث نہیں پڑھی، جسے بیان کرتے وقت ان کا نام لے کر خدا تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا نہ کی ہو (تذکرۃ الحفاظ: 1/ 256) قارئین! اللہ تعالیٰ جن کو بھی بڑا مقام دیتا ہے، ان سے پوچھ کر دیکھیں کہ آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟ تو وہ یہی بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومدد سے پھر اساتذہ کے احترام' خدمت اور ان کی اور والدین کی دعاؤں کی وجہ سے۔

مؤدب شخص کا سینہ روشن ہوجاتا ہے:

استاد مکرم مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو طالب علم استاد کا احترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نور وعرفان عطا کرتا ہے اور اس کا سینہ روشن ہوجاتا ہے۔
(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:143)

اساتذہ کے سامنے دوزانوں ہوکر بیٹھنا:

اساتذہ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھنے پر راقم (مولانا ابن بشیر حسینوی حفظ اللہ) کا تفصیلی مضمون ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہوا تھا، جو لائق مطالعہ ہے۔ یہ مسنون طریقہ ہے' محدثین بھی اس کا اہتمام کیا کرتے تھے (بحوالہ: نصیحتیں میرے اسلاف کی' ص:146)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

مدارس میں قرآن وحدیث کا احترام نہیں رہا:

طلبہ قرآن واحادیث کی کتب کا احترام نہیں کرتے بلکہ جہاں چاہتے ہیں، چھینک دیتے ہیں۔کوئی طالب علم لڑ پڑے تو ایک دوسرے کو حدیث کی یا کوئی اور کتاب ماردیتا ہے(معاذ اللہ) حصول علم کیلئے کتب کا احترام مدرسہ کا احترام ضروری ہے ورنہ ناکامی لازم ہے(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی ص:152)

اللہ کے در کا فقیر کبھی نامراد نہیں رہتا:

ابوالعباس بکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ایک دفعہ علامہ محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علم کیلئے اکٹھے مصر گئے' وہاں ان کے پاس خرچ ختم ہوگیا اور نوبت فاقہ کشی تک آ پہنچی۔آخر باہمی مشورہ سے طے پایا کہ قرعہ اندازی کی جائے اور جس کے نام قرعہ نکلے گا، وہ شہر سے کھانا مانگ کر لائے۔چنانچہ قرعہ اندازی کی گئی اور قرعہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام نکلا وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے بھائیو! ذرا صبر سے کام لو پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے لگے' اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حاکم مصر کا ایک ملازم ہاتھ میں شمع لئے ہوئے ان کے دروازے پر دستک دے رہا ہے' انہوں نے دروازہ کھولا تو وہ اندر آتے ہی بولا کہ محمد بن جریر کون ہیں؟ ان کو پچاس پونڈ کی ایک تھیلی دے دی اور کہا کہ محمد بن نصر کون ہیں؟ اس کو بھی پچاس پونڈ کی تھیلی دی' پھر اسی طرح ایک تھیلی امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کرتے ہوئے کہا: دوپہر کے وقت حاکم مصر قیلولہ کر رہے تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اسی شہر میں محمد نامی چار بزرگ بھوکے ہیں اور فاقہ نے ان کو بے حد نڈھال کر دیا ہے۔اس نے یہ تھیلیاں آپ کے پاس بھیجی ہیں اور آپ کو قسم دے کر کہا کہ یہ مال ختم ہوجائے تو اس کی اطلاع دی جائے(بحوالہ کتاب: نصیحتیں میرے اسلاف کی ص:155)

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 143/274

بندے کی بندگی کا اصل ادب:

قارئین! اس واقعے کو مکتبہ دارالسلام کے مالک مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات" میں اس طرح بیان کیا ہے کہ سوئے ہوئے بادشاہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حکم ملا کہ محمد نامی ہمارے چار مہمان تمہارے شہر میں بھوکے ہیں۔ ان پر توجہ کرو۔ لہٰذا اس نے فوراً کھانے اور نقدی کا انتظام کر کے ان محدثین کی خدمت میں بھیجا (بحوالہ کتاب: دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات، ص 32 ناشر: مکتبہ دارالسلام، 36 لوئر مال سیکرٹریٹ، لاہور) میرے محترم دوستو! ایک ہے، حاجت پیش آنے پر مخلوق کی طرف متوجہ ہونا اور اس سے مانگنے کے انداز سیکھنا۔ اور ایک ہے، حاجت پیش آنے پر اللہ جل شانہ کے خزانے سے حاصل کرنے کا فن سیکھنا۔ بہت فرق ہے۔ مخلوق کا منگتا ہمیشہ منگتا رہتا ہے، جبکہ خالق کا منگتا ہمیشہ مراد پاتا ہے، جیسا کہ ہم نے درج بالا واقعے میں پڑھا۔ زندگی گزارتے ہوئے ضرورتیں پیش آئیں گی، مسائل ہمیں گھیریں گے، مشکلات ہمارے گھروں میں ڈیرہ ڈالیں گی، مگر ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اب اس وقت کا ادب کیا ہے؟ اب اس حال کا امر کیا ہے؟ مخلوق کی طرف توجہ کروں یا خالق کا دروازہ کھٹکھٹاؤں؟ انسان سے امیدیں وابستہ کروں یا رحمان کو اپنے دُکھڑے سناؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو کوئی حاجت ہو اور وہ اسے مخلوق کے پاس لے جائے تو ممکن ہے کہ اس کا کام مزید مشکل ہو جائے۔ اور جو شخص اپنی حاجت اللہ جل شانہٗ کے پاس لے آئے تو اللہ اس کا مسئلہ ضرور حل کرتا ہے (مسند احمد) پس جو شخص حاجت کے پیش آنے پر مخلوق کی بجائے خالق کی طرف متوجہ ہو گیا، وہی سب سے بڑا توحید پرست ہے، اسی کو موحد کہتے ہیں اور یہی بندے کی بندگی کا اصل ادب ہے (از: مرتب)

؎ زندگی آمد برائے بندگی۔۔۔۔ زندگی بے بندگی شرمندگی

facebook.com/Salfi.tasawuf

اقتضاء الصراط المستقیم (جادۂ حق)

مصنف: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ ادارہ ترجمان السنہ، 7 ایبک روڈ، لاہور

قابل احترام شخص کا حق زیادہ ہوتا ہے:

قبر فوت شدہ مسلمان کا گھر ہوتا ہے' لہٰذا اس پر نہ نجاست ڈالنی چاہئے نہ اسے پیروں سے روندنا چاہئے اور جمہور علماء کے فتویٰ کے مطابق اس پر ٹیک بھی نہیں لگانی چاہئے۔ نیز قبر کے پاس بڑے افعال واقوال سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ مستحب ہے کہ جب آدمی قبر پر جائے تو صاحبِ قبر پر سلام بھیجے اور اس کے حق میں دعا کرے۔ مردہ جتنے بڑے مرتبہ کا ہوگا' اس کا حق بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

(بحوالہ کتاب: اقتضاء الصراط المستقیم، ص 96)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول:

ایک شخص نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں! میں نے آپ کو سیکڑوں مرتبہ دیکھا ہے کہ روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام" ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سلام' میرے والد عمر رضی اللہ عنہ پر سلام' پھر چلے جاتے تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں بھی یہ روایت ذکر کی ہے۔

(بحوالہ کتاب: اقتضاء الصراط المستقیم، ص 98)

مسجد میں یا گھر میں داخل ہوتے وقت درود پڑھنا چاہئے:

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور میں مہاجرین وانصار لوگ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

بھیجتے تھے۔ٹھیک وہی سلام، جو ہر نماز میں پڑھتے اور حضور ﷺ کی زندگی میں کیا کرتے تھے یعنی: السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته۔ہمارے لیے بھی مشروع ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوں تو کہیں: السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته۔ بلکہ مستحب ہے کہ آدمی جب بھی کسی خالی مکان داخل ہو تو حضور ﷺ پر سلام بھیجے، کیونکہ ہم بتا چکے ہیں کہ آپ ﷺ کو سلام ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے (بحوالہ کتاب: اقتضاء الصراط المستقیم، ص 159)

ہر مذہب کی عبادت گاہ کا احترام:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس گئے، تو وہاں صخریٰ پر کوڑے کا انبار دیکھا۔ چونکہ یہودی صخریٰ کی تعظیم کرتے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اس لیے عیسائیوں نے یہودیوں کی دشمنی میں وہاں کوڑا اپھینک رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنی چادر میں کوڑا ڈال ڈال کر باہر پھینکنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تمام مسلمانوں نے اسے صاف کیا (بحوالہ: اقتضاء الصراط المستقیم، ص 200)

محسن کشی اور اسلاف بیزاری کا بڑھتا ہوا طوفان

تحریر: حاجی محمد سعید (گوجرانوالہ)

موجودہ اہل حدیث میں دیگر روحانی کمزوریوں کے ساتھ ساتھ ایک بڑی کمزوری یہ بھی پیدا ہو چکی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کو وہ مقام نہیں دیتے، جس کے وہ بجا طور پہ حق دار ہیں۔ جو لوگ برسوں ہمارے علاقے میں رہ کر تبلیغ و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، ان کے فوت ہونے کے بعد ہم ان کے تذکرے کا باب ہی بند کر دیتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم ان کو زیادہ سے زیادہ خراج تحسین پیش کرتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی قبر کی پوجا شروع کر دینی چاہیے، صرف چومنا اور قبروں کو پوجنا ہی ادب نہیں کہلاتا، بلکہ اس کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہمیں اپنے اسلاف کی خدمات کو اجاگر کرنا، مساجد اور مدارس کو ان کے نام کے ساتھ منسوب کرنا، ان کی سوانح حیات لکھنا، ان کے متعلق اخبارات و رسائل میں مضامین شائع کروانا، ان کی خوبیوں کو اپنانا، ان کی اولاد کا خیال رکھنا، حسبِ استطاعت ان کی ضروریات کو پورا کرنا اور ان کے ساتھ احترام سے پیش آنا، یہ سب کچھ انہی کے ادب میں آتا ہے۔ لیکن افسوس یہ رِیت ہماری جماعت میں ناپید ہو چکی ہے۔ کب سے ناپید ہوئی، اس کا تو مجھے بھی علم نہیں، لیکن بہرحال یہ واقعی سچ ہے۔ جیسا کہ نقوش عظمت رفتہ میں محسن اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی علیہ الرحمہ نے ایک دل دوز واقعہ بیان کیا ہے، جسے میں اپنے الفاظ میں یہاں لکھ رہا ہوں۔

صدرِ جمعیت اہل حدیث کا انتقال پُر ملال:

دسمبر 1963ء میں جب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدرِ اوّل، مدرسہ غزنویہ دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور کے مہتمم، مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مدرس، کئی کتابوں کے مصنف، تنہائیوں میں تہجد کے وقت کثرت سے رونے والے، جماعت اہل حدیث کے لیے متفکر رہنے والے، لوگوں کی دینی و روحانی کمزوریوں کی اصلاح کرنے والے، کثرت سے درود شریف پڑھنے والے، ہر وقت ذکر و فکر میں سرشار، اور پاکستان میں موجود تمام اہل حدیث حضرات کے مرشد و مربی مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کا انتقال ہوا اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کی انتظامیہ ان کی تدفین سے فارغ ہو گئی تو مدرسہ غزنویہ شیش محل روڈ لاہور کے ایک کمرے میں میٹنگ منعقد کی گئی۔

پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسرا نکاح:

یہاں یہ بتاتا چلوں کہ مولانا داؤد غزنوی علیہ الرحمہ کی پہلی اہلیہ یعنی مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ کی والدہ محترمہ کا انتقال 1938ء میں ہو گیا تھا۔ مجبوری کے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

باعث مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے 1945ء میں دہلی کی ایک خاتون سے نکاح ثانی کر لیا تھا۔ اس پردہ نشین نیک بی بی سے مولانا علیہ الرحمہ کی چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ مولانا علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد ہونے والی اس میٹنگ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی اہم شخصیات شامل تھیں۔

فقیری میں شہنشاہی پانے والے درویش:

مولانا داؤد غزنوی علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند سید محمد ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ مولانا مرحوم کے پسماندگان میں کتنے افراد شامل ہیں؟ چونکہ اس وقت سید ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں شعبہ اسلامیات کے صدر ہونے کی وجہ سے خاصے متمول تھے، اسی طرح ان کے حقیقی بھائی سید عمر غزنوی علیہ الرحمہ بھی ضلع شیخوپورہ میں تقریباً 9 مربع ذاتی زرعی زمین کے مالک تھے، جہاں ٹیوب ویل، ٹریکٹر وغیرہ تمام لوازماتِ زراعت موجود تھے۔ اور یہ دونوں بھائی اپنے علیحدہ گھر میں رہتے تھے۔ جبکہ مولانا علیہ الرحمہ کی دہلی والی اہلیہ اور ان کے بچے یعنی تین بیٹیوں اور دو بیٹوں کے لیے کمانے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ اور یہ افراد دارالعلوم کی تیسری منزل پر رہائش پذیر تھے۔ خود مولانا علیہ الرحمہ نے فقیری میں شہنشاہی پائی تھی اور تمام عمر سفید پوشی میں ہی گزر بسر کی تھی۔ اس لیے مولانا سید ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ نے بتایا کہ ہماری تو خیر ہے، مگر حضرت والد علیہ الرحمہ کی بیوہ اور ان کے بچوں کی تعداد سات افراد پر مشتمل ہے۔

ماہانہ خرچ طے کر کے بھی ادا نہ کیا:

میٹنگ میں موجود کسی صاحب نے دوبارہ سوال کیا کہ ان سات افراد کا ماہانہ خرچ کتنا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جب حضرت والد علیہ الرحمہ حج پر تشریف لے گئے تھے تو مجھے دو ماہ کے لیے 600 روپے دے کر گئے تھے اور فرمایا تھا کہ ہر مہینے 300 روپے میرے گھر دے دینا۔ پس ان کا ماہانہ خرچ 300 روپے طے کیا جائے۔ لہٰذا انتظامیہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

کمیٹی میں یہ بات طے پائی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے ہر ماہ مولانا مرحوم کی بیوہ اور بچوں کو 300 روپے وظیفہ دیا جاتا رہے گا۔ یہ میٹنگ ختم ہوگئی مگر ہر ماہ تو کجا! ایک دن کا خرچ بھی ان کے گھر نہ بھیجا گیا۔ یہ ہے ہمارے اس محسن کے احسانات کا بدلہ، جنہوں نے تحریک ختم نبوت ﷺ کی خاطر کئی برس جیل کاٹی، سیاسی اثر ورسوخ ہونے کے باوجود بھی کسی اعلیٰ سرکاری عہدے کو قبول کرنے کی بجائے دار العلوم کی چٹائیوں اور موطا امام مالکؒ پڑھنے والے بوریا نشین طلباء کو ترجیح دی۔ مگر اس کے صلے میں ہم نے انہیں کیا دیا؟

متقی بیوہ خاتون کو ملازمت کی فکر:

واقعے کی طرف واپس آتے ہیں۔ اس پردہ نشین متقی بیوہ خاتون کی چار بیٹیاں (جو دس سے پندرہ برس کی تھیں) اور دو بیٹے (جو ابھی بالکل کمسن تھے) بھوک سے بلبلاتے رہے، کسی نے ان کا حال نہ پوچھا۔ واپس اپنے ماں باپ کے گھر دہلی بھی نہیں جاسکتی تھیں۔ آخر ایک دن انہوں نے کہیں سے اشتہار پڑھا کہ راوی روڈ پر کسی ہوزری کو پیکنگ کے لیے ملازمہ خواتین کی ضرورت ہے، جو روزانہ 6 گھنٹے کام کریں گی اور انہیں 5 روپے روزانہ اُجرت دی جائے گی۔ وقت مقررہ پر کچھ خواتین فیکٹری میں پہنچ کر قطار میں لگ گئیں۔ مالک انہیں باری باری اندر بلاتا، ان کا نام پتہ چیک کرتا اور انہیں کام کی نوعیت سمجھا دیتا۔

فیکٹری مالک کانپتا ہوا کھڑا ہوگیا:

اچانک اس کے کمرے میں برقع پوش خاتون داخل ہوئی۔ فیکٹری مالک نے کہا کہ بی بی یہاں تو عام طبقے کی خواتین کام کرتی ہیں۔ آپ کسی دیندار گھرانے کی خاتون لگتی ہیں، کیا آپ یہاں برقعے سمیت کام کرلیں گی؟ کہا: مجھے میری مجبوری یہاں تک لائی ہے، اس لیے کام تو کرنا ہی پڑے گا۔ اس نے جب نام پتہ پوچھا تو

WWW.UBOARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کہا: " بیوہ مولانا داؤد غزنوی مرحوم، 4 شیش محل روڈ لاہور"۔ یہ سنتے ہی مالک کو جھٹکا لگا، کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہاتھ جوڑ کر التجا کرتے ہوئے بولا: میرے مرشد کی بیوہ۔۔۔۔! آپ تشریف رکھیے، آپ نے یہاں آنے کی زحمت کیوں گوارا کی؟ فرمایا: میرے گھر میں کمانے والا کوئی نہیں۔ بچے بھوک سے بلبلاتے ہیں، آخر ماں ہوں، ان کی خاطر مجھے نکلنا پڑا۔ مالک کہنے لگا، آپ واپس تشریف لے جائیں، میں دس روپے روزانہ اپنے مرشد علیہ الرحمہ کے بچوں کو بھجوا دیا کروں گا۔ آپ کے آنے سے مجھے شرمندگی ہوگی۔ جن کی دعاؤں کے صدقے آج اللہ پاک نے مجھے اس فیکٹری کا مالک بنایا، انہی کی اہلیہ محترمہ میرے یہاں مزدوری کریں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں میں اپنے بچوں کی خاطر خود ہاتھ سے کمانا چاہتی ہوں، کسی سے فی سبیل اللہ خیرات لینا سادات کا شیوہ نہیں۔ خیر انہوں نے وہاں کام کرنا شروع کر دیا۔

میں تمہاری ٹانگیں چیر دوں گا:

ایک دن ایک شخص نے مولانا مرحوم کے انتہائی قریبی عزیز سے (جو اس وقت سینکڑوں روپیہ کماتے تھے) کہا: کہ آپ کو اللہ نے سب کچھ دیا ہوا ہے، آپ اس بیوہ خاتون کا بھی خیال کیا کریں، نہ انہیں مدرسے کی انتظامیہ نے کوئی خرچ دیا، نہ ہی مرکزی جمعیت نے اپنا وعدہ نبھایا، مجبوراً انہیں ملازمت کرنا پڑ رہی ہے۔ یہ سن کر وہ شخص انتہائی غصے کے عالم میں بولے: تم کون ہوتے ہو، ہمارے معاملات میں دخل دینے والے؟ میں تمہاری ٹانگیں چیر دوں گا۔ وہ غریب اپنا سا منہ لے کر خاموش ہو گیا (مولانا اسحاق بھٹی علیہ الرحمہ نے یہی الفاظ لکھے ہوئے ہیں)۔

ستم رسیدہ بیوہ کو طنز:

اس کے چھ سات دن بعد اسی قریبی عزیز نے مولانا علیہ الرحمہ کی بیوہ کو غصے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

میں طنزیہ جملہ کہا: اس ملازمت سے بہتر ہے کہ آپ دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے باہر کھڑے ہوکر پکوڑے بیچ لیا کریں، اس سے آمدنی زیادہ ہوگی۔ وہ ستم رسیدہ آگے سے کیا جواب دیتی؟ یہ طنز سن کر رو پڑی اور خاموش ہوگئی۔ اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتی تھی؟ وہ تو پہلے ہی تقدیر کے سامنے بے بس اور مجبور تھی۔ جوان بیٹیوں کے نکاح کی فکر، کم سن بیٹوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری، نہ جانے کن کن آزمائشوں کی چکی میں پس رہی تھی۔ مگر میرا وجدان کہتا ہے کہ اس وقت اس مجبور بیوہ کے دل سے آہ نکلی ہوگی اور اس نے مدد کرنے کی بجائے طنز کرنے والے قریبی عزیز کو دل ہی دل میں کہا ہوگا: جس طرح میرے بچے رُل رہے ہیں، جا تیرے بچے بھی اسی یتیمی سے گزریں۔

خیال کرنا! کہیں ہم بھی محسن کش نہ بن جائیں:

وقت اپنی تیز رفتاری سے گزرا، بیوہ کی آہ سے عرش تو ہل ہی چکا تھا، فیصلہ بھی ہوگیا اور وہ صاحب ایک حادثے میں فوت ہوگئے اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے بچپن میں ہی یتیم ہوکر باپ کی شفقت کو ترسنے لگے۔ بہر حال اب وہ ستم رسیدہ خاتون بھی فوت ہوگئیں، طنز کرنے والے بھی اللہ پاک کے ہاں پہنچ چکے۔ اللہ پاک کی شان کریمی اس کی تمام صفات پر غالب ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ پاک نے انہیں دنیا کی حادثاتی موت اور ان کے بچوں کو یتیمی والی آزمائش دے کر یقیناً آخرت میں ان کے درجات بلند کر دیے ہوں گے۔ اللہ پاک تمام مومنین کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

مگر یہ واقعہ جو میں نے مولانا اسحاق بھٹی علیہ الرحمہ کی کتاب "نقوش عظمت رفتہ" (ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور) میں پڑھا اور یہاں اپنے الفاظ اور اپنی بے ساختہ وجدانی کیفیات میں لکھا، اس کی روشنی میں میں اپنے ملنے والوں سے کہتا ہوں کہ خیال کرنا! کہیں ہم بھی محسن کش نہ بن جائیں، کہیں ہم بھی اسلاف بیزار نہ ہو جائیں۔ ورنہ یہ محسن کشی ہمارے لیے دنیا وآخرت میں خسارے کا ذریعہ بن جائے گی اور کل قیامت کو ہمارے یہی اسلاف ہمارا گریبان پکڑنے کے حق دار ہوں گے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

قبروں اور قبر والوں کا ادب

زبدۃ المحدثین علامہ سید صدیق الحسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ نواب شاہجہان بیگم لکھتی ہیں کہ قبرستان میں ننگے پاؤں جانا مستحب ہے اور والدین کی قبروں کی زیارت کیلئے ہر جمعے کے دن یا ہفتے میں کسی بھی ایک دن جانا بہتر ہے۔ جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' میں روایت کیا ہے محمد بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے' کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: جو شخص زیارت کرے' ہر جمعے کے دن اپنے ماں باپ کی قبر کی' یا ان میں سے ایک کی' اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کا نام والدین کے فرماں برداروں میں لکھ دیا جاتا ہے (بحوالہ کتاب: تہذیب نسواں' صفحہ 439)

مردے کا ادب زندوں کی طرح کیا جائے:

زیارت کرنے والے کو یہ بھی چاہیے کہ میت کا ادب اور لحاظ ویسا ہی کرے' جیسا کہ اس کی زندگی میں کرتا تھا۔ یعنی اگر اس کی زندگی میں ادب کی وجہ سے دور بیٹھتا تھا' تو قبر کی زیارت کے وقت بھی قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے۔ اور اگر زندگی میں اس کے پاس بیٹھتا تھا' تو اب بھی اس کی قبر کے قریب بیٹھے۔ بزرگی سے مراد یہ ہے کہ فوت شدہ شخص' زیارت کرنے والے کے والدین میں سے ہو' یا استاد ہو' یا پیر ہو' عالم دین ہو' یا درویش وغیرہ۔ اسی طرح سلام (قبرستان کی مسنون دعا) پڑھتے وقت اس لیے ادب کرنا چاہیے کیونکہ میت سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "استذکار والتمھید" میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی شخص' جو گزرے اپنے مومن بھائی کی قبر سے' اس حال میں کہ وہ دنیا میں اس کو پہچانتا تھا' پھر اس پر سلام پڑھے' مگر وہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ لیکن قبروں پر بیٹھنا' ان پر ٹیک لگانا' ان کی طرف نماز پڑھنا اور ان کے قریب

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

سونا منع ہے۔ اسی طرح قبروں کو روندنا' ان پر پیشاب اور پاخانہ کرنا بھی منع ہے۔

(بحوالہ کتاب: تہذیب نسواں' صفحہ 439 ناشر: نعمانی کتب خانہ، حق اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

بے ادبی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کی ضرورت

تحریر: حضرت مولانا شرف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بنام: مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیت اہل حدیث پاکستان

وضاحت از" ہفت روزہ الاعتصام":

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا شرف الدین دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہماری جماعت کے ان برگزیدہ علماء میں سے ہیں، جنہوں نے ساری عمر کتاب وسنت کے درس و تدریس میں بسر کردی۔ سینکڑوں علماء ان سے مستفیض ہوکر برصغیر پاک وہند میں پھیل گئے اور ابھی تک خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے دینی مدارس کے طلباء، اساتذہ اور جماعت کے عام حالات سے متاثر ہوکر یہ خط صدرِ محترم مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا۔ جسے افادۂ عام کی خاطر شائع کیا جارہا ہے۔ اس خط میں علماء، طلباء مدارس کی انتظامیہ، اور عوام کیلئے درس عبرت ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ہمارے دلوں پر دستک دیں اور ہم دوسروں کی اصلاح کرنے سے پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کریں (ادارہ الاعتصام)

جماعت میں بدتمیزی کی فضا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! الحمد للہ علیٰ کل حال۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ موجودہ زمانے کے الحاد اور بے دینی کی اصلاح کے علاوہ اپنی جماعت میں جو بے ادبی، بدتمیزی اور علماء کی بے احترامی پیدا ہورہی ہے، ہم پر حتی الامکان اس کی اصلاح کی کوشش کرنی بھی لازم ہے۔ جماعتِ حقہ کے دعوے داروں میں بعض لوگوں کی طرف سے علماء کی شان میں ایسے الفاظ سننے میں آرہے ہیں، جن کو نقل

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کرنا بھی میں پسند نہیں کرتا۔ پھر یہ نہیں کہ کسی ایک عالم کے حق میں،،،،، نہیں نہیں۔۔
بلکہ عام طور پر تمام علماء کی شان میں ایسے الفاظ سنے گئے ہیں۔

نااہل طلباء اور مدارس کی کثرت:

مدارس کی کثرت ہو رہی ہے اور جید علماء کی خوف ناک قلت ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اساتذہ اپنے فن میں کامل نہیں۔ نااہل طلباء مدرسے میں داخل کر لیے جاتے ہیں۔ مدراس اپنے اپنے طلباء کی تعداد کی کثرت دکھا کر اپنی شہرت اور عظمت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کئی مدرسوں کا امتحان لے کر جو تجربہ حاصل کیا ہے، اس کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ مدرسین اور مہتمم حضرات اپنا اپنا فرض ادا نہیں کرتے۔ نااہل طلباء کو رعایتی پاس کر دیا جاتا ہے۔ امتحان بہت آسان لیا جاتا ہے۔ باقاعدہ تحقیق سے کام نہیں لیا جاتا۔ غرض یہ کہ ایک طوفان بدتمیزی برپا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو واقعی عالم ربانی اور درس وتدریس کے اہل ہیں، ان کی قدر و منزلت باقی نہیں رہی۔ اس طوفان بدتمیزی میں بعض نااہل لوگ اپنے آپ کو امام اور عالم کہلا رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت کیلئے ان کا وجود ایک مصیبت بن رہا ہے۔

زبانی تبلیغ کے ساتھ عملی نمونہ پیش کرنا لازم ہے:

اس طوفان بدتمیزی کی اصلاح کیلئے نیکی کا حکم دینے اور برائیوں سے بچنے پر عمل پیرا ہونا لازم ہے، جو باعثِ ثواب اور رضائے الٰہی کے حصول کا موجب ہے۔ لہٰذا میرے نزدیک اصلاح کی یہ صورت ہے کہ آپ (یعنی مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ) اس کے اہل ہیں۔ ساری دنیا نہ تو ماننے والی ہے، نہ ہی کبھی ایسا ہوا ہے۔ مگر اس وقت خاندانی اثر ورسوخ اور خداداد لیاقت کی وجہ سے آپ کا اہل اسلام پر عموماً اور اہل حدیث پر خصوصاً بہت زیادہ اثر ہے۔ پس جو مدارس یا علماء یا اساتذہ آپ کے زیر اثر ہیں، ان کو تنبیہ کی جائے کہ وہ طلباء میں صرف زبانی درس نہ دیں، بلکہ کتاب وسنت پر

facebook.com/Salfi.tasawuf

خود عمل کرتے ہوئے اپنے عمل سے ان کی اصلاح کی پوری پوری کوشش کریں۔ جو ایسا نہ کرے، یعنی کتاب و سنت کے مطابق اپنی زندگی نہ بنائے، اس کو فوراً مدرسے سے خارج کر دیں۔ کیونکہ دینی مدارس تو اسلام کی اشاعت اور اس پر عمل ہی کے لیے ہیں۔ پس ہر ہفتے، یا ہر ماہ میں ایک مرتبہ اساتذہ اپنے طلباء کو "شرعی ادب" یعنی سنتِ نبویہ ﷺ کی اتباع پر عمل کرانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ ہر مدرسے میں خود جا کر یہ تاکید نہ کر سکیں تو اپنی پُر زور تحریر کے ذریعے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ بارك الله فيكم

راقم: ابو سعید شرف الدین دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور، ص 5-22 مئی 1959ء)

عظیم علماء کی بے مثال تواضع:

نواب وزیر الدولہ نے لکھا ہے کہ مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بالکل بے حس و حرکت رہتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا جواب بھی بڑی مشکل سے دیتے تھے۔ (بحوالہ کتاب: جماعتِ مجاہدین' ص: 161 مصنف: مولانا غلام رسول مہرؒ۔ پبلشر: دکن ٹریڈرز، مغلپورہ، حیدر آباد)

حضور ﷺ کے اسمِ مبارک کا ادب:

سلطان ناصر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا اس درجہ احترام تھا کہ بغیر وضو آپ ﷺ کا اسم گرامی زبان پر نہ لاتے۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ان کے ایک مصاحب کا نام محمد تھا' ایک دن انہوں نے اسے تاج الدین کہہ کر پکارا تو مصاحب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید کسی وجہ سے سلطان اس سے ناراض ہیں، اسی لئے اس کو اصل نام سے نہیں پکارا۔ اس افسوس میں وہ تین دن دربار سے غیر حاضر رہا۔ سلطان نے اس کو گھر سے بلا کر غیر حاضری کی وجہ دریافت کی، تو اس نے کہا اے بادشاہ! آپ مجھ کو "محمد" کے سوا کبھی کسی اور نام سے نہیں پکارتے تھے' اس روز خلاف

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

عادت تاج الدین کہہ کر مخاطب کیا تو میں سمجھا کہ مزاج سلطانی میں خاکسار کی طرف سے کوئی تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ اس پر سلطان نے اصل حقیقت واضح کی اور قسم کھا کر یقین دلایا کہ اس وقت وہ بے وضو تھے' لہٰذا مجھے شرم آتی ہے کہ وضو کے بغیر نام محمد ﷺ زبان پر لاؤں۔ (بحوالہ کتاب: فقہائے ہند' جلد اول' ص:29
مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ، ملنے کا پتہ: کتاب سرائے، اردو بازار لاہور)

ولی کی ناراضگی کے باعث دریا میں طغیانی:

مولانا محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حافظ بارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے' زہد و تقدس اور علم و فضل کی وجہ سے تمام لوگ ان کا بہت ادب کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نواب ممدوٹ ان سے ملنے کیلئے ''لکھوکے'' آئے۔ مصافحہ کے وقت نواب صاحب کی کلائی پر ہاتھ پڑا تو معلوم ہوا کہ سونے کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت برہم ہوئے اور فرمایا: دین سے بے پروا لوگ ہمیں گوشہ تنہائی میں بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتے اور ناجائز چیزیں پہن کر آجاتے ہیں''۔ نواب سخت ناراض ہوا اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ریاست سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وہ اہل خاندان کو لے کر ریاست بہاولپور میں جا بیٹھے۔ ادھر دریائے ستلج میں اتنی طغیانی آئی کہ نواب ممدوٹ کے محل بھی خطرے میں پڑ گئے۔ اس وقت نواب کو احساس ہوا کہ یہ مصیبت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے مقدس بزرگ کو ریاست سے نکالنے کی پاداش میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ انہیں منت و التماس سے اعزاز کے ساتھ واپس بلایا گیا (بحوالہ کتاب: سرگزشتِ مجاہدین' ص:572 مصنف: مولانا غلام رسول مہرؒ۔ پبلشر: دکن ٹریڈرز، مغلپورہ، حیدر آباد)

مدینہ منورہ میں گھوڑے پر بیٹھنے سے احتراز:

حضرت امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ایک طرف حبِ نبوی ﷺ اور پھر جذبات کی حد تک اس کی رعایت، یعنی مدینے میں فرطِ ادب سے گھوڑے پر سوار نہ

www.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

ہوتے کہ اس میں ان کے خیال میں سوءِ ادب کا پہلو نکلتا تھا۔ فرماتے: جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ پاک مدفون ہے، میں وہاں کیسے گھوڑے پر بیٹھ سکتا ہوں۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتنا وقار دل میں تھا کہ جب تدریس کیلئے مسند پر بیٹھتے تو پہلے غسل فرماتے، عمدہ اور صاف ستھرا لباس پہنتے، خوشبو لگاتے، پھر تعلیم کا آغاز ہوتا۔ احترام و وقار حدیث کی اس مثال پر غور کیجئے ایک دفعہ بچھو نے، دوران درس کئی مرتبہ کاٹا، رنگ متغیر ہو گیا، چہرے کی سپیدی اکثر زردی سے بدلتی گئی، مگر اس وقت تک پہلو نہ بدلا، جب تک حدیث پاک ختم نہ کر ڈالی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام:

حافظ سراج الدین البزار رحمۃ اللہ علیہ قسم کھا کر کہتے ہیں: خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتنا ادب و احترام کرنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی نصرت کی حرص رکھنے والا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا (الکواکب الدریۃ ۱۴۹)

ادب بہترین کمال ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: مشورہ باعث تقویت ہے۔ شکرِ نعمت، حصولِ نعمت کا ذریعہ ہے اور ناشکری زحمت کا سبب ہے، ادب بہترین کمال اور خیرات بہترین عبادت ہے۔ تواضع علم کا نتیجہ ہے (ابن عساکر)

علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب:

دولت نے ہمیشہ چاہا ہے کہ علم کو خرید لے، علم کی تذلیل کرے اور اس کے طرۂ افتخار کو اپنے طنطنہ وجاہ کے سامنے جھکا دے، مگر علم نے ہمیشہ دولت کو ٹھکرایا ہے، چنانچہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون الرشید کی اس درخواست پر کہ آپ میرے ہاں آجایئے اور بچوں کو قصر شاہی میں آکر پڑھایئے، جو جواب دیا: اس سے علم کی شان

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہمیشہ دوبالا ہوتی رہے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: العلم یوتی ولا یاتی۔ علم حاضر نہیں ہوتا لوگ علم کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 21 اکتوبر 1949ء)

شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں ادب کی کیفیت:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ولادت ۴۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ دس واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے۔ باکمال اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ طریقت کی تعلیم ابو الخیر حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور قاضی ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی اور اجازت حاصل کی۔ ظاہری و باطنی تکمیل کے بعد اصلاح وارشاد کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنے استاد شیخ مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تدریس و وعظ کا سلسلہ شروع کیا۔ مدرسہ میں تل رکھنے کی کوئی جگہ نہ رہی اور سارا بغداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ پر ٹوٹ پڑا۔ بادشاہ اور وزراء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور ادب سے بیٹھتے۔ علماء وفقہاء کا کچھ شمار نہ تھا۔ ایک ایک مجلس میں چار چار سو دواتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات قلم بند کرنے کیلئے لائی جاتیں (الطبقات الکبریٰ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق مخلوقات میں سب سے زیادہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کائنات کی پیدائش کی وجہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق یہ ہے کہ ہم صدق دل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کریں، اور مخلوقات میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام باتوں کی اطاعت کریں، اور جن باتوں سے روکا ہے، ان سے رک جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو جائیں

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور اشاعت: 7 مارچ 1952ء)

facebook.com/Salfi.tasawuf

علم کا دارومدار "ادب" پر ہے:

علم کی تکمیل ادب سے ہے اور ادب کی تحصیل علم سے ہے۔ ادب کے بغیر عالم اور بے علم دونوں برابر ہیں، ہر قسم کے حقوق معلوم کرنے کا دارومدار علم ہے اور پورا کرنے کا دارومدار ادب پر ہے جو لازم اور ملزوم ہیں (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 7 مارچ 1952ء)

والدین ہماری جنت بھی جہنم بھی:

والدین کے اولاد پر بڑے احسان ہیں۔ پیدائش، پرورش، تعلیم و تربیت کی ساری مصیبتیں والدین کے سر ہوتی ہیں۔ اس لئے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت نہایت ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ چونکہ بے نیاز ہے اور والدین محتاج ہیں، اس لئے والدین کی اطاعت حقوق سے بھی مقدم ہے، پس صدق دل سے والدین کی تعظیم و تکریم بجالاؤ، خواہ وہ سامنے ہوں یا نہ ہوں۔ ان کے احکام کی برضا و رغبت تعمیل کرو، ان کے سامنے ادب سے بیٹھو، نرمی سے بولو، انکساری سے پیش آؤ۔ حدیث شریف میں ہے "الجنۃ تحت اقدام الامھات" یعنی جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے لہٰذا ماں کے ساتھ سخت کلامی سے پیش نہ آؤ۔ ماں باپ کی تابعداری ایک عبادت ہے جس سے خدا تعالیٰ نہایت خوش ہوتا ہے بلکہ بہت سی عبادتوں سے ماں باپ کی اطاعت افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص والدین کے حق میں خدا کا فرمانبردار ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دوازے کھل جاتے ہیں۔ اگر والدین میں سے ایک زندہ ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جو شخص والدین کے حق میں نافرمان ہوتا ہے اس کیلئے دوزخ کے دو دروازے کھلتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے ایک زندہ ہو تو ایک کھلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل:

حضرت ابوعبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ میں نے کہا پھر؟ فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا (بخاری ومسلم)

ماں کا حق اور فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اچھے برتاؤ کا کون زیادہ مستحق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر؟ فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر؟ فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر؟ فرمایا: تیرا باپ (بخاری ومسلم)

ماں باپ کی بڑھاپے میں خدمت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ خاک آلود ہو، خاک آلود ہو ناک اس کی، جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔

یتیم کے رونے سے عرش عظیم کانپتا ہے:

ماں باپ کے بعد رشتے میں سب سے زیادہ قریبی بھائی بہن ہیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے اور بڑی بہن مثل ماں کے ہوتی ہے۔ اسی طرح چھوٹے بھائی اور بہن مثل اولاد کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے حقوق وہی ہیں جو اولاد کے ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ بچے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، ان کو تکلیف اور ایذاء دینے سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ خاص کر وہ بچے جن کے والدین ان کے سر پر نہ ہوں۔ جب یتیم روتا ہے تو عرش عظیم کانپ اٹھتا ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

قرابت داروں کے حقوق:

خدا تعالیٰ کے بعد جس طرح اس کے رسولوںؑ اور اکابرین کی تعظیم واجب ہے، اسی طرح والدین کے بعد ان کے متعلقین کی تکریم لازم ہے۔ یعنی بعض ان سے باپ کے قریبی ہوتے ہیں اور بعض ماں کے قریبی ہوتے ہیں۔ جس طرح ماں اور باپ کا حق ادا کرنا ضروری ہے، اس طرح ان رشتہ داروں کا حق ادا کرنا لازمی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے رزق میں فراخی چاہتا ہو اور اپنی عمر میں برکت چاہتا وہ صلہ رحمی کرے (بخاری ومسلم) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ رشتہ عرش سے معلق ہے اور اللہ تعالیٰ اسے کہتا ہے کہ جو تجھے جوڑے گا، اللہ اسے جوڑے گا اور جو تجھے کاٹے گا، اللہ اس کو کاٹے گا (بخاری ومسلم)

صلہ رحمی کا اصل مفہوم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیرا حق مارے، اس کو تو حق دے۔ جو تجھ پر ظلم کرے اس کو تو معاف کر اور جو تجھ سے رشتہ قطع کرے اس سے تو رشتہ جوڑ (مشکوٰۃ) (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 7 مارچ 1952ء)

قرآن کی تعظیم کرنے سے دس گنا زیادہ نفع ملا:

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شیخ ابو عثمان نحوی رحمۃ اللہ علیہ علم نحو اور علم ادب کے امام العصر تھے۔ امام ابو عبید اور اصمعی کے شاگرد ہیں اور امام مبرد وغیرہ کے شیخ ہیں۔ کتاب سیبویہ کے عالم و ماہر تھے۔ ایک غیر مسلم نے خواہش ظاہر کی کہ آپ مجھے کتاب سیبویہ پڑھا دیں۔ اس کے عوض بطور صلہ میں آپ کو سو دینار دوں گا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ ایک دوست کو معلوم ہوا تو اس نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب سیبویہ میں مثالوں کے ذیل میں تین سو آیات قرآنی سے استدلال کیا گیا ہے۔ میری

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM	ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میں مالی فائدے کیلئے اسے کتاب سیبویہ پڑھاؤں اور کہیں آیات الٰہی کی بے ادبی اور بے احترامی ہو جائے۔ لیکن خدا نے اس کی نعم البدل کا یوں انتظام فرمایا کہ کسی شعر کے ایک مصرعہ پر نحوی علماء میں اختلاف پیدا ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ثالث بالخیر تسلیم کیا گیا، خلیفہ واثق باللہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بصرہ سے طلب فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر اعتماد کیا اور ایک ہزار دینار بطور انعام دیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے واپس آ گئے تو اپنے شاگرد ابو العباس مبرد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

ردد نا اللہ مائۃ فعوضنا الفا (مراۃ جلد ثانی ص ۱۱۰)

یعنی ہم نے کلام اللہ کے احترام میں سو دینار کو واپس کیا، تو خدا نے اس کے عوض ہزار دینار دے دیے (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور 26 جون 1965ء)

اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنے کا فائدہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کبھی زمانے نے مجھے ادب سکھایا تو اس نے ساتھ ساتھ مجھے میری عقلی خامی بھی بتا دی۔ جیسے جیسے میرا علم بڑھتا جاتا ہے، مجھے اپنی جہالت کا بھی اندازہ ہوتا جاتا ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو با کمال خیال کرتا ہے، وہ نعمت کمال سے محروم رہتا ہے اور نقص علم کا احساس کمال کے درجات طے کرا دیتا ہے۔

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور 2 فروری 1968ء)

دلوں کا میل سخت ہو چکا ہے:

ایک موقع پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی گئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اگر اتنی سختی نہ ہوتی تو اچھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: میل جم گیا ہے اور جب تک اس کو زور سے نہ ملا جائے، وہ دور نہ ہو گا۔ یہ کتنا بلیغ معنی خیز اور دور رس جواب ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____	162/274

اس جواب کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ان شاء اللہ میرا سخت کلام ان کیلئے آبِ حیات کا کام کرے گا اور انہیں حیاتِ تازہ عطا کرے گا اور یہ حقیقت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سخت تنقیدیں بہت لوگوں کیلئے آبِ حیات ثابت ہوئیں۔ درباری علماء و مشائخ کے مقابلہ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تیز و تند کلام کی یہی مصلحت تھی۔ یہاں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ہر داعی یہ روش اختیار کر سکتا ہے، اس کیلئے موقع شناسی، شخصیت اور وہ صفات درکار ہیں جو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ میں تھیں۔

بے ادب کو میں نہیں چھوڑوں گا:

ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سخت کلامی کا سبب اپنی تقریر میں بیان فرمایا: میرا وعظ کیلئے منبر پر بیٹھنا تمہارے قلوب کی مصلحتوں اور ان کو سنوارنے کیلئے ہے، نہ کہ تقریر میں الٹ پھیر کرنے اور اس کو سنوارنے کیلئے۔ میری سخت کلامی سے مت بھاگو! کیونکہ میری تربیت اس نے کی ہے، جو دین خداوندی میں سخت تھا۔ میری تقریر بھی سخت ہے اور کھانا بھی سخت اور روکھا سوکھا ہے، پس جو مجھ سے اور مجھ جیسے لوگوں سے بھاگا، اس کو فلاح نصیب نہیں ہوئی۔ جن باتوں کا تعلق دین کے ساتھ ہے، ان کے متعلق اگر تُو بے ادب ہے تو میں تجھ کو چھوڑوں گا نہیں۔ اور نہ یہ کہوں گا کہ اس کو کئے جا۔ تُو میرے پاس آئے، یا نہ آئے، میں پروا نہیں کروں گا۔ میں قوت کا خواہاں خدا سے ہوں، نہ کہ تم سے۔ تمہاری گنتی اور شمار سے یک طرف ہوں۔

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور۔ 11 نومبر 1960ء)

میت کا ادب زندوں کی طرح کریں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسر عظم المیت ککسرہ حیا۔ یعنی میت کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسا زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا پس منظر اس طرح

facebook.com/Salfi.tasawuf

بیان کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنازہ کیلئے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے' گورکن نے قبر سے ایک ہڈی نکالی اس کو توڑنے کا ارادہ کر رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منع کرتے ہوئے فرمایا: کسر عظم المیت ککسرہ حیا۔ یعنی مردہ کی ہڈی کے توڑنے کا گناہ ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی توڑنے کا گناہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اس ہڈی کو قبر کی ایک جانب رکھ دو۔ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح زندہ انسان کی بے حرمتی جائز نہیں، اسی طرح مردہ انسان کی بے حرمتی بھی جائز نہیں۔ ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیوتہ۔ یعنی مومن کی موت کے بعد ایذاء دینا ایسا ہی ہے جس طرح اس کی حیات میں اس کو ایذاء پہنچانا ہے۔

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور 15 اپریل 1983ء۔ ص: 8-9)

ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ عمل ہے

فتویٰ: شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، لاہور ۴ دسمبر ۱۹۵۹ء

سوال نمبر 1: بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے اور صرف سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دینی اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور ہمیشہ اس طرح نماز پڑھنا، اگرچہ فرض نماز باجماعت مسجد میں ہو، اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثبوت ملتا ہے؟ اگر ملتا ہے تو عبارت مع صفحہ تحریر فرمائیں۔ سوال نمبر 2: ننگے سر نماز پڑھنی افضل ہے یا سر ڈھانک کر نماز پڑھنی افضل ہے۔ اگر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی افضل ہے تو اس کی دلیل پیش فرمائیے گا (سائل: مولوی عبداللہ، خطیب: جامع مسجد اہل حدیث۔ ڈیرہ غازی خان)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: وباللہ التوفیق۔ متذکرہ سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جاسکتا ہے (1) مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے (۲) افضلیت یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عام عمل کے لحاظ سے (۳) حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

نماز میں ستر مغلظ (مبرز اور شرم گاہ) کا ڈھانپنا بالاتفاق ضروری ہے۔ ان میں سے اگر کوئی حصہ ننگا ہو تو نماز نہیں ہوگی اور ان اعضاء کو ننگا رکھنا شرعاً حرام ہے۔ بہزاد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے "احفظ عورتك الامن زوجتك اوما ملكت يمينك (رواہ الخمسۃ الا النسائی) بیوی اور لونڈی کے سوا اعضائے ستر دیکھنے کا کسی کو موقع نہ دے۔

عقل مند آدمی کو سر ننگا رکھنے سے بچنا چاہئے:

حدِ ستر میں اہل علم مختلف ہیں۔ جمہور ناف سے گھٹنا تک ڈھکنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض صرف ران ڈھانپنا واجب سمجھتے ہیں۔ امام احمد اور امام مالک رحمہا اللہ سے ایک روایت میں آیا ہے "العورة القبل و الدبر فقط" (نیل الاوطار ص ۶۴ ج ۲) غرض ستر کی جو حد بھی اہل علم کے نزدیک ہے، اسے ننگا رکھنا درست نہیں۔ نماز میں تو قطعاً حرام ہے اور ناجائز ہوگا۔ سر چونکہ بالاتفاق اعضاء ستر میں نہیں، اس لئے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی۔ اس کیلئے نہ بحث کی ضرورت ہے، نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت۔ جس طرح کوئی پنڈلی، پیٹ، پشت وغیرہ اعضا ننگے ہوں تو نماز جائز ہوگی، اسی طرح ننگے سر بھی نماز درست ہے، لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔ امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں، حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی، لیکن عقل مند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں، عقلمند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

سر تو ایک کپڑے سے بھی ڈھک سکتا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل علم کا طریقہ وہی ہے، جو آج تک مساجد میں متواتر اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری، جس سے ننگے سر رہنے والی عادت کا جواز ثابت ہو، خصوصاً با جماعت فرائض میں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب وقول اللہ تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد و من صلی ملتحفافی ثوب واحد ویذکر عن سلمۃ بن الاکوع ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یزرہ و لو بشوکۃ (صحیح بخاری مع فتح مطبوعہ مصر ص: ۳۱۸۔ ج ۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سر ننگا رہے گا، حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جا سکتا ہے۔

ننگے سر نماز جائز تو ہے، مگر سنت نہیں:

اس مضمون کی احایث ام ہانی رضی اللہ عنہا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ، عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، طلق بن علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے صحیح بخاری، سنن ابی داؤد وغیرہ میں موجود ہیں، لیکن کسی میں سر ننگا رکھنے کا ذکر نہیں۔ خصوصاً جس میں عادت یا کثرت عمل ثابت ہو۔ پھر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اظہار جواز کے ہے، یا کپڑوں کی کمیابی کی وجہ سے۔ ان حالات سے ننگے سر رہنا جائز تو ثابت ہو سکتا ہے۔ سنت یا مستحب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

اللہ پاک نے لباس دیا ہے تو سر کو بھی ڈھانپیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں مزید تفصیل ملتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں " قام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسئلہ عن الصلوٰۃ فی الثوب الواحد فقال او کلکم یجد ثوبین ثم سئل رجل عمر فقال اذا وسع اللہ فاوسعو ا جمع رجل علیہ ثیابہ صلے رجل فی ازار و رداء فی ازار وقمیص فی ازار وقباء فی سراویل ورداء فی سراویل قمیص فی سراویل وقباء فی تبان وقباء فی تبان قمیص قال واحسبہ فی تبان و رداء (صحیح بخاری ۱/۳۲۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو نماز میں بھی وسعت سے کام لینا چاہیے ۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسب استطاعت نماز میں لباس کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد حکم ہو، یا صرف خبر، اس میں کپڑوں کی قلت اور عدم استطاعت صراحۃً سمجھ میں آتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر پورے کپڑے میسر ہو سکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکنت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

ننگے سر نماز پڑھنا بے عملی ہے یا بد عملی:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کیلئے زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھنا واجب ہے کیونکہ ایک کپڑے کی اجازت صرف ضیق (تنگی) کی وجہ سے تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز میں دو کپڑے استعمال کرنا افضل ہے۔ غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔ محض بے عملی یا بد عملی یا کسالت (سستی) کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔ "العیاذ باللہ"

facebook.com/Salfi.tasawuf

اللہ تعالیٰ تمہاری زیب وزینت کا زیادہ مستحق ہے:

اس کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دن اونٹوں کی گھاس کے سلسلہ میں نماز سے پیچھے رہ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے تو میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس دو کپڑے نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا: دو ہی موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ارایت لو بعثتك الی بعض اهل المدینة اکنت تذهب فی ثوب واحد قلت لا قال فالله احق ان یجتمل له ام الناس (ص ۲۳۶/۱ بیہقی سنن) اگر میں مدینہ میں کسی کے پاس تمہیں بھیجتا تو تم ایک کپڑے میں جاتے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ کپڑا موجود ہو تو سر ننگے نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلتِ عقل سے۔

کسی ضرورت یا معذوری میں ننگے سر نماز:

نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ خوبصورتی سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ آیت "خذوا زینتکم عند کل مسجد" کے مضمون کی بھی اسی سے وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ جو روایت بیان کی جاتی ہے "حدثنا عبداللہ بن محمد الزهری حدثنا سفیان بن عیینة قال رایت شریکا صلی بنا فی جنازة العصر فوضع قلنسوته بین یدیه فی فریضة" (ابوداؤد ص ۲۵۶/۱ مع عون) یعنی شریک نے عصر کی نماز ٹوپی اتار کر پڑھی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھی" تو اس کے متعلق غور کرنا چاہئے کہ: اول تو یہ نہ کوئی مرفوع حدیث ہے، نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا اثر۔ دوم یہ معلوم نہیں یہ شریک کون بزرگ ہیں، شریک بن عبداللہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعی ہیں، یا شریک بن عبداللہ نمر رحمۃ اللہ علیہ تابعی۔ ان دونوں میں کم وبیش ضعف ہے لیکن یہ ان کا عمل ہے جو کسی طرح بھی قابل حجت نہیں۔ سوم امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے باب الخط

facebook.com/Salfi.tasawuf

اذا لم یجد عصاً میں ذکر فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہاں ضرورتا سر ننگا رکھا گیا ہے کیونکہ جب انہیں سترہ کیلئے کوئی چیز نہ ملی تو انہوں نے سترہ کا کام ٹوپی سے لے لیا۔ ضرورت اور عذر سے سر ننگا رکھا جائے تو اس میں بحث نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ فیشن اور عادت کے طور پر نماز میں سر ننگا رکھنا کہاں تک درست ہے؟

نمازیوں میں فیشن پرستی بڑھ رہی ہے:

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں مختلف مذاہب کے ذکر میں تفصیل سے کام لیا ہے۔ ان کی بحث کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ایک کپڑے میں درست ہے لیکن جب وسعت ہو کپڑے میسر آسکیں تو پھر ایک پر اقتصار مستحسن نہیں۔ حافظ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "الفصل الثانی فی فضیلۃ وھو ان یصلی فی ثوبین او اکثر فانہ اذا ابلغ فی الستر یروی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال مع الشرح "یعنی فضیلت اس میں ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کپڑوں میں نماز ادا کرے کیونکہ اس میں ستر اور پردہ زیادہ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جب اللہ مال میں وسعت فرمائیں تو آدمی کو وسعت سے کام لینا چاہیے۔ اس کے بعد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر فرمایا ہے "الثوب الواحد یجزی والثوبان احسن والاربع اکمل قمیص و سراویل عمامۃ وازار "ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں۔ یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے۔ جو اور بھی نامناسب ہے۔

ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پگڑی کے متعلق تحنیک کا رواج تھا یعنی پگڑی کا ایک لپیٹ گردن کے نیچے سے باندھتے تھے۔ آج کی عربی پگڑیاں اور ہماری پگڑیاں اس وقت کی پگڑیوں سے وضع میں مختلف ہیں۔ ایسی پگڑی کا اتارنا تو اور بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

ہے۔ اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو، تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔

والسلام: محمد اسماعیل سلفی (رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث گوجرانوالہ)

ننگے سر نماز عیسائیوں اور منافقوں کی مشابہت ہے

قارئین! یہی فتویٰ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی لیا گیا تھا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب موصول ہونے کے بعد انہوں نے جو مختصر جواب لکھا، وہ بھی ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے (از: ادارہ الاعتصام)

"اقول و باللہ التوفیق"

ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق میں نے طالب علمی کے زمانہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی نور اللہ مرقدہٗ سے پوچھا تھا۔ انہوں نے اس کا مختصر مگر بڑا جامع جواب ارشاد فرمایا۔ وہ عرض کئے دیتا ہوں۔

ستر میں تو کندھے بھی شامل نہیں:

فرمایا کہ سر اعضاء ستر میں سے تو نہیں، لیکن نماز میں سر ننگا رکھنے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ اعضاء ستر میں سے ہے یا نہیں، بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہیے۔ اس کے بعد فرمایا کہ مرد کے کندھے بھی اعضاء ستر میں سے نہیں لیکن صحیح بخاری میں ہے: لایصلی احد کم فی الثوب الواحد لیس علیٰ عاتقه شیٔ۔ یعنی ایک کپڑے میں کوئی نماز نہ پڑھے جب تک اس کے کندھے پر کوئی کپڑا نہ ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور فتح الباری دیکھ لو۔ مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لحب الی ان یجعل الذی یصلی فی القمیص الواحد علی عاتقیه ثوبا او عمامة قال الزرقانی لقوله صلی اللہ علیه وآله وسلم لایصلی احد کم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقه شیٔ" ترجمہ: میرے نزدیک پسندیدہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 170/274

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

چیز یہ ہے کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے، وہ اپنے دونوں کندھوں پر کپڑا ڈالے یا اپنے سر پر عمامہ باندھے۔ اس کی شرح میں امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ اس حدیث کی بناء پر ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے، جب تک اس کے کندھے پر کپڑا نہ ہو۔

بدن کا سب سے اعلیٰ حصہ ڈھانپنا واجب ہے:

مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھنے پڑھانے والے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس اصطلاح سے واقف ہیں کہ جب کسی مسئلہ کے متعلق وہ فرماتے ہیں "احب الی" (میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے) اس سے مراد کسی عمل کا واجب ہونا ہوتا ہے جس کی تصریح حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شارحین موطا نے کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں "لیحصل الستر لجزء من اعالی البدن وان کان لیس بعورۃ" یعنی کندھوں کو کپڑے سے ڈھانکنے کا حکم اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تا کہ بدن کا اعلیٰ حصہ بھی نماز میں ڈھکا رہے، اگرچہ وہ عورۃ یعنی اعضاء ستر میں سے نہیں ہے۔

ننگے سر رہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی:

زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول بھی نقل کیا ہے، جو اس سوال کے جواب کیلئے زیادہ واضح ہے۔ فرماتے ہیں: "قال مالك في المبسوط ليس من امر الناس ان يلبس الرجل الثوب الواحد في الجماعة فكيف بالمسجد وقال تعالىٰ خذوا زينتكم عند كل مسجد" (ص ۲۸۸ جلد ۱) یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط میں فرمایا ہے کہ لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ ایک کپڑے میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ چہ جائیکہ ان کو مسجد میں اجازت دی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم ہر نماز کے وقت عمدہ لباس پہنا کرو۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 171/274

نماز میں تو کپڑوں کا حکم بڑھ جاتا ہے:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "اختیارات" میں فرماتے ہیں: "واللہ تعالیٰ امر بقدر زائد علی ستر العودة فی الصلوٰة وھو اخذ الزینة فقال خذوا زینتکم عند کل مسجد. یعنی اللہ تعالیٰ نے نماز کیلئے ستر عورۃ (اعضا ستر کے ڈھانکنے) کے علاوہ ایک زائد حکم بھی دیا ہے اور وہ ہے اچھا لباس پہننا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "خذوا زینتکم عند کل مسجد" اس کی مزید تائید حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے، جسے صاحب مغنی نے حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع کو دیکھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا تم دو کپڑے نہیں پہن سکتے ہو؟ نافع نے عرض کیا: جی ہاں پہن سکتا ہوں۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمہیں محلہ میں کسی کے پاس بھیجا جائے تو تم ایک کپڑے میں جاؤ گے؟ نافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ایسا تو نہیں کروں گا۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "فاللہ احق ان یزین له اوالناس؟ قلت بل اللہ" (ص ۱۲۱ ج اول) پس اللہ عزوجل اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس کی حاضری کیلئے زینت کا لباس پہنا جائے یا لوگ اس کے مستحق ہیں؟ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، نہیں حضور! اللہ تعالیٰ ہی اس کے مستحق ہیں۔

ننگے سر نماز عیسائیوں اور منافقین کی مشابہت ہے:

ابتداء عہدِ اسلام کو چھوڑ کر جبکہ کپڑوں کی قلت تھی، اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری، جس میں بہ صراحت یہ مذکور ہو کہ نبی ﷺ نے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو۔ اس لئے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے، بند کرنا چاہیے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر خشوع و

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

خضوع و عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوگی۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے حالتِ احرام کے خشوع و خضوع کی علامت نہیں۔اور اگر کسل اور سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو یہ منافقوں سے مشابہت ہوگی۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے''ولا یاتون الا وھم کسالی (منافقین نماز کو آتے ہیں تو سست اور کاہل ہوکر) غرض ننگے سر نماز پڑھنا ہر لحاظ سے ناپسندیدہ عمل ہے (فقط :العبد المذنب، الراجی لرحمۃ ربہ الودود۔محمد داؤد الغزنوی) رحمۃ اللہ علیہ

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ، لاہور ۴ دسمبر ۱۹۵۹ء۔ص:۹۔۱۰)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ننگے سر نماز کے خلاف فتویٰ:

سوال: آپ نے ننگے سر رکھنے کو خشوع میں شامل نہیں کیا حالانکہ خود آپ نے لکھا ہے کہ حالت احرام میں ننگے سر رہنا خشوع میں داخل ہے۔اس سے اصولاً یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ننگے سر رہنا عبادت میں داخل ہے،اس لئے اگر کوئی شخص تعبد و تذلل کے لحاظ سے ننگے سر نماز پڑھے تو اس پر شرعاً کیا اعتراض ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیے۔(سائل: عبدالکریم، لاہور)

جواب: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں سے ایک فتویٰ نقل کرتا ہوں ،جو اس دور میں ان سے کسی نے طلب کیا تھا۔ملاحظہ فرمائیے:

سوال: کچھ فقراء ایک جگہ جمع ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور قرآن کریم میں سے کچھ تلاوت کرتے ہیں، پھر سر ننگا کر کے دعا مانگتے ہیں اور یہ سب بہ نیت تقرب الی اللہ کرتے ہیں۔اس میں ریاء وغیرہ کوئی دخل نہیں۔کیا یہ جائز ہے؟

جواب: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

"الاجتماع علی القراءۃ والذکر والدعاء حسن مستحب اذا لم یتخذ ذالک عادۃ راتبۃ کالاجتماعات المشروعۃ ولا اقترن بہ بدعۃ منکرۃ واما کشف

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 173/274

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

الرآس مع ذالك فمكروه لاسيما اذا اتخذ على انه عبادة فانه يكون حنيئذ منكرا ولا يجوز التعبد بذالك"۔ (مجموع الفتاویٰ ص ۱۷۶ جلد اول) یعنی قرآن مجید کے پڑھنے، ذکر کرنے اور دعا کیلئے اجتماع اچھی چیز ہے بلکہ مستحب ہے، بشرطیکہ اسے ایک مقررہ عادت نہ بنالیا جائے، جیسا کہ جائز اور شرعی اجتماعات ہوتے ہیں اور نہ اس اجتماع میں اس قسم کی بدعت شامل کی جائے۔ باقی رہا اس اجتماع کے وقت سر ننگا رکھنا تو یہ مکروہ ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ اسے عبادت سمجھا جائے۔ اس لحاظ سے سر ننگا رکھنا امر منکر ہے اور اس صورت میں عبادت کرنا ناجائز ہے۔" امید ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس وضاحت سے آپ کے سوال کا جواب ہو گیا ہوگا۔

(فقط: العبد المذنب الراجی لرحمۃ ربہ الودود محمد داؤد الغزنوی) رحمۃ اللہ علیہ

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور ۱۱ دسمبر ۱۹۵۹ء ص: ۴)

مسیحی لوگ عبادت کے وقت سر ننگا کر لیتے ہیں:

وضاحت: درج بالا سطور میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا کہ اگر نماز کے دوران خشوع و خضوع کی نیت سے سر ننگا رکھا جائے تو یہ نصاریٰ کی مشابہت ہے۔ تو یہ بات سو فیصد درست ہے۔ راقم نے ایک مرتبہ شیخ الحدیث مولانا اسماعیل محمدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے جمعہ پڑھا تو ان کا عنوان بھی یہی تھا۔ فرمانے لگے کہ اللہ پاک کے فضل و کرم سے اس فقیر نے ایک لاکھ احادیث کا مطالعہ کیا اور گزشتہ کئی برسوں سے طلباء کو حدیث پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ مجھے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں ملی، جس میں حج عمرے کے سوا کبھی ننگے سر نماز پڑھنے کا ذکر ہو۔ ہاں البتہ جب میں نے تقابل ادیان کا مطالعہ کرتے ہوئے انجیل کو پڑھا تو اس میں یہ بات ملی کہ "عبادت کے وقت سر ننگا کر لینا چاہیے، اس سے خشوع پیدا ہوتا ہے" تو اس سے ثابت ہوا کہ ننگے سر عبادت کرنا مسیحیوں کا شعار ہے۔ (از: مرتب)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 174/274

شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ سید عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گرانقدر تصنیف "نزہۃ الخواطر" میں لکھا ہے کہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ جب سلطان علاؤالدین خلجی کے پاس آتے تو سلطان اٹھ کر استقبال کرتا، اور تخت گاہ تک آتا اور تشریف فرمائی کے شکریہ میں دو لاکھ دینار سرخ دیتا اور پانچ لاکھ دینار رخصت ہونے کے وقت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نذرانے میں پیش کرتا۔

شیخ عبدالعزیز اردبیلی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ہندوستان کے ان اکابر اہل علم میں سے ہیں، جنہوں نے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی علم حاصل کیا تھا۔ جب تعلیم کے مراحل طے کر کے اپنے وطن ہندوستان آئے تو محمد شاہ تغلق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محمد شاہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کا سماع کیا اور وعظ سننے کے بعد اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں قدموں کو بوسہ دیا اور سونے کی سینی میں دو ہزار اشرفیوں کو پیش کر کے ہدیہ کیا (نزہۃ الخواطر ص ۶۹)

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور، جمعۃ المبارک ۸ جنوری ۱۹۶۰ء)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام بھی بے وضو نہ لیا جائے:

جماعت اہل حدیث کے گمنام محقق، مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کم گو، ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے اور نیک دل انسان تھے۔ صوفی محمد عبداللہ اوڈ رحمۃ اللہ علیہ کے قابل شاگردوں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی علم حاصل کیا۔ علاقے کے بریلوی احباب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسلافِ اہل حدیث کے واقعات کثرت سے سنایا کرتے۔ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہوتا تو فرماتے: بھائی! ہر صحابی رضی اللہ عنہ کا نام اتنا اونچا ہے کہ جی چاہتا ہے، بغیر وضو کے ان کا نام نہ لیا جائے۔ ان کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" ضرور کہنا چاہیے (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام لاہور 25 اگست 1995 ص 22)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

احترام میں مبالغے سے کام لیا جائے:

انسان کو چاہیئے کہ استاد کی خدمت اور اطاعت کو ہمیشہ باعث فخر سمجھے۔ان کے مشوروں پر عمل کرے۔ان کی تعظیم اور احترام میں مبالغے سے کام لے۔ان کے سامنے ہمیشہ تواضع سے پیش آئے۔ان کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اگر ہو سکے تو کچھ صدقہ کر کے دعا مانگنی چاہیئے کہ یا اللہ مجھے میرے استاد کی خوبیوں سے مالا مال کر دے۔استاد کی سختی سے کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ اس سختی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے۔استاد کے سامنے بُری حالت میں نہیں جانا چاہیئے، بلکہ صاف ستھرے لباس میں جانا چاہیئے۔نیز یہ کہ نینداور اونگھ، غصے یا شدید بھوک و پیاس کی حالت میں بھی نہیں جانا چاہیئے۔ان کے سامنے ادب سے، توجہ سے اور کان لگا کر بیٹھنا چاہیئے۔خواہ مخواہ ادھر ادھر دیکھنے سے گریز کرنا چاہیئے، حتیٰ کہ اپنے کپڑوں سے، جسم سے یا کسی اور چیز سے کھیلنا بھی طالب علم کی بے پروائی اور غفلت کا ثبوت ہے۔ بار بار کھانسنا، کھنکارنا بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے۔استاد سے اگر کوئی بھول ہو جائے تو بھی نہایت ادب سے اسے پی جانا چاہیئے کیونکہ استاد نبیؐ تو نہیں ہوتا، جس سے غلطی سرزد ہی نہ ہو(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور یکم ستمبر 1995ء ص 16)

مولانا عبدالروف رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کا درس ادب

ناشر: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور

ناظم اعلیٰ مدرسہ سراج العلوم السّلفیہ، مولانا عبدالروف رحمانی جھنڈانگری رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ "خطیب الہند" لکھتے ہیں کہ: آج اساتذہ طلباء کے سامنے سے گزر جاتے ہیں اور طلباء اپنے اپنے بنچوں پر بیٹھے رہتے ہیں۔اس حالت میں انسان کا دل روشن ہونے کی بجائے مزید تاریک ہو جاتا ہے۔ایسے طلباء میں علم کی روشنی منور نہیں ہوتی، بلکہ دل کے اندر سیاہی چھائی رہتی ہے۔طلباء کو استاد کی شفقت بھری نگاہوں کا محتاج رہنا چاہیئے اور اپنے استاد سے صحیح تعلق اور اخلاص پیدا کرنا چاہیئے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

ساری رات جسم کی گرمی سے پانی گرم کرنا:

علامہ محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیو بند میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔جس زمانے میں یہ دیو بند تشریف فرماتے تھے، ان کو صبح کے وقت تازہ پانی کی ضرورت رہتی تھی۔علامہ محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ جوان کے لائق شاگرد تھے، تازہ پانی روزانہ پیش کرتے۔ایک مرتبہ مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ چلتے ہوئے کسی درخت سے ٹکرا گئے، خود بھی گر پڑے اور پانی بھی گر گیا۔اس وقت سے علامہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی گود میں پانی کا برتن رکھ کر لحاف اوڑھے بیٹھے رہتے اور اس اہتمام سے پانی گرم رکھتے اور مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جاتے کہ کہیں مولانا رحمۃ اللہ علیہ ضعف (کمزوری) کی وجہ سے پھر نہ ٹکرا جائیں۔یہ علامہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا حسنِ ادب تھا جو انہیں اللہ پاک کی طرف سے عطا ہوا تھا(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 17 جون 1994ء ص19)

مدرسے کی لکڑی اپنی ذات پر نہ استعمال کرنا:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تکلفات کی کیا ضرورت تھی؟ پانی مدرسے کے کچن میں چند لکڑیاں جلا کر کیوں نہیں گرم کراتے تھے؟ اتنی تکلیف کیوں اٹھائی کہ پانی کا لوٹا اپنی گود میں رکھ کر لحاف اوڑھے بیٹھے رہتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ ایسے صاحبِ تقویٰ بزرگ تھے کہ ان کا دل گوارا نہیں کرتا تھا کہ مدرسے کے کچن کی لکڑی صرف ان کی ذات کیلئے جلائی جائے اور ان کا پانی گرم کیا جائے۔اسی طرح کا واقعہ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جب کوئی خادم کچن کی لکڑی سے پانی گرم کر کے لاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جلائی جانے والی لکڑی کی قیمت ادا کر دیتے(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 17 جون 1994ء ص19)

استاد کے باغیچے کو پانی دینے کی خدمت:

تذکرۃ الحفاظ میں علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اپنے استاد ابو عبید اللہ سے سبق پڑھنے جاتے تھے تو ان کے پاس ایک باغیچہ تھا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شاگرد اپنی اپنی باری پر کنویں سے پانی کی مشک کھینچ کھینچ کر باغ کی آب پاشی کرتے تھے۔ اس واقعے سے یہ بات ظاہر ہے کہ بڑے بڑے ائمہ سلف رحمہم اللہ اپنے استاد کی خدمت اور ادب کو اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔ اسی خدمت کی بدولت ہی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جیسے قابل امام بنے۔

شاگرد کو مٹی میں لت پت دیکھ کر دل بھر آیا:

ایک دفعہ میں ایک تاریخی کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ کسی استاد کے پاس گاؤں میں ایک کھیت تھا، رات کے وقت بارش برسی۔ کھیت کا کچھ حصہ کٹا ہوا تھا، اس لیے سارا پانی کھیت سے باہر نکل گیا۔ استاد کو بہت غم ہوا کہ ہمارے کھیت میں پانی نہیں لگا۔ اسی رات جب دوبارہ بارش شروع ہوئی، تو انہوں نے قریبی شاگردوں کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ کٹے ہوئے حصے پر مٹی لا کر پھینکو۔ شاگردوں نے اس حکم پر عمل کیا۔ مگر ایک شاگرد نے دیکھا کہ ایک جگہ کو بند کرنے کیلئے مٹی کافی دور سے لانی پڑے گی، اس نے سوچا کہ مٹی لانے سے بہتر ہے کہ خود ہی لیٹ جاؤں اور اس سوراخ کو بند کر دوں، تا کہ پانی بہنے نہ پائے۔ پس صبح کے وقت جب استاد نے آ کر کھیت کا جائزہ لیا تو ایک جگہ اس طالب علم کو بھی لیٹا ہوا پایا۔ یہ دیکھتے ہی شفقت سے اس کا دل بھر آیا اور ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے اسے اپنے ہمراہ لے گئے اور اپنے چشمۂ علم سے ہر ممکن طور پہ اسے سیراب کر دیا۔

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 17 جون 1994ء ص 20)

استاد کی پریشانی سے شاگرد کا رونا:

مآثر الکرام میں بھی میں نے ایک واقعہ پڑھا کہ کسی استاد کی بیوی کو پیٹ میں بہت شدید درد تھا، جس کی وجہ سے اس کیلئے مولی کھانا ضروری تھا۔ استاد نے اپنے ایک

facebook.com/Salfi.tasawuf

وفادار شاگرد کو کہا کہ بھائی! میری رفیقہ حیات پیٹ کی درد سے بہت بے چین ہے، اگر تم سے ہوسکے تو کہیں سے مولی تلاش کر کے لے آؤ۔ چنانچہ شاگرد قصبے میں نکلا۔ کئی جگہ تلاش کرنے پر بھی مولی نہ ملی۔ شاید اس وقت مولی کا موسم نہیں تھا۔ نامراد ہوکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور غم زدہ ہوکر رونے لگا۔ کسی راہ گیر نے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے بتادیا کہ میرے استاد کو مولی چاہیے۔ اسی وجہ سے غمگین ہوں۔ اس کی آواز کسی ایسے گھر میں پہنچی، جہاں ایک گوشے میں انہوں نے مولیاں لگائی ہوئی تھیں۔ انہوں نے پریشان طالب علم کو بلایا اور کہا، جتنی چاہو، یہاں سے مولیاں اکھاڑ کر لے جاؤ۔ اس نے خوشی خوشی دو تین مولیاں اکھاڑیں اور جا کر استاد کی خدمت میں پیش کردیں۔ استاد کی مراد پوری ہوگئی، بیوی کو آرام آگیا۔ استاد نے اپنے اس وفادار شاگرد کو بہت زیادہ دعائیں دیں (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 17 جون 1994ء ص 22)

مرشد کی خدمت کیلئے 16 میل لمبا پیدل سفر:

قارئین! شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے پڑھا ہوا اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ مجھے بھی یاد آرہا ہے کہ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے ایک باکمال درویش تھے، جو انبیٹھ میں رہتے تھے۔ جس طرح صدرِ جمعیت اہل حدیث مولانا سید محمد داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ایک مرتبہ اپنے مریدین کے ہاں مختلف علاقوں میں جایا کرتے تھے (بحوالہ کتاب: نقوش عظمتِ رفتہ، مصنف مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور) اسی طرح ایک مرتبہ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کے سہارن پور والے مریدین نے فرمائش کی کہ ہمارے یہاں آکر وعظ و تذکیر کی جائے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ان دنوں کچھ تنگ تھے۔ مگر خاموشی سے اللہ تعالیٰ کے توکل پر چل پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شاہ غلام بھیک نامی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہونہار شاگرد و مرید بھی تھا۔ جس کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کی خبر تھی۔ پس دورانِ سفر وہ جس جگہ بھی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

پڑاؤ کرتے، شاہ غلام بھیکؒ میزبان کو علیحدگی میں جا کر کہتے کہ شیخ کے کھانے کے ساتھ ساتھ مزید دو افراد کے کھانے کا بھی انتظام کیا جائے۔ میزبان تو پہلے ہی اس انتظار میں ہوتے کہ کسی طرح ہمیں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا موقع ملتا رہے۔ یوں کرتے کرتے شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ سہارن پور پہنچ گئے۔ وہاں سے ان کا رہائشی علاقہ انبیٹھ تقریباً سولہ میل کے فاصلے پر تھا۔ حسبِ معمول وہاں جا کر بھی ان کے خادم شاہ غلام بھیکؒ نے میزبان سے یہی شرط طے کی اور دو افراد کا کھانا زیادہ وصول کرتے رہے۔ بالآخر کچھ دنوں کے قیام اور وعظ و تذکیر کے بعد جب گھر واپسی ہوئی تو شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلیہ سے پوچھا کہ گزر بسر کیسے کی؟ وہ کہنے لگیں، آپ خود ہی تو روزانہ شاہ غلام بھیکؒ کے ہاتھ رات کو میرے لیے اور ہمارے اکلوتے صاحبزادے کیلئے کھانا بھیج دیا کرتے تھے، ہم وہی کھا کر اللہ پاک کا شکر ادا کرتے رہے۔ یہ سن کر شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ نے باہر آ کر غلام بھیک سے ماجرا پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ایسے ایسے میں ہر جگہ پہلے سے کھانا طے کر لیتا تھا، اور عشاء کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں دبانے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلانے کے بعد بھاگتے ہوئے یہاں آ کر بی بی صاحبہ کو کھانا دیا کرتا تھا، پھر رات ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اٹھنے سے پہلے پہلے واپس پہنچ جاتا تھا، مبادا یہ نہ ہو کہ غلام بھیکؒ تو پیٹ بھر کے کھانا کھاتا رہے اور مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی اہل و عیال بھوکے رہیں۔ یہ سنتے ہی شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دیوانے غلام کو فرطِ محبت سے سینے کے ساتھ لگا لیا اور دل کی گہرائیوں سے ایسی بے ساختہ دعائیں دیں کہ شاہ غلام بھیکؒ کا سینہ روشن ہو گیا۔ نوٹ! اس واقعے میں دعوت سے پہلے شرط رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ یہ شرط کی تھی کہ میرے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دعوت کرو (از: مرتب)

(بحوالہ کتاب: اکابر کا سلوک و احسان، ص 63 ناشر: مکتبۃ الشیخ، بہادر آباد کراچی)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

درس حدیث کے وقت کسی سے بات نہ کی جائے:

قاضی ابوبکر بن عزلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ادب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اسی طرح واجب ہے، جس طرح حیات مبارکہ میں واجب تھا۔ اس لیے بعض علماء نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے سامنے بلند آواز سے سلام کرنا بھی ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح جس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کی جارہی ہوں، اس مجلس میں بھی شور کرنا بے ادبی ہے۔ کیونکہ جس وقت یہ احادیث مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوئیں، اس وقت بھی انہیں خاموشی سے سننا فرض تھا۔ اسی طرح بعد از وفات بھی جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک سنایا جارہا ہو، اس کو خاموشی سے نہ سننا بے ادبی ہے۔ علاوہ ازیں جس وقت حدیث پڑھی جارہی ہو، اس وقت کسی اور سے باتیں کرنا بھی خلاف ادب ہے۔ کیونکہ اس عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث پڑھنے والے شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر کسی اور شخص کی بات کو ترجیح دی، اسی لیے اس سے مخاطب ہوا۔ پس ایسا کرنا صریحاً بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے۔ علماء کرام جو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، ان کے ادب کی بھی یہی صورت ہے کہ ان کی موجودگی میں اتنی بلند آواز سے گفتگو نہ کی جائے، جس سے ان کی آواز دب جائے (تفسیر قرطبی۔ جلد 16 ص 207)(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور، جنوری 2011 ص 1)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار بھی شکر میں داخل ہے:

حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہے اور پھر وہ اپنے اوپر اس کا اثر ظاہر نہیں کرتا، تو یہ بھی کفران نعمت ہے کیونکہ اس نے اللہ کی دی ہوئی نعمت کو چھپایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر نفیس اور سفید کپڑا پہنتے تھے اور عطر بھی لگاتے تھے۔ خاص کر جب حدیث کا درس دیتے اور طلباء

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

کو پڑھاتے تھے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب سرمہ لگاتے تو باہر نہ نکلتے تھے بلکہ گھر میں ہی رہتے تھے(بحوالہ کتاب: بخشش کی راہیں۔ص 446 مصنف: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، گلشن اقبال، کراچی نمبر 47)

میت کی بے حرمتی کرنے کی نقد سزا:

ایک دفعہ مدینہ میں کسی نیک عورت کی وفات ہوئی۔جب کسی عورت نے اس کو غسل دیا اور اسکی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا تو یہ کہہ دیا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھا۔یہ کہتے ہی اسکا ہاتھ فرج پر چمٹ گیا اور ایسا چمٹا کہ باوجود ہر کوشش کے جدا نہ ہوا۔علماء اور فقہاء سب دیکھ کر حیران رہ گئے اور کوئی اسکی تدبیر نہ سوجھی۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس راز کو سمجھ گئے اور پوچھا: کیا تُو نے اس میت کے متعلق کوئی بات کہی تھی؟ وہ بولی ایک دفعہ گلی میں سے گزرتے کسی شخص کی نظر اس عورت پر پڑی تھی تو میں سمجھی، شاید ان دونوں میں کوئی تعلقات ہوں گے۔اسی لیے میں نے اب غسل دیتے ہوئے یہ بات کہی تھی۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس غسل دینے والی عورت کو وہ حد لگاؤ جو تہمت لگانے والی کو لگائی جاتی ہے۔چنانچہ جب اس عورت کو اسی دُرّے مارے گئے تو اسکا ہاتھ چھوٹ گیا۔لوگوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے۔پھر ہر چھوٹا بڑا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد عزت و اکرام کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

دس مرتبہ بچھو نے کاٹا، مگر حرکت نہ کی:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے جیسا کہ ان کے شاگرد عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ حدیث پڑھا رہے تھے تو ایک بچھو نے آپ کو نیش زنی شروع کی تو شاید اس نے دس مرتبہ آپ کو کاٹا ہوگا۔جسکی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ متغیر اور سرخی مائل ہوتا جاتا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کا احترام اور

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

اسکی عظمت سمجھتے ہوئے حرکت تک نہ کی اور نہ ہی حدیث کو قطع کیا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ آج آپ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا اسقدر صبر کرنا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا (بحوالہ کتاب: بخشش کی راہیں ص ۷ ۴ ۴ ناشر: جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، کراچی نمبر 47)

ماں کو خدمت کا صلہ کوئی نہیں دے سکتا:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی ماں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سات حج کروائے۔ پھر ساتویں حج کا طواف کروا کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا: یا اللہ! میں نے اپنی ماں کو سات حج کروا دیئے ہیں، اب تو میری ماں کا حق ادا ہو گیا ہوگا۔ آواز آئی: اے ماں کے حق ادا کرنے والے سُن! سردی کا موسم تھا، تو نے بستر پر پیشاب کر دیا' تیری ماں نے اٹھ کر تجھے صاف کیا، گھر میں بڑی غربت تھی، کوئی اور کپڑا نہیں تھا جو نیچے بچھا کر تجھے اوپر لٹاتی، تیری ماں خود گیلی جگہ پر لیٹی اور تجھے سینے پر لٹا لیا۔ ابھی تو تو اس کی ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کر سکا (بحوالہ کتاب: خطبات مولانا محمد شریف اللہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ص 255 پبلشر: مکتبہ محمدیہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور)

ولی اللہ سے دشمنی کرنے والا پکڑ میں آ گیا:

ایک بار مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند طلباء کے ہمراہ نہر پر غسل کے لیے تشریف لے گئے۔ نہر کے متصل ہی ایک سڑک گزرتی ہے جو فیروز پور کی طرف سے آتی ہے۔ اس پر دو سوار گزر رہے تھے، جن میں سے ایک محمود نامی ڈوگر تھا۔ یہ بہت بڑا زمیندار اور متکبر انسان تھا۔ اور اسے اہل حدیث سے خاص عداوت تھی۔ اس نے بارہا یہ کہا تھا کہ اگر مولوی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مجھے اکیلا کہیں مل گیا تو میں اسے جان سے مار ڈالوں گا کیونکہ اس نے سارے علاقہ میں وہابیت پھیلا دی ہے۔ کسی طالب علم نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کر دیا کہ محمود آپ کا اشد ترین دشمن ہے اور وہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

جا رہا ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے بلا لو اور کہو کہ جو کچھ کرنا ہے یہیں کر لے۔ طالب علم نے آواز دی کہ میاں محمود! مولوی صاحب یہیں ہیں۔ آؤ اور اپنے دل کے ارمان نکال لو۔ محمود آیا گھوڑی سے اترا۔ ابھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہی آیا تھا اور آنکھ سے آنکھ ملی تھی کہ اپنا پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا اور ہائے ہائے کرنے لگا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیوں بھائی کیا ہے؟ مجھ سے کیوں ناراض رہتے ہو؟ وہ بولا حضرت مجھے معاف کیجئے، میری ہی غلطی تھی۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بہت کچھ کیا، مگر اب اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دل صاف کر لو اور جاؤ اللہ تمہیں خوش رکھے، وہ کہنے لگا: حضور اب کہاں جاؤں ہاتھ بڑھائیے اور مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔ (بحوالہ کتاب: سوانح عمری ص ۷۶ مصنف: مولانا احمد دین حنیف رحمۃ اللہ علیہ ناشر: محمدی اکیڈمی، محلہ توحید گنج، منڈی بہاؤالدین)

اللہ کے فقیر کی خدمت میں شہر کے رئیس:

شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ رشید اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ علم و فضل اور ورع و تقویٰ میں اپنے خاندان کی روایات کے امین تھے۔ بچپن ہی سے بڑے باوقار اور سنجیدہ تھے۔ تمام تعلیم اپنے والدِ ماجد ہی سے حاصل کی۔ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ کسب فیض باطن بھی کیا اور اس سلسلہ میں دوسرے بزرگوں سے بھی استفادہ کیا۔ پوری زندگی تعلیم و تدریس میں بسر کی۔ علم و فضل، فہم و فراست، ورع و تقویٰ اور سیاسی تدابیر کے پیش نظر وقت کے تمام علماء، امراء سلاطین اور شہزادوں کی گردنیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جھکی رہتی تھیں۔ ایک تذکرہ نویس نے یہ بالکل بجا کہا ہے: اگرچہ درویش صفت انسان تھے، مگر شہر کے رئیس آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ادب کی وجہ سے خاموش بیٹھتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر مجالِ سخن نہ پاتے اور ایک یا دو بات سے زیادہ منہ سے نہ نکلتی (بحوالہ کتاب: تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۵۱)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

ولی اللہ کی غیبت بھاری پڑ گئی:

1822ء میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ حج کرنے گئے، اس زمانہ میں بادی جہاز تھے اور مسافروں کو روزانہ فی کس ایک بوتل پانی ملا کرتا تھا۔ اتفاق سے ہوا ناموافق ہوگئی اور جہاز میں پانی کم رہ گیا۔ اس لیے جہاز والوں نے اعلان کر دیا کہ کل سے پانی آدھی بوتل ملے گا۔ دو دن تک آدھی بوتل پانی دیا گیا۔ اس کے بعد جب پانی بالکل ختم ہوگیا تو جہاز والوں نے کہہ دیا کہ اب پانی بالکل نہیں رہا۔ اس لیے ہم پانی نہیں دے سکتے۔ سب لوگ نہایت پریشان ہوئے۔ اس جہاز میں سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قافلہ والوں کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے لوگ سوار تھے۔ اب ان لوگوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ یہ شخص (مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ) لوگوں سے ہنسی مذاق کرتا رہتا ہے، اسی کی شامت سے ہم پر یہ بلا آئی ہے۔ لہٰذا اس کو روکنا چاہیے اور دعائیں کرنی چاہئیں۔ اس کی اطلاع مولوی وجیہہ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگوں کو ہوئی تو مولوی وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ مع چند دیگر اشخاص کے ان لوگوں کے پاس پہنچے اور ان کو مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتِ شان سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ شامت تمہاری اس گستاخی اور بدگمانی کی ہے کہ تم ان کے متعلق ایسا خیال کرتے ہو۔ تم کو چاہیے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے معافی چاہو اور ان سے دعا کی درخواست کرو۔ چنانچہ وہ سب لوگ آئے اور سب نے مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کی درخواست کی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب دعا کرو، میں بھی دعا کروں گا، مگر میری دعا تو مٹھائی کے بغیر چپکتی نہیں۔ اس پر ایک شخص نے وعدہ کیا کہ سب جہاز کے لوگوں کو مسقطی حلوا کھلاؤں گا۔ اس کی مقدار مجھے یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ فی کس پاؤ بھر سے زیادہ تھا۔

پانی کا چشمہ خود دوڑتا ہوا آیا:

اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے لوگوں سے مل کر دعا کی، جس کا اثر اسی وقت ظاہر

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہوااور شیریں پانی کا ایک چشمہ جو لمبائی چوڑائی میں دو بڑی چار پائیوں کے برابر ہوگا، دوڑتا ہوا آیا اور جہاز کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: اس پانی کو تو دیکھو کیسا ہے؟ لوگوں نے جو چکھا تو نہایت ٹھنڈا اور شیریں تھا۔ اس پر سب لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لیے اور جہاز والوں نے بھی اپنے ظروف خوب بھر لیے۔ جب سب بھر چکے تو وہ پانی غائب ہو گیا۔ (بحوالہ کتاب: تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۲۵ ناشر: طارق اکیڈمی، ایس اے سنٹر، چنیوٹ بازار، فیصل آباد)

بے ادب انسان کی نسلوں میں توہین کا وبال:

قارئین! دراصل حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ولایت و تقویٰ کو ہنسی مذاق کے پردوں میں چھپایا ہوا تھا۔ اس لیے کسی کو خبر ہی نہیں ہوتی تھی کہ ہلکی پھلکی باتیں کرنے والے یہ مجاہد ایک اعلیٰ پائے کے صوفی و مقرب بارگاہ الٰہی بھی ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ بعض قریبی لوگ بھی اسی مغالطے کی وجہ سے ان کی بے ادبی میں ملوث ہو گئے اور ان کی غیبت کر بیٹھے۔ مگر اللہ جل شانہٗ کو اپنے ولی کی ادنیٰ سی توہین بھی ناگوار گزری اور اس نے پورے بحری جہاز کا پانی ختم کر کے سب لوگوں کو اسی درویش صفت مرد مجاہد کے سامنے معذرت نامہ پیش کرنے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے سسر اور مولانا معین الدین لکھوی علیہ الرحمہ کے استاد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اللہ پاک بعض اوقات اپنی نافرمانی کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے، مگر اپنے ولی کی توہین کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں کرتا، جب تک خود اس ولی اللہ کے سامنے پیش ہو کر معافی نہ مانگی جائے اور ان کے دل سے اپنے لیے دعا نہ نکلوائی جائے۔ ورنہ کسی ولی اللہ کی توہین کا یہ وبال اس بے ادب انسان کی نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے۔ (از: مرتب)

(بحوالہ: ہفت روزہ خدام الدین، اشاعتِ خاص 1979ء شیرانوالہ گیٹ، لاہور)

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

صوفی مجاہد کو ایذاء دینے والا کوڑھ میں گرفتار:

امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انگریز کی طرف سے مجھ پر مقرر انسپکٹر پولیس کا نام، جس نے مجھے سزائیں دی تھیں، عبدالعزیز تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ (بحوالہ کتاب: سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ص 104 مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

دن دیہاڑے بینائی ختم ہو گئی:

مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی علیہ الرحمہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "تاریخ اہل حدیث" میں لکھتے ہیں: ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں، لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ عبید اللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین رحمہم اللہ سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے۔ اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے ایک مسئلہ کی تحقیق کیلئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا۔ جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا۔ یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا "ظلمت بعضھا فوق بعض" کا نظارہ ہو گیا۔ اسی وقت خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے۔ اس سے استغفار کرو۔ میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کیے۔ وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور میں ان لوگوں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM	ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

سے جن کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسن عقیدت نہیں ہے، کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت جیسی ہے "افتمارونہٗ علی مایریٰ" میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا ہے، اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔

بزرگان دین کی گستاخی، نقصان ہی نقصان ہے:

اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین رحمہم اللہ سے حسن ظن رکھیں اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں۔ کیونکہ اس کا نتیجہ دونوں جہانوں میں موجب خسران ونقصان ہے نسئل اللہ الکریم حسن الظن والتادب مع الصالحین و نعوذ باللہ العظیم من سوء الظن بہم و الوقیعۃ فیہم فانہ عرق الرفض والخروج علامۃ المعارقین ولنعم ماقیل"۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم شد از لطف رب

خاک پائے علماء متقدمین ومتاخرین: حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (رحمۃ اللہ علیہ)

(بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث، ص 52 ناشر: مکتبہ الرحمان السّلفیہ، نیوسول لائن، سرگودھا)

ائمہ کا گستاخ چھوٹا رافضی ہے:

مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا۔ احناف سے بھی میری گفتگو رہتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا کہ تم اہل حدیث لوگ ائمہ دین رحمہم اللہ کے حق میں بے ادبی کرتے ہو۔ میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سیّد نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو، جو ائمہ دین رحمہم اللہ کے حق میں بے ادبی کرے، چھوٹا رافضی جانتے ہیں۔ علاوہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

بریں میاں صاحب مرحوم معیار الحق میں حضرت امام صاحب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں "امامنا و سیدنا ابوحنیفۃ النعمان افاض اللہ علیہ شابیب العفو والغفران (معیار الحق ص:۲) نیز فرماتے ہیں ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا، ان کے فضائل میں کافی ہے اور آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کے زینت بخش مراتب انہی کیلئے ہیں۔

(معیار الحق۔ص:۵ بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث، ص:۵۲ ناشر: مکتبہ الرحمان السلفیہ، نیوسول لائن، سرگودھا)

اسلاف اہل حدیث کا ادب تو جانور بھی کرتے تھے:

مولانا نور حسین گھرجاکھی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ وعظ کیلئے ضلع شیخوپورہ کے قصبے فیروز وٹواں گئے۔ نہایت موثر وعظ کیا۔ ایک شخص مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ اس کا بیل بہت مارتا ہے۔ اسے کھولنا اور باندھنا بے حد مشکل ہے۔ آپ اللہ اللہ کر کے اس پر کوئی دم کریں گے تو ہمیں یقین ہے بیل مارنا بند کر دے گا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیل کے کان میں کہو کہ مولوی نور حسین کہتا ہے مارا نہ کر۔ اس شخص کا بیان ہے کہ اس کے بعد جوان، بوڑھے اور بچے بھی بیل کو پکڑ لیتے تھے۔ اس نے کبھی کسی کو نہیں مارا بلکہ کسی کے سامنے کبھی کان بھی نہیں ہلائے۔ (بحوالہ کتاب: قافلہ حدیث، ص:۶۲ مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم ناشر: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور)

ولی کی بات مان کر چوہے بھاگ گئے:

اب ایک واقعہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنیے، جو پروفیسر محمد صدیق اپنے والد مرحوم چودھری عبداللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ ہمارے کماد کے کھیت میں بے شمار چوہے آگئے اور کماد کی فصل برباد ہونے لگی۔ میں نے مولوی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا: تم جاؤ اور چوہوں کے بلوں

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

کی مٹی لے کر کھیت کے تین کونوں میں بکھیر دو، چوتھا کونہ خالی رہنے دینا۔ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچ گئے اور کھیت کے خالی کونے میں کھڑے ہو گئے۔ چودھری عبداللہ کہتے ہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بھی اپنے ساتھ کھڑا کر لیا اور آواز دی: چوہو! یہ کماد انسانوں کی خوراک ہے، تمہاری نہیں۔ لہٰذا تمام چوہے جلد از جلد کھیت سے نکل جائیں۔ دوبارہ یہاں نہ آئیں۔ چودھری عبداللہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آواز سنتے ہی چوہوں کی قطاریں ہمارے پاؤں کے قریب سے گزر رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے بچے منہ میں اٹھائے ہوئے تھے۔ میری آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور یہ دیکھ کر ہنسی بھی آ رہی تھی (بحوالہ کتاب: تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ ص 62 ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور)

سلفی بزرگ کا نام سن کر جن چلا گیا:

مولانا سلیمان بنگالی جو مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور ان کی زندگی تک ان کی خدمت میں رہے۔ بیان کرتے ہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دہلی کا ایک شخص جنات کی گرفت میں آ گیا۔ اس کے وارثوں نے بہت عاملوں کو بلایا، جنہوں نے اپنی سی کوشش کی، مگر جن نہیں نکلا۔ سب لوگ مایوس ہو گئے۔ اتنے میں انہیں پتہ چلا کہ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد یہاں آیا ہوا ہے تو وہ انہیں بلا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ جن چونکہ ہر وقت حاضر رہتا تھا، اس لیے مولانا سلیمان بنگالی کو اسے حاضر کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ مشہور عالم اور معروف عامل تھے۔ مولانا سلیمان بنگالی نے جاتے ہی جن سے کہا: میرے استاد مولوی غلام رسول قلعہ والے تمہیں السلام علیکم کہتے تھے۔ جن نے یہ الفاظ سن کر کہا: وہ مجھے کہتے ہوں گے کہ چلا جا۔ لیکن میرا نکلنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اچھا میں جاتا ہوں، اب نہیں آؤں گا (بحوالہ کتاب: تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ ص 229)

facebook.com/Salfi.tasawuf

ولی اللہ سے مذاق کا ہیبت ناک انجام:

ایک دن کراچی سے ایک صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ انہیں مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بعض واقعات کا علم ہے۔ اس سے چند روز بعد وہ خود تشریف لے آئے اور فرمایا کہ انہوں نے کراچی کے ایک اخبار میں ان کے متعلق مضمون میں پڑھا تھا، وہ اخبار میں نے تلاش کیا لیکن ملا نہیں، ملا تو بھیج دیا جائے گا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد کراچی سے جناب عرفان ملک صاحب کا خط بھی آیا اور مضمون بھی موصول ہوا۔ یہ مضمون کراچی کے روزنامہ ''امت'' میں چھپا ہے۔ مضمون نگار کا اسم گرامی عبدالرشید شاہد ہے۔ عرفان ملک صاحب نے 2 نومبر 2010ء کو کراچی سے مضمون بھیجا۔ وہ لکھتے ہیں کہ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ مضمون دو سال قبل روزنامہ ''اُمت'' میں شائع ہوا تھا۔ تلاش بسیار کے بعد آج اچانک مل گیا، جو پیش خدمت ہے۔ اس مضمون میں ایک بڑا عجیب وغریب واقعہ درج ہے، جو ایک زندہ نوجوان کا جنازہ پڑھانے کے متعلق ہے۔ بعض لڑکوں نے از راہ مذاق ایک نوجوان کو چارپائی پر لٹایا اور مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ ایک میت ہے، اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے چند باتیں پوچھیں اور پھر جنازہ پڑھا دیا اور وہ شخص واقعتاً مر گیا۔ میں نے اس واقعہ کے متعلق مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے پڑپوتے ملک عصمت اللہ قلعوی سے ٹیلی فون پر بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ واقعہ انہوں نے اپنے خاندان کے بعض بزرگوں سے سنا ہے۔ اب روزنامہ ''امت'' کراچی میں عبدالرشید شاہد کا تحریر کردہ واقعہ پڑھیے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے توحید پر عمل اور اس کی تبلیغ کی وجہ سے کچھ لوگ ان کے خلاف ہو گئے تھے کیوں کہ ان لوگوں کی مقبولیت میں کمی آرہی تھی، جو انہیں ناگوار گزرتی تھی۔ لیکن ان کی مخالفتوں اور باتوں سے بے نیاز ہو کر مولانا رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی وحدانیت کا درس دیتے اور خلق خدا کی رہنمائی فرماتے رہے۔ ایک دن مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کسی سفر سے واپس

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

گاؤں آ رہے تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف چند نوجوان راستے میں کھڑے تھے۔ ان نوجوانوں کو شیطان نے بہکایا اور انہوں نے شرارت کے طور پر ایک لڑکے کو چارپائی پر لٹا کر اس کے اوپر چادر ڈال دی۔ یہ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین کا ایک منصوبہ تھا، جس سے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو رسوا کرنا مقصود تھا۔ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ قریب پہنچے تو ان لڑکوں نے اپنے چہروں پر افسردگی طاری کر لی اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''یہ کس کا جنازہ ہے''۔ لڑکوں نے جواب دیا: یہ فلاں زمیندار کا لڑکا ہے۔'' مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اس لڑکے کا باپ جنازے میں کیوں شریک نہیں ہے؟ لڑکوں نے جواب دیا وہ اپنے بیٹے کے غم میں ہوش و حواس کھو چکا ہے، اس لیے وہ جنازے میں نہیں آ سکا۔ لڑکے شرارت پر پوری طرح آمادہ تھے اور ہر سوال کا جواب دے رہے تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ٹھیک ہے میں جنازہ پڑھا دیتا ہوں لیکن اس کا جو نتیجہ نکلے گا، اس کی کوئی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوگی۔ چنانچہ جنازہ پڑھا دیا گیا۔

زندہ لڑکے کا جنازہ پڑھنے پر وہ سچ مچ مر گیا:

لڑکے اب پوری طرح کھل کر سامنے آ گئے تھے۔ ان کا مقصد مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کو رسوا کرنا تھا کہ دیکھو مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زندہ شخص کا جنازہ پڑھا دیا۔ وہ ہنس رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ان کی شکلیں دیکھ رہے تھے، جو طنزیہ انداز میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے انہیں رسوا کرنے کی غمازی کر رہی تھیں۔ ایک لڑکے نے آگے بڑھ کر چارپائی پر لیٹے لڑکے کے اوپر سے چادر ہٹا دی اور بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کی اور کہا: اب اٹھ جاؤ۔ لیکن لڑکا ٹس سے مس نہ ہوا۔ لڑکوں کے چہروں سے ہنسی غائب ہو گئی اور اس کی جگہ تشویش نے لے لی۔ سب لڑکے اس نئی صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔ انہوں نے لڑکے کو اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ تو ہلنے جلنے سے قاصر تھا۔ ایک لڑکا بھاگا اور گاؤں کے حکیم کو لے آیا۔ حکیم

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

نے معائنہ کرنے کے بعد بتایا "لڑکے کی موت واقع ہو چکی ہے" ایک کہرام مچ گیا لڑکے کے ماں باپ بھی آگئے اور مذاق نے سنگین صورت حال اختیار کرلی۔ والدین نے مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ نے جنازہ کیوں پڑھایا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے ایک میت کا جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا تھا، سو میں نے پڑھا دیا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ چادر کے نیچے ایک میت رکھی ہے یا کوئی زندہ شخص ہے، اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ اس کا جنازہ ہو چکا ہے، بہتر ہے کہ اسے جلد از جلد دفنا دو۔ بات تھانے کچہری تک جا پہنچی کچھ عرصہ مقدمہ چلتا رہا بالآخر انگریز جج نے مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کو بری کر دیا۔ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں بڑی تاثیر تھی۔ وہ ولی اللہ تھے۔ ان کی زبان سے ایک خاص کیفیت میں جو نکل جاتا، وہ پورا ہو جاتا۔ اس طرح کے کئی واقعات ان سے وابستہ ہیں۔ (بحوالہ کتاب: تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ ص 272 مصنف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور)

عظیم اولیاء کے متعلق ہمارا عقیدہ:

ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کا ولی مانتے ہیں ہم ان کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں رب کے محبوب اور پیارے اور اللہ کے فضل سے اہل حدیث یعنی قرآن و حدیث کے حامل و عامل تھے اور اہل حدیث ہی نہیں تھے بلکہ اہل حدیث گر تھے (بحوالہ کتاب: کراماتِ اہل حدیث مصنف: مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ پبلشر: مکتبہ دارالسلام، 36 لوئر مال، لاہور)

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس کا نقشہ:

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ سے کون آگاہ نہیں؟ آپ جس مجلس میں ہوتے، اس کو چار چاند لگ جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس بڑے ادب و احترام اور وقار کی آئینہ دار ہوتی اور اس میں یاوہ گوئی کی کسی کو جرات نہ ہوتی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس اقبال مرحوم کے اس شعر کی آئینہ دار ہوتی۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اور وہاں بیٹھے لوگوں کو ایک روحانی کیف وسرور حاصل ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس بابرکت سے اٹھ کر وہ کیفیت پیدا نہ ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس محفل میں یا جلسہ میں تشریف لے جاتے اس کی شان وشوکت بڑھ جاتی۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے بے تاب ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جاہ وجلال اور روحانی عزت وعظمت ورثہ میں ملی تھی۔ امام الاتقیاء حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا بیان گزر چکا ہے کہ توحید وسنت پر استقامت کے جرم میں حکومت کابل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پشت پر کوڑے برسائے مگر وہ کوڑے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روئی کے گالے محسوس ہوتے تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سنت نبویؐ "كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله في كل احيانه" کے مطابق ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ اور جب کبھی گوشہ تنہائی میں وجد میں آکر ذکر الٰہی کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ در و دیوار بھی ذکر میں مصروف ہوجاتے۔ آگے ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت قرآن سننے کے لئے کئی کئی میل دور سے لوگ آپ کے پیچھے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ یہ باپ دادا کا اثر اور خاندانی پرتو حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں جلال اس قدر ہوتا تھا کہ اس میں گفتگو کرنے سے بڑے بڑے ہچکچاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بات کرنا بڑے حوصلے کا کام تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ غیر معیاری اور رقیق گفتگو پسند نہیں کرتے تھے۔ (بحوالہ کتاب: کرامات اہل حدیث ص106 ناشر: مکتبہ دارالسلام، 36 لوئر مال، نزد سول سیکرٹریٹ، لاہور)

تمام فرقوں میں احترام:

اللہ تعالیٰ نے کشمیری پنڈت خاندان کے فرد مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو دنیائے اسلام میں وہ مقام بلند عطا کیا، کہ یہ رجل عظیم اپنے عہد کا منفرد مفسر قرآن

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 194/274

ہونے کے علاوہ مناظر اسلام بنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ مقبولیت حاصل تھی۔ تمام فرقے آپ کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

مخلوق کی بجائے خالق سے لینے کا مزاج شاہانہ:

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تقسیم ملک کے وقت پاکستان تشریف لائے تو کل پچاس روپے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے۔ بہت سے احباب نے امداد کی کوشش کی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت چاہی۔ ایک صاحب نے ارادہ کیا کہ سال بھر کا غلہ بھجوا دیا جائے۔ مگر جب معلوم ہوا کہ ملاوٹ کا ہے تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنیوٹ کی جماعت اہل حدیث نے رقم جمع کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجی مگر آپ نے اس اعانت کو مناسب نہ سمجھا اور ساری رقم واپس لوٹا دی۔ اس توکل، تقویٰ اور استغناء سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان کس قدر بلند ہوئی، آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہمارے علماء بھی یہ مقام بلند چاہتے ہوں تو انہیں بھی یہ اوصاف اختیار کرنے ہوں گے۔ ان کے بغیر شان بلند ہو سکتی ہے، نہ قدر بڑھ سکتی ہے (بحوالہ کتاب: کرامات اہل حدیث ص 110)

جنات میں سوہدروی بزرگ کا ادب:

انسانوں کے علاوہ جن بھی مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کرتے تھے۔ بہت سے جنات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد سوہدرہ میں اب تک موجود ہیں لیکن انہوں نے آج تک کسی کو گزند نہیں پہنچایا۔

اسلام کی گستاخی کرنے والے کے سر پہ جوتے:

بندہ ایک مرتبہ گجرات جانے کیلئے بس کے انتظار میں سوہدرہ موڑ پر کھڑا تھا۔ وہیں چوہدری عبداللہ نمبردار بھی بس کے انتظار میں کھڑے تھے، ان کی عمر نوے برس تھی البتہ چاق و چوبند تھے اور صحت اچھی تھی۔ حافظہ مضبوط تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر قریب آ گئے اور بڑے احترام و محبت سے ملے۔ انہوں نے ہمارے بزرگوں کا سلسلہ چھیڑ دیا اور

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ایک کرامت حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کی کہ ایک مرتبہ وزیر آباد میں ایک عیسائی پادری آ گیا۔ وہ لوگوں کو عجیب و غریب شعبدے دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا مقابلہ مسلمانوں میں کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے اور جیسے میں کام کرتا ہوں، کر کے دکھائے۔ اسلام کمزور مذہب ہے، عیسائیت طاقتور مذہب ہے۔ اسلام کے پرستاروں کو عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ اگر ہے تو میرے مدمقابل آئے۔ وہ کئی روز وزیر آباد ٹھہرا رہا۔ مگر کوئی شخص اس کے مدمقابل آنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ لوگ سوہدرہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور اس سے ملے۔ اس نے اپنا رعب جمانے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جوتا اتار کر اس کے پیچھے پھینک دیا۔ اب جوتا پہنچ کر اس کے سر پر برسنا شروع ہو گیا۔ جوتا تڑ تڑ برسنے لگا، مگر وہ نیچے نہیں آ رہا تھا کیونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فضا ہی میں باندھ رکھا تھا۔ لگا منتیں، سماجتیں کرنے۔ یہ منظر دیکھ کر حاضرین کا دل ٹھنڈا ہو گیا۔ آخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے واپس نیچے بلا لیا۔ اس طرح اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور عیسائی دم دبا کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔ اور یوں حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و بزرگی کا سکہ پورے علاقے میں دور دور تک بیٹھ گیا۔

حجامت بنوانے کا ادب:

حضرت والد گرامی سے پروفیسر حکیم عنایت اللہ سوہدروی مرحوم نے یہ بات کئی بار فخر یہ بیان کی کہ حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کے جوتوں نے مجھے سیدھا کر دیا۔ یعنی میری زندگی سنوار دی۔ حکیم نسیم صاحب مرحوم نے بیان کیا ہمیں زمانہ بچپن میں والدین کی جانب سے یہ حکم تھا کہ سکول جاتے ہوئے راستے میں حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کر کے جایا کرو۔ ایک دن میں سلام کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اس دن میں نے انگریزی حجامت بنوائی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھا

facebook.com/Salfi.tasawuf

تو بالوں سے پکڑ کر دو تین جوتے جڑ دیئے کہ انگریز بن گئے ہو؟ حکیم صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس سختی نے میری کایا پلٹ دی اور میری زندگی بنا دی (بحوالہ کتاب: کرامات اہل حدیث ص 135 مصنف: مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ)

محسن خاندان کے بچے بچے کا ادب:

سوہدرہ کے میاں غلام محمد ہرکارہ بہت نیک طینت بزرگ تھے، آپ اکثر بتایا کرتے تھے کہ میں نے جامع مسجد ککے زئیاں میں حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی خطاب سنا کہ اہل حدیث ہو گیا۔ اس تقریر میں آپ نے اتنے بہترین انداز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان فرمائے کہ اس سے پہلے میں نے کسی سے نہیں سنے تھے۔ میاں غلام محمد ہرکارہ کو میں نے بھی دیکھا ہوا ہے۔ بہت مخلص اور قرآن و سنت کے والہ و شیدا اور حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت گرویدہ تھے، آپ نے حضرت مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ سے ''قرآن مجید'' اور ''مشکوۃ المصابیح'' پڑھی۔ آپ ان کا بہت ادب کرتے تھے، بلکہ آپ حضرت سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے ایک ایک بچے کا احترام کرتے تھے۔

محبوب ہستی کے خلاف کسی کی بات گوارا نہیں:

حضرت سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کا دبنگ نمازی، بلند آواز موذن اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سچے اور باوفا خادم چچا لال دین کی اذان میں ایک کشش ہوتی تھی۔ چچا لال دین کو اللہ نے بیٹا دیا تو اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و شیفتگی کی وجہ سے اس کا نام ''عبدالمجید'' رکھا۔ ماشاءاللہ عبدالمجید بھی بہت دین پسند، علم دوست اور پیکر شرافت و اخلاص ہے۔ اور حضرت سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے پورے خاندان سے اسی طرح عقیدت رکھتا ہے، جس طرح اس کے والد گرامی چچا لال دین عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ چچا لال دین کو رب نے بہت عزت و عظمت اور کاروبار میں برکت دی۔ آج بھی موصوف

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

کی دوکان کا مین بازار سوہدرہ کی بہترین اور بارونق دوکانوں میں شمار ہوتا ہے۔ یقیناً یہ حضرت سوہدروی مرحوم کی خدمت اور دعا کا نتیجہ ہے۔ چچا لال دین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پورے خاندان کی حد درجہ عزت کرتا تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف کسی کی بات گوارا نہ کرتا تھا۔ اس کو منہ توڑ جواب دیتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کوئی غلط بات کی اور ناروا طریقہ اپنایا۔ چچا لال دین حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے قتل کر دوں؟ ایسے ہی دو اور آدمی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہی پیشکش کی۔ ان میں ایک امیر آدمی تھا اور ایک تانگے والا تھا، مگر حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں کو اس ناروا اقدام سے حکماً روک دیا۔ (بحوالہ کتاب: کرامات اہل حدیث ص 151 ناشر: مسلم پبلی کیشنز، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار، لاہور)

سوہدروی بزرگ کا ہر مسلک میں احترام:

حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے بیٹے حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کو ہر مکتب فکر احترام وعقیدت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بعض لوگ آپ کو حجۃ اللہ سمجھتے تھے اور ولی کامل جانتے تھے اور بعض لوگ آپ کے روکنے کے باوجود آپ کے ہاتھ پاؤں چومتے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر طرح سے خدمت بجالاتے تھے۔ کوئی پھل پیش کرتا، کوئی چائے، کوئی بوتل اور کوئی پاؤں دباتا۔ میں نے یہ سب مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے ہیں۔ کبھی مستان شاہ کی طرف چلے جاتے تو اہل تشیع آپ کو آنکھوں پر بٹھاتے مگر آپ ان باتوں سے دور رہتے تھے اور زیادہ میل جول اور عزت افزائی کو پسند نہ کرتے۔ سوہدرہ اور بیلہ کے سب چوہدری، سب علماء، سب لوگ آپ کا احترام بجالاتے۔ چوہدری غلام قادر صاحب کو جب کبھی کہیں جانا ہوتا تو آپ کے پاؤں دبا کر جاتے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح کام بن جاتا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ آج کل یہ چوہدری صاحب آپ کی قبر کو مٹھی چاپی کر کے جاتے ہیں لیکن یہ غلو

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

ہے۔ بعض دیگر مسالک کے لوگ وصیت کرتے کہ ہماری نماز جنازہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی پڑھائیں۔ سوہدرہ اور تلواڑہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینکڑوں ہزاروں شاگرد ہیں۔ جو آپ کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ بیلہ کے مولوی فیض احمد صاحب کا بیان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب دعا کرتے تھے تو کام بن جاتا تھا چنانچہ یہ ان سے دعا کروا کے باہر جایا کرتے تھے۔ یہ عزت وکرامت ہر کسی کو نہیں ملتی۔ اسی کو ملتی ہے جو رب کا ہو جاتا ہے۔ جنات بھی آپ کی عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ملک غلام باری کی بیٹی کو جنوں کی شکایت ہوگئی۔ مولوی علم الدین صاحب، حکیم علی اصغر صاحب وغیرہ آئے مگر فرق نہ پڑا۔ جن نے بول کر کہا کہ حافظ محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلاؤ، میں چلا جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھنے کی فرمائش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید سنایا تو وہ نکل گیا۔

(بحوالہ کتاب: کرامات اہل حدیث ص 164)

جانور بھی ان کی بات مانتے تھے:

بہت سے لوگ جانوروں کیلئے چارہ، آٹا وغیرہ دم کروانے آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دم کر کے دیتے، اللہ تعالیٰ جانوروں کو شفا دے دیتا۔ تلواڑے کا ایک شخص میرے پاس آیا وہ بیان کرنے لگا کہ میری گائے دودھ نہیں دے رہی تھی۔ میں حافظ یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی گذارش پیش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے کان میں میرا پیغام دینا کہ حافظ صاحب کہتے ہیں "اب دودھ دینا شروع کر دے"۔ اس آدمی نے خود مجھ سے کہا: میں نے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گائے کے کان میں یہی پیغام دیا۔ چنانچہ اس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ میں نے پوچھا: سچ کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: اللہ جانتا ہے، سچ کہہ رہا ہوں۔

اللہ کے ہاں نابینا محدث کا مقام:

استادِ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نابینا ہو کر بیناؤں کے استاد

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

تھے۔ آپ کی ظاہر آنکھیں بند تھیں لیکن دل کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ نظر، صاحبِ بصیرت اور صاحبِ دل تھے۔ توحید و توکل میں بہت آگے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مستجاب الدعوات لوگوں میں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ بارش رک گئی، قحط کا سماں ہو گیا۔ لوگوں نے دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو لے کر نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے تھے، وہ طنزیہ کہنے لگے "دیکھو! اندھا رب سے بارش لینے کے لئے جا رہا ہے" لیکن حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر واپس پہنچنے سے پہلے مالکِ ارض و سماء نے بارش کا انتظام کر دیا اور ایسی بارش برسی کہ ہر طرف جل تھل ہو گیا۔ سب لوگ بھیگتے ہوئے گھروں کو واپس لوٹے اور وہ لوگ جو کچھ دیر پہلے مذاق کر رہے تھے، اسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کے قائل ہو گئے۔

نابینا بزرگ کو ستانے کا انجام:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے قریب تیلیوں کا مکان تھا، ان سے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ گستاخی ہو گئی۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو انہیں کچھ نہیں کہا۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد جنات ان کے درپے ہو گئے۔ ادھر ان کا تیل نکالنے والا کولہو اکھاڑ دیا، ادھر تیل کے مٹکے الٹ دیے، کمروں میں گوبر اور گندگی ڈال دی، کبھی اچانک کپڑوں میں آگ بھڑک اٹھتی، جس سے چھت سلگنے لگتی، کبھی صحن میں اینٹیں اور پتھر پھینک دیتے، بے چارے تیلیوں کی ناک میں دم کر دیا۔ انہوں نے کئی لوگ دم جھاڑ والے بلائے، مگر وہ غریب پٹائی کروا کر چلے جاتے۔ شہر میں اک کہرام سا مچ گیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا کہ کیا کیا جائے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے بندو! ادھر ادھر جو جاتے ہو تو حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہی پاؤں پکڑ لو، ان سے معافی مانگ لو، یہ ساری مصیبت ٹل جائے گی۔ آخر انہوں نے ایسے ہی کیا تو ان کی جان بخشی ہو گئی۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM　ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

حشرات الارض میں درویش کے حکم کا ادب:

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن (ضلع فیصل آباد) میں گندم کا ایک سٹور تھا، جس میں کیڑا لگ گیا اور کیڑے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں تھے جو گیہوں کے دانے اٹھا اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ لوگوں نے بانی مدرسہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب علیہ الرحمہ سے ذکر کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے اور کیڑوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "کیڑو! یہ دانے طلبہ کے ہیں، انہیں رہنے دو۔ وہ رزاق تمہارا کہیں اور سے بندوبست کر دے گا" دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ سنتے ہی کیڑوں نے دانے چھوڑ دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں کیڑے کہیں اور چلے گئے۔ اس طرح یہ خطرہ ٹل گیا (بحوالہ کتاب: کراماتِ اہل حدیث ص169)

اذان کے ادب کی انوکھی مثال:

مولوی نور الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل اللہ میں سے تھے اور ممتاز خوش نویس تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند تھے۔ ان کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ اذان شروع ہوتے ہی کام چھوڑ دیتے تھے۔ مثال کے طور پر ''پاکستان'' لفظ کا ''پاکستا'' لکھا اور ''ن'' باقی ہے، تو اذان شروع ہو جانے پر ''ن'' نہیں لکھتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے بڑی ہستی کا پیغام آ گیا ہے اب اور کوئی کام نہیں ہو سکتا (بحوالہ کتاب: کراماتِ اہل حدیث ص172)

محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی جلال:

حضرت حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد گزار، شب زندہ دار، بڑے ذاکر وشاکر اور متوکل علی اللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کا نور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیکر سے صاف نظر آتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ انوارِ الٰہی کی تابانیوں سے روشن رہتا تھا۔ باوجود شیریں مقال اور فرخندہ رو ہونے کے کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جلال کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ میں نے بڑے بڑے لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____　201/274

سامنے دم بخود دیکھا۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ طلبہ کو درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک وزیر جو ملاقات کی خواہش رکھتا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوران درس ادھر دیکھا تک نہیں اور نہ ہی وہ گفتگو کر سکا۔حالانکہ اسے جلدی تھی۔ جب درس حدیث سے فارغ ہو گئے، پھر اس سے ہمکلام ہوئے۔

ہر دلعزیز شیخ الحدیث:

مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ) ہر دلعزیز عالم تھے۔اساتذہ، طلبہ، دیگر علماء سب آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔اسی طرح انتظامیہ، اہل محلہ، نمازیان مسجد سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو احترام وعقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ورنہ انتظامیہ اور نمازی کسی عالم پر خوش ہوں، اتنی آسان بات نہیں۔لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سب خوش تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھڑی سازی کا کام بھی سیکھا ہوا تھا تا کہ قوم پر بوجھ نہ بنیں اور خودداری پر بھی آنچ نہ آئے۔یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف شیخ الحدیث تھے، دوسری طرف گھڑی ساز۔میں نے خود آپ کو بازار میں گھڑی سازی کی دکان پر کام کرتے دیکھا۔سیرت وکردار کی پختگی، خودداری، اخلاص، علم میں رسوخ، احساس ذمہ داری اور وقت کی پابندی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاصرین پر برتری عطا فرما رکھی تھی۔ ہمارے علماء کو بھی اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔تا کہ ان کا احترام دلوں میں پیدا ہو۔(بحوالہ کتاب: کرامات اہل حدیث ص175)

جنات آکر پاؤں دباتے تھے:

حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی مقام بہت بلند تھا۔انسانوں کے علاوہ جنات بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بجالاتے تھے۔کئی مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنات آکر آپ کو دباتے تھے۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ زندگی کی آخری نماز پڑھ رہے تھے کہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کمرہ روشن ہوگیا۔ فارغ ہوکر فرمایا: آ گئے ہو؟ وہ ملائکہ تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آرام سے روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی (بحوالہ کتاب: کراماتِ اہل حدیث ص179)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی سزا:

جویریہ بن محمد بصری رحمۃ اللہ علیہ یزید بن ہارون واسطی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے گناہ معاف فرمادیئے، نیکیاں قبول کرلیں اور تکلیفیں ہٹادیں۔ میں نے کہا اتنا اکرام آپکا کس نیکی پر ہوا؟ کہا: ذکر اللہ کی مجلسوں کی وجہ سے، میری حق گوئی اور سچی باتوں کی وجہ سے، لمبی لمبی نمازوں اور فقر و فاقہ کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے۔ پوچھا کیا منکر نکیر حق ہیں؟ جواب دیا: ہاں! اس خدا کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، انہوں نے مجھے بٹھا کر مجھ سے سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ میں اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑنے لگا اور کہنے لگا: کیا مجھ جیسے شخص سے بھی سوال کیا جاتا ہے؟ میں یزید بن ہارون واسطی ہوں۔ ساٹھ سال تک لوگوں کو حدیث پڑھاتا رہا ہوں۔ میری یہ بات سن کر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا: ہاں سچ ہے۔ یہ یزید بن ہارون ہے (پھر فرشتوں نے کہا) حضرت! آپ بے فکری سے دلہن کی طرح سوجائیں، آج کے بعد آپ پر کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔ پھر ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ نے جریر بن عثمان سے بھی روایت کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! کیونکہ وہ شخص حدیث میں ثقہ تھے۔ اس نے کہا: ہاں! جریر تھے تو ثقہ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے بغض رکھے۔

(بحوالہ کتاب: اسلامی خطبات ص267 مصنف: شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ)

اساتذہ کی خدمت کا بے پناہ جذبہ:

شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کا انتہائی احترام

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

کرتے۔ ایک دفعہ ان کے ہاں مولانا شرف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، اور چھ سات دن قیام فرما رہے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں گئے تھے۔ مولانا عطاء اللہ بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے آنے پر بھی بہت خوش ہوئے۔ اساتذہ کے بستر خود بچھاتے۔ کھانا خود ہی کھلاتے اور ان کے ہاتھ بھی خود ہی دھلاتے۔ (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام اشاعت خاص صفحہ 139 ناشر: مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور)

گستاخ کے متعلق ہاتف غیبی کا کلام:

"قل ارأیتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین"

آپ کہہ دیجئے کہ بھلا یہ بتلاؤ اگر تمہارا پانی غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارا (چشمے کا) پانی لے آئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک نادان حکیم نے یہ آیت سنی تو کہنے لگا: اگر ایسا اتفاق ہو جائے تو ہم پھاوڑے اور کدال کی مدد سے پانی زمین سے نکال لیں گے۔ یہ بات کہنی تھی کہ سیاہ موتیا اس کے آنکھ میں اتر آیا اور بینائی جاتی رہی۔ پردۂ غیب سے اس سے نے یہ آواز سنی کہ پہلے یہ سیاہ موتیا اپنی آنکھ سے دور کرو اور بینائی کا سفید پانی اس کی جگہ لے آؤ، پھر زمین سے کنواں یا چشمہ کھود کر پانی نکالنا۔ (بحوالہ کتاب: آفات نظر اور ان کا علاج، ص ۱۸ مصنف: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ)

دین کی خدمت پر اللہ کے ہاں اکرام:

حضرت مولانا سید بارک اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید مولانا سید ثناء اللہ شاہ حفظہ اللہ (خطیب جامع مسجد اہل حدیث مرید کے) فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میرے والد مرحوم ایک رات میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے: بیٹا! پریشان نہ ہونا۔ بس دین پر مضبوطی سے جمے رہو، اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرا بہت اکرام کیا ہے (یہ تحریر 2013ء میں بذریعہ ملاقات ریکارڈ کا حصہ بنی)

facebook.com/Salfi.tasawuf

میرے شیخ ومرشد کا رعب وجلال:

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی (جامعہ الدراسات الاسلامیہ ہربنس پورہ لاہور) فرماتے ہیں کہ سید محمد داؤد غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رعب اور جلال بہت زیادہ تھا۔ میرے وہ شیخ تھے۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ کیسا تھا؟ تو میں نہیں بتا سکتا۔ وہ بہت زیادہ ذاکر تھے۔ اسی لیے ان کی شخصیت میں ایک عجیب رعب و دبدبہ تھا۔ بعض اوقات جب وہ بچوں کو پڑھا کر فارغ ہوجاتے تو کوئی طالب علم فارغ وقت میں اخبار لیکر بیٹھ جاتا لیکن اگر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سامنے سے گزرتے تو ان کی تعظیم میں بچے اخبار نیچے کرلیا کرتے تھے۔

12 سالوں میں کسی کو ننگے سر نہیں دیکھا:

میں نے 12 سال ان کے مدرسے (دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور) میں پڑھایا، وہاں کبھی بھی نماز میں کسی کو ننگے سر نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ بازاروں سے آنیوالے لوگ بھی ننگے سر نہیں ہوتے تھے، چہ جائیکہ کوئی استاد یا طالب علم ننگے سر نماز پڑھے۔ ننگے سر والا وہاں نماز پڑھ سکتا ہی نہیں تھا۔ کیا مجال تھی کہ کسی نے ننگے سر نماز پڑھی ہو۔ میری عمر اس وقت 82 سال ہوگئی ہے۔ جب سے مجھے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی، اس وقت سے آج تک میں نے کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی۔ گھر میں شاید کوئی پڑھی ہو لیکن مسجد میں کبھی نہیں۔ الحمدللہ دل ہی نہیں کرتا ننگے سر رہنے کو۔ ہم لوگوں کے پاس جائیں تو پہن پہنا کے جائیں لیکن یہاں مسجد میں ٹوپی نیچے پھینک کے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ اگر کوئی ننگے سر گلی میں سے بھی گزر جاتا تو اس کیلئے گزرنا مشکل ہوتا تھا۔ اس وقت اتنی زیادہ شرم وحیا تھی۔ اب تو شرم وحیاء کا جنازہ ہی نکل گیا ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

توحید تو ادب سکھاتی ہے:

ہمارے اندر خشکی بہت ہے۔ ذکر تو ہم کرتے ہی نہیں۔ ہم تو صرف فتوے لگاتے ہیں اور ہر وقت ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ توحید کا سب سے پہلا زینہ ادب ہے۔ جس بندے کے اندر ادب نہیں اس میں توحید کس چیز کی ہے؟ توحید تو ادب سکھاتی ہے۔ ارے جس کے اندر ادب نہیں وہ بھی کوئی بندہ ہے؟

ادب سے بیٹھنے کا حدیث جبریلؑ میں ثبوت:

جب جبریل علیہ السلام لائے تو گھٹنے ٹیک کر نبی علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیے، پھر سوالات پوچھے اور اپنے اس عمل سے آنیوالی نسلوں کو بتا دیا کہ اپنے شیخ کے سامنے اس طرح باادب ہو کے بیٹھو۔

فیض حاصل کرنے کا طریقہ:

پہلے دور کے علمائے کرام اور صوفیائے عظام رحمہم اللہ کے دل پاک اور صاف ہوتے تھے۔ میں نے کل جمعے کے خطبے میں ایک بات کہی کہ بکری بھی گھاس کھاتی ہے اور ہرن بھی۔ لیکن ایک مینگنیاں دیتی ہے، دوسرا کستوری، حالانکہ گھاس ایک ہے۔ شہد کی مکھی بھی پھول پہ بیٹھتی ہے اور بھڑ بھی، لیکن ایک کے اندر شہد بنتا ہے، دوسرے میں زہر، اسی طرح گنے کو بھی پانی وہی لگتا ہے اور بانس کو بھی، لیکن ایک کے اندر رس بھرا ہوتا ہے اور دوسرا خالی ہوتا ہے۔ میں نے کہا: مجھے مینگنیاں دینے والی بکری نہیں چاہیے۔ نہ ہی بھڑ اور بانس چاہئے۔ اگر آئے ہو تو گنا بن کے آؤ، شہد کی مکھی بن کے آؤ تاکہ تمہیں کچھ ملسکے۔ ورنہ فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسے ہی بے کار آتے رہو گے۔ جب تک بیان کرنے والے کیساتھ عقیدت نہ ہو تب تک فیض نہیں ملتا۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

بدگمانی توزہر ہلاہل کی طرح ہے:

اسی خطبے میں یہ بات بھی بیان کی کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اللہ کے حبیب ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ واپسی پر آپ ﷺ انہیں چھوڑنے جا رہے تھے۔ جب راستے میں 2 انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو فرمایا ٹھہر جاؤ! (مفہوم ہے کہ) انہوں نے عرض کی۔ حکم فرمائیے؟ فرمایا۔ "هذه صفيه بنت حيي زوجتي": یہ میری بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ ہمیں کیوں بتا رہے ہیں؟ فرمایا: شیطان بڑا پاپی ہے۔ اس نے تمہارے دل میں بات ڈالنی تھی کہ نبی ﷺ کے مصلے اور منبر کیا کہتے ہیں، ہم نے خود انہیں پرائی عورت کے ساتھ دیکھا ہے۔ جب شیطان یہ بات ڈال دیتا تو تم میرے فیض سے محروم رہ جاتے۔ مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن تمہارا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اس لیے میں نے تمہیں بچا لیا ہے تاکہ تم کہیں بدگمانی کا شکار نہ ہو جاؤ۔ اب جو میں بیان کروں گا، وہ تمہارے دل میں داخل ہوگا کیونکہ تمہارا ذہن میرے متعلق صاف ہے۔

منحوس نیکی اور مبارک گناہ:

اس دن میں پڑھ رہا تھا کہ منحوس ہے وہ نیکی جو بندے کو غرور کی طرف لے جائے اور مبارک ہے وہ گناہ جو بندے کو توبہ کی طرف لے جائے۔ اس نیکی کو کیا کرنا ہے جس کے بعد بندے میں اکڑ پیدا ہو جائے۔ اس سے تو گناہ ہی اچھا ہے، جس نے پکڑ کر آدمی کا دماغ سیٹ کر دیا کہ بندے کا پتر بن اور سچی توبہ کر لے۔ یہ گناہ اچھا ہے، جس نے توبہ کروا دی۔ وہ نیکی جس نے بندے کے اندر غرور پیدا کیا، وہ تو اسے جہنم میں لے جائے گی (یہ انٹرویو 29 ستمبر 2012ء کو جامعہ الدراسات الاسلامیہ ہربنس پورہ لاہور میں ہوا)

میاںؒ نے درویش پالے ہوئے ہیں:

مولانا محمد عطاء اللہ خلیل حفظہ اللہ (ساکن 171 گ ب بمبو ضلع فیصل آباد) شیخ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ علیہ کے شاگرِدِ خاص ہیں۔اس کے ساتھ ہی ولی کامل حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ علیہ (جھوک دادو) کے مرید بھی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ علیہ کے دور میں گاؤں کا جو نمبردار تھا، اس کی 5/6 مربع زمین تھی۔اس وجہ سے وہ دولت کے نشے میں مست تھا اور میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ کو ہر وقت طنز کرتا رہتا اور مذاق اڑایا کرتا کہ میاں نے نہ جانے کہاں کہاں سے بلا کر درویش پالے ہوئے ہیں جو ہر وقت روٹیاں کھاتے رہتے ہیں۔ایسی اور بہت سی گستاخیاں کرتا رہتا۔میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ کے مزاج میں حلم تھا،اس لیے وہ نظر انداز کر دیا کرتے۔اللہ کی شان کہ اس نمبردار کی آنکھوں کی بینائی سلب ہوگئی۔ حالانکہ وہ بالکل صحت مند تھا لیکن نہ جانے کیسے وہ بالکل اندھا ہو گیا۔آس پاس کے سب لوگ کہنے لگے کہ تو میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ سے مذاق کرتا تھا،اس وجہ سے تجھے بد دعا لگی ہے۔وہ روتا پیٹتا میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: کہ میری 5 مربع زمین بھی لے لیں اور باقی ساری جائیداد بھی لے لیں، بس معاف کر دیں۔حضرت رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: بھئی میں نے کوئی بد دعا نہیں کی۔وہ آخر تک ٹھیک نہ ہوا اور اسی طرح بینائی کو ترستا ہوا مر گیا۔

طلباء کو ادب سکھانے کا اہتمام:

جب ہم دار العلوم تقویۃ الاسلام میں پڑھتے تھے تو اس دور میں مدرسے کے بڑے ہال کے بالکل سامنے سید داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ علیہ کا دفتر ہوتا تھا۔سید صاحب رحمہ اللہ علیہ کی شخصیت بڑی بارعب تھی۔کبھی شلوار پہنتے تھے اور کبھی تہبند باندھا کرتے۔سر پہ ہر وقت ٹوپی رکھتے۔ان کا چہرہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کسی بھی طالب علم کو ننگے سر رہنے کی اجازت نہیں تھی۔اور نہ ہی کوئی طالب علم اپنے استاد کے سامنے ایک گھٹنہ کھڑا کر کے بیٹھ سکتا تھا (جس طرح آج کل مساجد میں حفظ کرنے والے بچے بیٹھتے ہیں) بلکہ یہ حکم تھا کہ دوزانو ہو کر بیٹھا جائے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نفاست مزاجی:

ایک مرتبہ کسی طالب علم نے اپنی چارپائی اُلٹی کھڑی کر دی یعنی پاؤں والی سائیڈ اوپر کی طرف تھی۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑ گئی۔ فوراً سرزنش فرمائی اور فرمایا کہ بیٹے آپ یہاں کچھ سیکھنے آئے ہوئے ہو، لہٰذا یہ بھی آپ کی تربیت کا حصہ ہے۔

معمر بزرگ کی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تنبیہ:

میرے بڑے بھائی مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیکی میں بہت آگے ہونے کی وجہ سے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جماعت کروانے پر مامور تھے۔ ایک دفعہ حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ غزنویہ لاہور میں تشریف لائے اور جب بھائی صاحب کو جماعت کرواتے ہوئے دیکھا تو جلال میں آ گئے اور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے "داؤد! جماعت توں آپ کرایا کر، تیرا حق بنتا ہے"۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ ویسے بھی وہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اس نماز کے بعد ساری عمر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود امامت کروایا کرتے۔ حتیٰ کہ یہ حکم تھا کہ نماز کے مقررہ وقت کے بعد 10 منٹ تک ہمارا انتظار کیا جائے۔ اور اگر کسی کو جلدی ہو تو وہ اپنی پڑھ لے، لیکن نمازیوں کی کیا مجال کہ کوئی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے آگے سر اٹھائے۔

ننگے سر مریدین کی سرزنش:

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شیعہ، سنی، بریلوی تمام حضرات آتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ فیروز وٹواں، نبی پور پیراں اور کوٹ رادھا کشن کے ایک گاؤں میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اہل حدیث مریدوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ ان کے نماز پڑھانے کے وقت اگر کوئی نمازی ننگے سر پہلی صف میں نظر آ جاتا تو فرماتے "پیچھے ہٹ جاؤ، یہ سنت کے خلاف ہے، ہم لوگوں نے سنت کو مذاق ہی بنا لیا ہے"۔ میں یہ واقعات اکثر اپنے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

مقتدی حضرات کو سنایا کرتا ہوں اور الحمدللہ ہماری مسجد میں ننگے سر والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ بس ایک دو بندے ہیں، جو متعصب قسم کے اہل حدیث ہیں۔ یہ جو تعصب ہے نا! یہ بڑی خطرناک بیماری ہے (یہ انٹرویو 10 نومبر 2012ء کو جامع مسجد اہل حدیث 171 گ ب ضلع فیصل آباد میں ہوا)

ننگے سر رہنا تو بس جہالت ہے:

مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب حفظہ اللہ (جامع مسجد رحمانیہ اعوان ٹاؤن لاہور فرماتے ہیں: ہمارے جتنے بھی اسلاف، علماء کرام گزرے ہیں، وہ ہمیشہ سر ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سر پر مشہدی عمامہ باندھتے تھے۔ صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر پگڑی ہوتی تھی اور اوپر ایک چادر رکھتے تھے۔ اسی طرح مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کبھی ننگے سر نہیں دیکھا۔ اب جو ننگے سر رہنے کی وباء پھیلی ہوئی ہے، یہ تو بس جہالت ہے (یہ تحریر دسمبر 2012ء کو جامع مسجد رحمانیہ اعوان ٹاؤن لاہور میں بذریعہ ملاقات ریکارڈ کا حصہ بنی)

کتاب کے نام کا ادب:

بقیۃ السلف مولانا عبدالحمید صاحب (مرکزی جامع مسجد اہل حدیث پرانا شہر شیخوپورہ) فرماتے ہیں: میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں پڑھتا رہا ہوں۔ دارالعلوم میں طالب علمی کے زمانے کا ایک واقعہ مجھے یاد ہے۔ سید داؤد غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت جلال والے بزرگ تھے۔ ایک دن سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر تشریف فرما تھے اور کچھ پڑھ رہے تھے۔ مجھے اور میرے ایک دوست مولوی محمد اسحاق کو ایک کتاب کی ضرورت تھی جو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھی۔ ہم دونوں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرا دوست آگے بڑھا اور عرض کی کہ مجھے ایک کتاب چاہیے۔ پوچھا کونسی؟ وہ کہنے لگا ''ادب العربی'' تو سخت غصے سے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ۔اب وہ بے چارہ سائیڈ پر کھڑا ہو کر کانپنے لگا۔ٹانگیں تو میری بھی کانپ رہی تھیں کہ نہ جانے اس سے کونسی غلطی ہوگئی ہے۔پھر سید صاحب رحمہ اللہ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیا کام ہے؟ میں نے بھی عرض کیا کہ کتاب چاہیے فرمایا کونسی؟ میں نے عرض کی "تحریر ادب العربی" فرمایا ہاں۔۔۔! کتاب کا نام جب بھی لو تو پورا نام لو۔پھر ہمیں وہ کتاب عنایت فرمادی (یہ انٹرویو 05 مارچ 2013ء کو مرکزی جامع مسجد اہل حدیث پرانا شہر شیخوپورہ میں ظہر کی نماز کے متصل بعد ہوا)

ہردلعزیز شخصیت کا جانوروں میں ادب:

مولانا حافظ محمد حنیف صاحب الہ آبادی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمارے علاقے میں مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ بڑے ولی اللہ گزرے ہیں اور ان کا اخلاق اتنا نکھرا ہوا تھا کہ اہل حدیث، بریلوی، دیوبندی اور شیعہ تمام مسالک کے لوگ ان سے محبت وعقیدت رکھتے تھے اور انہیں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔آج ہمارے دور میں کوئی ایک عالم دین ایسا نہیں ہے، جس سے ہر مسلک کے لوگ محبت رکھتے ہوں۔ مولانا لکھوی رحمہ اللہ کا تو مقام ہی بہت اونچا تھا حتیٰ کہ جانور بھی ان کا احترام کیا کرتے تھے۔اس ضمن میں ایک معروف واقعہ ہے۔ایک مرتبہ رات کے وقت اچانک مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کو یاد آیا کہ صبح فجر کے وقت فلاں گاؤں کی مسجد میں درس دینے کا وقت مقرر ہے۔وہ گاؤں ہمارے گاؤں سے تقریباً 20 میل کے فاصلے پر ہے لیکن رات کے وقت نہ کوئی سواری میسر آسکتی تھی اور نہ ہی مولانا رحمہ اللہ وعدہ خلافی کر سکتے تھے۔لہٰذا انہوں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے پوچھا کیا کسی سواری کی ترتیب بن سکتی ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ حضرت میرے پاس ایک اونٹ ہے، لیکن وہ اتنا بگڑا ہوا ہے کہ کسی آدمی کو بھی اپنے اوپر نہیں بیٹھنے دیتا۔مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا بس تم اسے ہی لے آؤ۔جب وہ شخص اونٹ کو لیکر آیا تو مولانا رحمہ اللہ نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کا سر نیچے کو کھینچا اور پھر اس کے کان کے قریب منہ کر کے فرمایا: خیال کرنا

facebook.com/Salfi.tasawuf

تیرے اوپر محی الدین بیٹھنے لگا ہے۔ اسکے بعد اطمینان سے مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس پر سوار ہوئے اور اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر اونٹ کی رسی اس کی گردن میں لپیٹی اور فرمایا: اب وہیں پر واپس لوٹ جا، جہاں سے آیا ہے۔ اور اونٹ واقعی آدھی رات کو واپس اپنے مالک کے پاس چلا آیا۔ ایسی مثال آج کے علماء میں کہاں ملتی ہے؟ وہ تو بندہ جب اللہ پاک کے تابع ہو جاتا ہے تو پھر اللہ پاک تمام مخلوق کو اس کے تابع کر دیتے ہیں (یہ تحریر 13 فروری 2013ء کو جامع مسجد ابوبکر اہل حدیث الٰہ آباد میں بذریعہ ملاقات ریکارڈ کا حصہ بنی)

صوفیاء کرام رحمھم اللہ کو ان کا حق دیں:

سلطان القلم، مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ان حضرات سے اتفاق نہیں کرتا جو برصغیر میں اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں صوفیاء کی خدمات کا اعتراف نہیں کرتے۔ یہ جو اس وقت علماء کا دور چل رہا ہے، یہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ صدی قبل کا ہے، اس سے پہلے تو اس ملک میں صوفیاء ہی تھے جو کہ مختلف ممالک سے تشریف لائے تھے یا یہیں کے رہنے والے تھے۔ ان میں شیخ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ یا نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں۔ یہاں ان معنوں میں جن معنوں میں آج اسلام ہے، یا علماء تبلیغ فرما رہے ہیں، کون سے مسلمان علماء موجود تھے؟ مثلاً مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات تو بہت بعد میں آئے ہیں۔ اسی طرح مسلک اہل حدیث میں جو علماء ہیں، وہ بھی بہت بعد میں آئے ہیں۔ تو اصل نقطہ نظر یہ ہے کہ صوفیاء کی خدمات کو اس ملک میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کونسے علماء تھے جو اجمیر کے ارد گرد تقریر کرتے رہے؟ جیسے آج کل مختلف مقامات پر تقریر ہو رہی ہے تو وہاں معروف معنوں میں آج کے علماء کی طرح کونسے عالم دین تھے؟ اسی طرح یہاں پاک پتن کے ارد گرد بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ اسلام کے سلسلے میں مساعی اور محنت ہے تو وہاں بھی معروف معنوں میں کونسا عالم دین تھا؟ کوئی بھی نہیں تھا۔ وہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی تبلیغ کی۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اولیاء کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے:

میرے نزدیک صوفیاء کی تبلیغ کو اسلام کیلئے نظر انداز کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ صوفیاء نے بہت خدمات انجام دی ہیں۔کوئی اس بات سے اتفاق کرے، یا نہ کرے یہ اس کی مرضی ہے۔ میں کسی سے جھگڑتا تو نہیں، مگر میرا نقطہ نظر یہی ہے کہ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ کو وہی اہمیت دی جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔بلکہ زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے کیونکہ انہی کی مساعی کی وجہ سے یہاں اسلام پھیلا ہے(بحوالہ: یہ انٹرویو 28 اپریل 2012ء کو بھٹی صاحب مرحوم کی رہائش گاہ پر جناب سعید بھٹی مرحوم اور محترم حسان سعید بھٹی کی موجودگی میں ہوا)

جنات پاؤں دباتے تھے:

میرے والد محترم شیخ الحدیث سید محمد اکرم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ درس بخاری دے رہے تھے کہ مولانا خالد گھرجاکھی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تشریف لائے اور فرمایا: ہمارے ہاں ایک مریض کو جنات کی شکایت ہے۔ جنات کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں سید محمد اکرم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ حکم نہیں دیں گے، ہم مریض کو نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ والد مرحوم نے جنات کو پیغام بھیجا کہ اب تم نکل جاؤ تو وہ مریض شفا پا گیا۔کئی مرتبہ والد مرحوم نے مجھے بتایا کہ جنات آ کر میری ٹانگیں اور پاؤں دباتے ہیں۔

(بروایت: پروفیسر سید ضیاء الرحمان گیلانی حفظہ اللہ۔روحانی مرکز موترہ سیالکوٹ)

چڑیوں میں بات ماننے کا جذبہ:

جہانیاں میں ہماری مسجد کے صحن میں ایک درخت لگا ہوا تھا۔میری عمر اس وقت پانچ برس تھی۔درخت کے ساتھ دو کمرے تھے۔ایک میں دادا مرحوم مولانا صوفی محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ہوتے تھے اور دوسرے میں مہمان وغیرہ قیام کرتے تھے۔درخت پر چڑیاں چہچہاتی تھیں۔ایک دن دادا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک تو ان چڑیوں نے مت

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ماردی ہے، سکون سے کام نہیں کرنے دیتیں، توجہ نہیں رہتی۔ اتنا کہنا ہی تھا کہ ساری چڑیاں چلی گئیں۔ دو دن گزر گئے، کسی چڑیا کی آواز بھی نہ آئی۔ تیسرے دن دادا جان کہنے لگے، چڑیوں سے تو رونق رہتی تھی، میں نے اس دن ایسے ہی کہہ دیا۔ ان کا یہ ارشاد فرمانا کہ چڑیاں دوبارہ آکر درخت پر بیٹھ گئیں۔ (بروایت: ڈاکٹر محمد سعید اختر صاحب، برادر حکیم عبدالوحید سلیمانی مرحوم)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کی انتہاء:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن کا شمار برصغیر کے ممتاز اولیائے کرام رحمہم اللہ میں ہوتا ہے۔ ان سے بیعت کی اور ان کی خدمت میں تقریباً ڈھائی مہینہ دہلی میں قیام فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ادب واحترام کرتے تھے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ابھی لاہور ہی میں مقیم تھے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا اثر ہوا۔ ایک اضطرابی واضطراری حالت میں دہلی کی طرف عنانِ سفر موڑ دی۔ راستہ میں سرہند پڑتا تھا۔ لیکن گھر نہ گئے۔ پہلے اپنے شیخ ومرشد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ مرشد زادوں اور برادرانِ طریقت سے تعزیت کی اور ان کی خواہش پر ان کی تسکین خاطر کے لیے چند روز دہلی میں قیام فرمایا اور تربیت وارشاد کی محفل جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارتحال سے سونی ہو گئی تھی، دوبارہ آباد ہو گئی اور مغموم ومجروح دل شگفتہ اور تازہ ہو گئے (تاریخ دعوت وعزیمت، ص ۱۵۴ ج ۴) (بحوالہ: ہفت روز الاعتصام لاہور ۱۷ اگست ۱۹۹۰ء ص ۵ ۳ ناشر: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور)

علمائے متقدمین کی عزت:

میاں صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے۔ شیخ محی الدین ابن

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''شیخ اکبر'' اور اکثر ''خاتم الولایۃ المحمدیۃ'' کے خطاب کے ساتھ پکارتے۔ اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی رحمۃ اللہ علیہ (اُستاد جناب السیدی نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے، میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ''شیخ اکبر'' پر مناظرہ کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے۔ ۲ ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا احترام ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متفق ہو گئے۔ اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی روز" شیخ اکبر" پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دورانِ گفتگو ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحاتِ مکیہ'' شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے۔ اس پر مولانا شمس الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔ دیکھیں کتاب: (تراجم علمائے حدیث ہند، ریاض برادرز۔ لاہور ۱۹۸۴ء۔ ص ۶۹) (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام لاہور 13 اپریل ۱۹۹۶ء ص 5۔ تحریر: حافظ عزیز الرحمٰن۔ اسلام آباد)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کا بوسہ:

محدثین کرام میں ان کے مقام کی بلندیوں کے کیا کہنے! اس جماعت کے امیر المومنین امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ جب ان کے قریب آتے تو کہتے، مجھے ان کے دونوں پاؤں پر بوسہ دینے دیجئے کہ فن حدیث میں یہ سب کے پیر و مرشد ہیں۔ ان کے والد اپنے زمانہ کے صلحاء میں سے تھے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کے مراسم تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا سے متعلق بھی مشہور ہے کہ مستجاب الدعوات خاتون تھیں۔

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام گوجرانوالہ 4 نومبر 1949ء ص 5)

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____

نماز میں اساتذہ کیلئے دعائیں:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ناسخ سے منسوخ کا امتیاز اس وقت تک نہیں معلوم کیا، خاص کو عام سے اس وقت تک علیحدہ نہیں جانا اور تفصیل و اجمال میں جو فرق ہے، اس کو نہیں پہچانا، جب تک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں شریک نہیں ہوا۔ قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ان سے زیادہ اکمل کوئی صاحب نہیں دیکھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے نے ان سے ایک مرتبہ پوچھا کہ یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کون بزرگ ہیں، جن کے لئے آپ ہمیشہ دست بدعا رہتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹا وہ دنیا کے لئے ایک آفتاب اور انسانی جسم کے لئے گویا صحت و عافیت کے ہیں۔ شیخ حسن بن زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہے کہ میں جب کبھی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گیا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ برابر استفادہ میں مصروف ہیں بلکہ ان کی ممنونیت کا یہ حال تھا کہ دعاؤں میں جہاں والدین کا نام لیتے، وہاں ان کی بخشش کے لئے بھی ہاتھ اٹھاتے۔ امام سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوئی تفسیر و فتویٰ میں اُلجھن محسوس ہوتی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دوڑے آتے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ رشید امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جتنا احترام امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کرتے اور کسی کا نہ کرتے۔ ایک مرتبہ یہ کہیں گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی۔ گھوڑے سے نیچے اترے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور پورا دن ان کے ساتھ علمی مذاکرات میں گزارا۔

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام گوجرانوالہ 11 نومبر 1949ء ص 3)

لیٹ کر حدیث بیان کرنا بے ادبی ہے:

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس قدر احترام تھا کہ بیماری کی حالت میں بھی جبکہ نماز جیسے اہم فریضہ میں رعایت اور بیمار

facebook.com/Salfi.tasawuf

کو لیٹ کر پڑھنے کی اجازت ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ لیٹے لیٹے حدیث بیان کرنا خلافِ ادب سمجھتے تھے۔ اگر ہزار دفعہ ضرورت پڑتی تو ہزار دفعہ بیٹھ کر ہی بیان فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے۔ کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث کے متعلق سوال کیا، بڑی مشکل سے اٹھے، حدیث بیان کی اور پھر لیٹ گئے۔ سائل نے کہا حضرت! اتنی تکلیف کی حاجت نہیں تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ لیٹے لیٹے بیان فرما دیتے۔ فرمانے لگے: مجھے یہ سخت ناپسند ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث لیٹ کر بیان کروں (البدایہ والنہایہ ص ۱۰۰۔ ج ۹) (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 26 ستمبر 1958ء ص 5۔ تحریر: شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا ادب ہم پر لازم ہے:

ہر ایک مدعی اسلام کو چاہیے کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو دھیان میں رکھے: لاتسبوا اصحابی لاانفق احد کم مثل احد ذھباً مابلغ مد احدھم ولا نصیفه "میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو برا مت کہو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا فی سبیل اللہ خرچ کرے تو بھی میرے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے خرچ کئے ہوئے ایک یا آدھے مد کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا (نوٹ: مد گیارہ چھٹانک کا ہوتا ہے) یہ روایت صحیح بخاری اور سنن ابوداؤد میں موجود ہے۔ نیز فرمایا کہ میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے: اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ شریف) میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، ان میں جس کی اقتداء کرو گے، راہ مستقیم پالو گے۔ اس حدیث کو صاحب استقصاء الافحام شیعہ نے بھی قبول کیا ہے (دیکھیں: آیات بینات ص: ۸۴) یہ اور اس قسم کی بیسیوں واضح دلیلوں سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ سب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قابل ستائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ

facebook.com/Salfi.tasawuf

ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی، کا ارشاد ربانی اسی زمرہ صالحین کیلئے ہے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ شمع رسالت پر پروانہ وار جان تک دینے کو تیار رہتے تھے۔

؎ ادھر فرمان محمد ﷺ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

والا معاملہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قدر تعظیم وتکریم بجالاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک لعاب دہن زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ ہاتھوں پر مل کر اپنے جسموں پر مل لیتے۔ اسی طرح وضو کا پانی ہاتھوں ہاتھ لیتے۔ حجامت بنواتے تو موئے مبارک حاصل کر کے بطور تبرک اپنے پاس رکھتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ فرماتے تو بغور سنتے۔ ازراہِ تعظیم آپ ﷺ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے، جب کوئی حکم ملتا تو عمل کرتے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرورت پڑتی تو جانوں، مالوں اور اولادوں کو پیش کر دیتے، خود مصیبت میں پڑ جاتے لیکن یہ چاہتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کانٹا تک بھی نہ چبھے۔ وہ دلی طور پر چاہتے کہ کچھ رہے یا نہ رہے، پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل رہے کہ آپ ﷺ کی رضا سے ہی اللہ تعالیٰ راضی ہو کر انہیں قیامت کو اپنی بخشش سے سرفراز فرمائے اور جنت الفردوس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ نصیب ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت دخول جنت کا ذریعہ:

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے بالخصوص خلفائے اربعہ سے سب سے زیادہ محبت رکھنی چاہیے کہ وہ اس امت میں بہترین ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چاروں کی بے حد تعریف فرمائی ہے۔ دو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر ہیں تو دو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تادم آخر ہم کو اسی اعتقاد پر قائم رکھے۔ ہمیں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عیب جوئی سے بچائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان سے محبت رکھیں کیونکہ ان

facebook.com/Salfi.tasawuf

کی محبت دخول جنت کا ذریعہ ہوگی اور جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظیم اکثریت کے متعلق خیال فاسد رکھتے ہوں انہیں نیک توفیق دے اور نفرت کی جگہ ان کے دلوں میں محبت ہوتا کہ روز قیامت وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل ہوں۔

کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے امیر　　وقت نزع سلامت میرا ایمان رہے

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور، ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء ص: ۶۔۷)

مسجد اور قرآن پاک کا ادب:

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے والی ہر چیز گرامی قدر اور عظیم المرتبہ ہے لہٰذا قرآن حکیم اور مسجد کی تصغیر کے ساتھ مصحیف (چھوٹا سا قرآن) اور مسجید (چھوٹی سی مسجد) مت کہو۔

(بحوالہ کتاب: طبقات کبریٰ للشعرانی ص ۲۶۔ ج:۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لفظ ''رسول اللہ'' کاٹ دینے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے کیوں نہ کاٹا؟ گویا حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی۔ ایسے دوستوں پر واضح ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے الفاظ کہ میں لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے نہیں کاٹوں گا، جذبہ دل کے ماتحت تھے۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ جب میں دل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''رسول اللہ'' تسلیم کر چکا ہوں تو اب اپنے ہاتھ سے اس مرکز ایمان لفظ کو کیسے کاٹوں؟ یہ محبت و ایمان کا تقاضا تھا۔ اس کو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عمر مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیا اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ان الفاظ کی رو سے یہ الزام قائم کیا۔ سب سمجھتے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مثال قائم کردی ہے کہ ہم مسلمانوں کو حضرت محمد صلی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی محبت ہے کہ اگر کسی جگہ ہم یہ لفظ لکھ دیں تو اس پر قلم پھیرنا تعظیم واحترام کے خلاف سمجھتے ہیں (بحوالہ: الاعتصام لاہور، ۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء ص 7)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو خود فن حدیث کے امام گزرے ہیں، ان کا یہ حال تھا کہ جب وہ حدیث بیان فرماتے تو وضو کرتے، خوشبو لگاتے اور صدر مقام پر تشریف فرماتے اور بڑے وقار و تمکنت سے بیٹھتے۔ وہ اس کو بہت برا جانتے، جو راستہ چلتے کھڑے کھڑے حدیث بیان کریں اور اگر کوئی اثناء درس میں بلند آواز سے بول دیتا تو فرماتے آواز پست کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" جب کوئی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کرتے وقت بولتا ہے تو گویا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے زور سے بول رہا ہے۔

ادب کی خاطر بچھو کا ڈسنا قبول کرلیا:

ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس میں ایک بچھو نے سترہ بار ڈنگ مارا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ بار بار متغیر ہوتا لیکن احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے پہلو تک نہ بدلا۔ درس کے بعد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بے چینی کی وجہ پوچھی تو فرمایا: موزہ میں بچھو ہے۔

لیٹ کر حدیث بیان کرنا خلافِ ادب ہے:

ایک شخص حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی بیماری میں عیادت کرنے آیا اور ایک حدیث پوچھی۔ حضرت سعید لیٹے تھے کہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی۔ اس شخص نے کہا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، مجھ کو برا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کروں اور میں لیٹا ہوا ہوں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

حدیث کی طلب میں پیدل سفر:

حافظ ابن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے جتنے سفر طلبِ حدیث میں کئے، ان میں کبھی انہوں نے سواری کا سہارا نہیں لیا۔ سواری اور بار برداری دونوں کا کام وہ اپنے ہی نفس سے لیتے تھے۔ سفر پیادہ پا کرتے اور کتابوں کا پشتارہ پشت پر ہوتا تھا۔ مشقت اور پیادہ روی کبھی کبھی یہ رنگ لاتی کہ پیشاب میں خون آنے لگتا۔ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں ایک حدیث کی خاطر راتوں اور دنوں پیادہ پا چلا ہوں۔

اپنے سے کم عمر عالم کی تعظیم:

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ اپنے ایک شاگرد زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر بیٹھا کرتے۔ لوگوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا تو پاک نفس امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کی صحبت میں دین کا نفع ہو، اس کے پاس انسان بیٹھتا ہی ہے۔ عبدالعزیز راوی ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور ایسا مؤدب بیٹھے دیکھا ہے، جیسے چھوٹے بڑوں کے سامنے بیٹھتے ہیں، حالانکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں تیرہ برس بڑے تھے اور طبقے میں بھی ان سے عالی تھے۔

اکابر و اسلاف کے احترام میں آنسو:

نظام الملک طوسی کے مدرسہ نظامیہ میں پہلے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ مدرس تھے۔ ان کے بعد فخر الاسلام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مدرس مقرر ہوئے تو پہلے روز مسندِ درس پر متمکن ہونے کے بعد ان اکابر کا تصور ان کو ہوا، جو اس مسند کی عزت بڑھا چکے تھے۔ اس تصور نے ان کے پاکیزہ قلب پر ایک کیفیت طاری کر دی۔ اپنا عمامہ آنکھوں پر رکھ کر بے اختیار رونے لگے اور فرمایا: ملک اہل کمال سے خالی ہو گیا اور میں جو شایان سربراہی نہ تھا، سربراہ بن گیا۔ میرا سربراہ بننا کیسا غم ناک ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

راویان حدیث کی عظمت:

ایک عالم شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ سنا تھا کہ ہم راویان حدیث پر جرح کر رہے ہیں، حالانکہ ممکن ہے کہ وہی لوگ دوسو برس سے بہشت میں آسودہ ہوں۔ ایک روز میں امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو وہ فن رجال کا درس دے رہے تھے۔ میں نے امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکور ان کو سنایا۔ ان پر اس مقولہ کا یہ اثر ہوا کہ رونے لگے۔ ہاتھوں میں رعشہ آ گیا اور کتاب ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔ زار زار روتے تھے اور بار بار مجھ سے اس روایت کو کہلواتے تھے (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور ۱۴ دسمبر ۱۹۵۶ء۔ ص:۱)

علماء، طلباء اور صوفیاء کا ادب:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور دس واسطوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ اتنے بڑے محدث وفقیہ اور متقی و مصلح ہونے کے ساتھ انتہائی منکسر المزاج اور بلند اخلاق تھے۔ سب کا احترام و تکریم فرماتے تھے۔ غرباء و مساکین کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی کو تو اپنے لئے لازم ٹھہرا لیا تھا۔ کوئی معمولی آدمی بھی آتا تو تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے، بچوں کی باتیں بھی پورے غور اور توجہ سے سنتے، غریبوں اور بے مایہ لوگوں کے کپڑے تک صاف کر دیتے، اپاہج اور بے بس افراد کی خدمت نہایت شوق اور اہتمام سے کرتے، ان کی مجلسوں میں باقاعدہ حاضری دیتے، ان کے کام کاج کرتے اور انہیں ضروریات مہیا فرماتے۔ علماء، صوفیاء اور طلباء کی بے حد تکریم کرتے اور انہیں بہترین مشوروں سے نوازتے، نیک اور صالح لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے کو بہت بڑی سعادت سمجھتے اور ان کے نصائح سے نہایت متاثر ہوتے (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام یکم جنوری ۱۹۶۵ء ص:۹)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اسلاف سے ناآشنا ہونا بدقسمتی ہے:

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم لکھتے ہیں کہ: ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے حالات وکوائف سے بالکل ناآشنا ہیں۔ حالانکہ وہ حضرات بہت بڑے عالم، بہت بڑے بزرگ، بہت بڑے مصنف، بہت بڑے معلم، بہت بڑے محقق اور بہت بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان میں ایک ایک شخصیت اپنی خدمات گوناگوں کے اعتبار سے پوری جماعت کی سرگرمیوں کی مجتمع تھی۔ کیا ہم میں سے کوئی مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے واقف ہے؟ مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات کہیں ملتے ہیں؟ حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان غزنویہ کے حالاتِ زندگی بازار سے دستیاب ہوتے ہیں؟ مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی باخبر ہے؟ مولانا عبدالقادر قصوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان جماعت کے واقعات محفوظ ہیں؟ کیا مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات کسی نے لکھے؟ یہ وہ حضرات ہیں جن کی خدمت کا دائرہ انتہائی وسیع تھا اور آج ہم انہی کے نقش قدم پر چلنے کا دعویٰ کرتے اور اپنی گفتگو میں ان کے حوالے دیتے ہیں لیکن کس درجہ افسوس کی بات ہے کہ ان کے سوانح حیات سے قطعی ناواقف ہیں۔ اس کے مقابلہ میں حضرات احناف کو دیکھئے کہ ان میں سے ہر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اور ہر عالم دین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ملتے ہیں اور ان کے علماء پورے شوق اور احتیاط سے ان کے واقعات جمع کرتے اور اخبارات ورسائل اور کتابوں میں چھاپتے ہیں۔ جو اہل علم آج ہم میں زندہ موجود ہیں، ان کے سفر آخرت پر رخصت ہوجانے کے بعد ان کے حالات بھی ہمیں نہیں ملیں گے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

وہ لوگ بھی اٹھ جائیں گے اس بزمِ وفا سے تم ڈھونڈنے نکلو گے انہیں پا نہ سکو گے

بات یہ ہے کہ کسی اونچی اور عالم شخصیت کے حالات جمع کرنے کا ہم میں ذوق اور شوق ہی نہیں پایا جاتا، ہم میں سے ہر شخص مدعی علم و فضل ہے، وہ کسی کو اپنے سے بڑا سمجھے، اسکے واقعات سے نصیحت حاصل کرے اور اس کے آثار و نقوش کو اپنا رہنما بنانا چاہے تو اس کے واقعات جمع کرے۔ ہماری یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے اکابر سے بے خبر ہیں (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور، ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء۔ ص:۲)

محدث کی خدمت میں جوتے پیش کرنا:

ملا عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے اور عہدِ اکبری کے سب سے بڑے محدث خیال کئے جاتے تھے' بادشاہ اکبر کے ابتدائی عہد حکومت میں یہ "صدر جہان" کے عہدہ پر فائز تھے' بادشاہ اکبر ان کی انتہائی تعظیم کیا کرتا تھا' ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں: بادشاہ از غایت تعظیم و احترام گاہے بہ جہت سماع علم حدیث بخانہ شیخ مے رفتند و یک دو مرتبہ کفش پیش ہائے اد ہم مانند"۔ (منتخب التواریخ' ص:315) ترجمہ: انتہائی احترام و تعظیم کی وجہ سے بادشاہ کبھی کبھی علم حدیث سننے کیلئے ان کے گھر جاتا اور بادشاہ نے ایک دو دفعہ جوتیاں بھی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آگے رکھیں (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور ۱۴ جنوری ۱۹۵۵ء ص:۶)

والدین کی تابعداری کئی عبادات سے افضل ہے:

والدین کے اولاد پر بڑے احسان ہیں۔ پیدائش، پرورش، تعلیم و تربیت کی ساری مصیبتیں والدین کے سر ہوتی ہیں۔ اس لئے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت نہایت ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ چونکہ بے نیاز ہے اور والدین محتاج ہیں، اس لئے والدین کی اطاعت حقوق سے بھی مقدم ہے۔ پس صدق دل سے والدین کی تعظیم و تکریم بجالاؤ، خواہ وہ سامنے ہوں یا نہ ہوں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ان کے حکم کی برضا و رغبت تعمیل کرو، ان کے سامنے ادب سے بیٹھو، نرمی سے بولو، انکساری سے پیش آؤ۔ حدیث شریف میں ہے "الجنة تحت اقدام الامهات" یعنی جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے، لہٰذا ماں کے ساتھ سخت کلامی سے پیش نہ آؤ۔ ماں باپ کی تابعداری ایک عبادت ہے، جس سے خدا تعالیٰ نہایت خوش ہوتا ہے بلکہ بہت سی عبادتوں سے ماں باپ کی اطاعت افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص والدین کے حق میں خدا کا فرمانبردار ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دوازے کھل جاتے ہیں۔ اگر والدین میں سے ایک زندہ ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جو شخص والدین کے حق میں نافرمان ہوتا ہے اس کیلئے دوزخ کے دو دروازے کھلتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے ایک زندہ ہو تو ایک کھلتا ہے۔ غرض والدین کی اطاعت نجات کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ماں باپ سے حسن سلوک جہاد سے افضل:

حضرت ابو عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ میں نے کہا پھر؟ فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا (بخاری۔ مسلم)

ماں کا حق اور فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اچھے برتاؤ کا کون زیادہ مستحق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر؟ فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر؟ فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر؟ فرمایا تیرا باپ (بخاری ومسلم)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ماں باپ کی بڑھاپے میں خدمت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خاک آلودہ ہوناک اس کی، خاک آلودہ ہوناک اس کی، جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔

بھائی بہنوں کے حقوق:

ماں باپ کے بعد رشتے میں سب سے زیادہ قریبی بھائی بہن ہیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے اور بڑی بہن مثل ماں کے ہوتی ہے۔ اسی طرح چھوٹے بھائی اور بہن مثل اولاد کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے حقوق وہی ہیں جو اولاد کے ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ بچے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں ان کو تکلیف اور ایذاء دینے سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ خاصطور پہ وہ بچے جن کے والدین ان کے سر پر نہ ہوں۔ کیونکہ جب یتیم روتا ہے تو عرش عظیم کانپ اٹھتا ہے۔

قرابت داروں کے حقوق:

خدا تعالیٰ کے بعد جس طرح اس کے رسولوںؑ اور اکابرین امت کی تعظیم واجب ہے، اسی طرح والدین کے بعد ان کے متعلقین کی تکریم لازم ہے۔ یعنی بعض ان سے باپ کے قریبی ہوتے ہیں اور بعض ماں کے قریبی ہوتے ہیں۔ جس طرح ماں اور باپ کا حق ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح ان رشتہ داروں کا حق ادا کرنا لازم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے رزق میں فراخی چاہتا ہو اور اپنی عمر میں برکت چاہتا وہ صلہ رحمی کرے (بخاری ومسلم) (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام لاہور، 7 مارچ ۱۹۵۲ء ص: ۴۔۵)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

فتاویٰ ثنائیہ میں ادب کے موتی

مرتب: مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ ثنائیہ، بلاک 19 سرگودھا

سوال: اگر کوئی مولوی صاحب منبر پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ، نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کو سخت سست کہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ایسا شخص بحکم حدیث "سباب المسلم فسوق" فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بحکم حدیث "صلو اکل بر وفاجر" اور بحکم قرآن واركعوا مع الراكعين ان کے پیچھے مجبوری کی حالت میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

معزز شہروں کے نام کے ساتھ شریف لکھنا:

سوال: آج کل لوگ سوائے مکہ شریف و مدینہ شریف کے دوسرے شہروں کو لفظ شریف لگا کر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے بغداد شریف، اجمیر شریف۔

جواب: مکہ یا مدینہ کے ساتھ شریف لفظ لکھنا کوئی مذہبی حکم نہیں۔ قرآن مجید میں ان دونوں شہروں کا نام خالی آیا ہے: ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة۔ لئن رجعنا الی المدینة۔ شریف کا لفظ لکھنا کوئی مذہبی حکم نہیں بلکہ اپنا اعتقادی شوق ہے۔ اس لیے کسی اور شہر کو کسی واقعی عزت کی وجہ سے شریف کہنا نہ کہنا دونوں برابر ہے۔ نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے (بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۴۷)

نیک شخص سے عقیدت رکھنا مستحب ہے:

کسی مرد صالح سے حسن عقیدت رکھ کر اس سے تعلق پیدا کرنا اور اس کی صحبت میں رہ کر فائدہ صحبت لینا اور فائدہ تعلیم حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

(بحوالہ کتاب: فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۶۲۸)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

سوانح مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ: مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ

قارئین! مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ قلعہ میہاں سنگھ والے، حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ تینوں ساتھی اکٹھے حضرت میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور ان سے حدیث پڑھنے کے بعد اپنے اپنے علاقے میں قرآن وحدیث کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے گوجرانوالہ کے نواحی گاؤں قلعہ میہاں سنگھ میں جامعہ اشاعۃ التوحید والسنہ قائم کیا اور ہزاروں لوگوں کو سیدھی راہ پہ چلنے کا درس دیا۔ لاہور کی قدیم مسجد چینیانوالی میں بھی آکر درس دیتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی حد تک عقیدت رکھتے اور اپنے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کا بے پناہ ادب کرتے تھے۔ جس دن فوت ہوئے، گوجرانوالہ کا ایک شخص حج کی ادائیگی کیلئے مکہ مکرمہ میں گیا ہوا تھا، وہاں حرم کعبہ میں چند درویش لوگ بیٹھے آپس میں کہنے لگے: افسوس! آج پنجاب کا سورج غروب ہو گیا، مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔ حالانکہ اس زمانے (1875) میں نہ کوئی ٹیلی فون تھا نہ ہی وائرلیس سسٹم۔ اس شخص نے وہ دن نوٹ کر لیا۔ جب کئی ماہ کے بعد واپس آیا تو آکر پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہی دن اور وہی وقت تھا، جب ان درویشوں نے آپس میں بات کی تھی (بحوالہ سوانح حیات مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ) آئیں دیکھتے ہیں کہ اتنے بڑے ولی اللہ کی زندگی میں ادب کے کیا کیا جواہر پارے بکھرے ہوئے تھے اور پنجاب کے اس سورج کی بے ادبی کرنے والوں کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا؟ (از: مرتب)

بات بات پہ لوگوں کو کافر مت بنائیں:

مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM

ہیں کہ: حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چل کر اور صحیح طریق عمل پر کاربند ہو کر بارگاہ ایزدی میں وہ قرب حاصل کیا کہ جس کا ایک زمانہ اب تک شاہد ہے۔ انہوں نے کبھی کسی کلمہ گو کو کافر نہیں بنایا بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے خون اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عزیز و اقارب بلکہ اپنے دانت مبارک لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے قربان کیے۔ ہم کو بھی لازم ہے کہ فلا تکفرہ بذنب پر عمل کریں یعنی کسی معمولی گناہ یا لغزش کے سرزد ہونے سے کسی کو جھٹ پٹ کافر نہ کہہ دیا کریں۔

اللہ والوں کی گستاخی کا موت تک وبال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ بحث مباحثہ سے متنفر رہے۔ ہاں خلاف شرع کام ہوتا دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نہ رہا جاتا تھا، مگر اس حالت میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے سخت کلامی سے پیش نہ آتے۔ بلکہ اس طرز سے سمجھاتے کہ وہ ترک گناہ پر مجبور ہو جاتا۔ بزرگوں کے حق میں گستاخانہ کلمات کہنے والوں کو آپ بہت برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسے شخص پر رجعت پڑ جاتی ہے (یعنی جو شخص کسی اللہ والے پر جس طرح کی زبان درازی کرے گا، اس وقت تک نہیں مرے گا، جب تک ان عیوب میں مبتلاء نہ ہو جائے، جو اس نے کسی اللہ والے پر بہتان لگائے ہوتے ہیں)

بزرگوں کا ذکر کرنا باعث نجات ہے:

بزرگوں کا ذکر خیر کرنا کفارۂ گناہ ہوتا ہے۔ شاید میرا یہی عمل (مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات تالیف کرنا) باعث نجات اور لوگوں کے لیے باعث ہدایت ہو جائے۔ لوگو! مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فوت ہوئے پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے، وہ اس وقت ہم میں موجود نہیں، مگر ان کا ذکر خیر اسی طرح کیا جاتا ہے کہ جیسے ہم میں موجود ہیں۔ ان کے طرز عمل سے ابھی تک سند لی جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

میں وہی عزت، وہی عظمت اور وہی رعب مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا موجود ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہے: من عمل صالحاً من ذکر او انثی فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ کہ مرد وخواتین میں سے جو کوئی بھی صالح اعمال اختیار کرتا ہے، ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

غلبہ ہمیشہ دین حق ہی کو حاصل ہوتا ہے:

یاد رہے کہ اولیاء اللہ سے کرامات ایسے ہی صادر ہوتی ہیں، جیسے رسولوں سے معجزات۔ یعنی کرامت اس چیز کا نام ہے جو نبیؑ کے معجزہ کے مشابہ ہو یا بالکل ویسا ہی ہو۔ لیکن جس طرح کرامت ولی اللہ سے ظاہر ہوتی ہے، ویسے ہی استدراج سادھو یا جوگی سے صادر ہوتا ہے۔ اوران میں جو فرق ہے، وہ صرف اہل علم ہی سمجھتے ہیں۔ اگر ولی اللہ اور کسی سادھو جوگی کا مقابلہ شروع ہو جائے تو دین حق کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کا ساحروں سے مقابلہ ہوا یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کئی نیک لوگوں کا غیر مذہب والوں سے مقابلہ ہوا تو خداوند کریم نے دین حق کو ہی غلبہ دیا۔ استدراج اور کرامت کا فرق سمجھانے کیلئے ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے لاہور جانے کا حکم:

حضرت علی ہجویری صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، جن کا مزار لاہور میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو لاہور میں مقیم ہونے کا حکم ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے آئے اور جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، مقیم ہو گئے۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہی جگہ بذریعہ کشف دکھائی گئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قرب وجوار میں ایک جوگی رہتا تھا، جو استدراج کی بدولت بہت مشہور تھا اور بہت سے لوگ اس کو مقتدا سمجھتے تھے۔ جمعرات کے دن شہر اور دور دور کے گاؤں سے اس جوگی کے پاس دودھ آیا کرتا تھا۔ جو شخص اس روز جوگی کے پاس دودھ نہ لاتا، یا اس کی نیت دودھ نہ لانے کی ہو

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

جاتی تو اس کی گائے یا بھینس کے تھنوں میں بجائے دودھ کے خون آنا شروع ہو جاتا۔ بہت سے لوگ اس جوگی کے سبب شرک میں گرفتار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی ہجویری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس فتنہ وفساد کو رفع کے لئے بھیج دیا۔ انہوں نے بھی اس کے راستہ میں جھونپڑی ڈال لی۔

اللہ کے توکل پر شرک چھوڑ دیا:

ایک روز ایک بڑھیا دودھ لے کر جوگی کے پاس جا رہی تھی۔ راستہ میں دم لینے کے لیے علی ہجویری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ ''مائی جی۔ کہاں سے آئی ہو اور کہاں جانا ہے۔'' بڑھیا نے اپنا مفصل حال ذکر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی کچھ رستہ باقی ہے، آپ کو وہاں پہنچنے میں تکلیف ہوگی۔ یہ دودھ مجھ کو دے دو۔ بڑھیا بولی: میں نے تو دینا ہی ہے۔ تمہیں دے تو دوں مگر خطرہ یہ ہے کہ دودھ دینے والی نہ مر جائے۔ کیونکہ ایسے واقعات کئی لوگوں سے گزر چکے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خدا پر بھروسہ کرو اور دودھ مجھ کو دے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ دودھ دینے والی کا دودھ دوگنا کر دے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بڑھیا کے دل پر اثر کر گیا اور وہ دودھ دے کر واپس چلی گئی۔ خدا کے فضل سے اس کی گائے نے حضرت علی ہجویری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق دوسرے روز دوگنا دودھ اور گھی دیا اور بڑھیا نے اپنے گاؤں کے لوگوں کو جو جوگی کے پاس جایا کرتے تھے، اپنا قصہ سنایا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ آئندہ جمعرات کو اس گاؤں کی تمام عورتیں سارا دودھ علی ہجویری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے لیا ہوا دودھ یتیموں اور بیواؤں میں تقسیم کر دیا کرتے۔ رفتہ رفتہ گردونواح میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ تھوڑے ہی عرصے میں جوگی کی طرف لوگوں کی آمد و رفت کم ہو گئی اور آپ کی طرف زیادہ۔ قال اللہ تعالیٰ وقل جاءَ الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحق یعلو ولا یعلی۔ حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے، مغلوب نہیں ہو سکتا۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

پیر کامل رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرنے کی سزا:

جوگی نے اپنے چیلوں سے اس زوال کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا اور ساتھ ہی کچھ بے ادبی کے الفاظ بھی کہے۔ جوگی سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ ان کے میلہ کا دن قریب تھا۔ جب میلہ کا دن آیا تو جوگی حضرت علی ہجویری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ کے لئے آیا اور کہا کہ "آپ کچھ دیکھیں یا دکھائیں" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "میں مداری نہیں ہوں"۔ جوگی نے کہا "پہلے آپ اڑیں یا میں اڑتا ہوں" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اڑنا مکھیوں کا کام ہے۔ جوگی غصہ میں آیا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اڑ گیا۔ جب نظر سے غائب ہونے کے قریب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ٹوٹی ہوئی جوتی پکڑی اور فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بقدرۃ اللہ و انا علی ملت رسول اللہ ﷺ "جا اور اس شیطان رجیم کو میرے پاس لے آ۔ جوتی اللہ کے حکم سے اوپر کی طرف اڑی اور جوگی مرجوم کے سر پر پڑنی شروع ہو گئی۔ جوگی کو واپس زمین پر لے آئی۔ ہزارہا لوگ دیکھ رہے تھے۔ جوگی بمع اپنے چیلوں کے اور ہزارہا لوگ بھی اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئے (بحوالہ: سوانح حیات مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ ص 2 تا 9)

پیدائشی ولی اللہ بچے کا لوگوں میں احترام:

جب مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ چلنے پھرنے لگے تو لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام متقی رکھ دیا۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے کہ ایک روز میں استنجا کر رہا تھا اور وہ جگہ ہندوؤں کی گزرگاہ کے قریب تھی۔ ہندو لوگ گزرتے گزرتے یہ کہتے جاتے تھے کہ مولوی رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ لڑکا بڑا ولی اللہ ہوگا۔ ہر جگہ ذکر ہی کرتا رہتا ہے۔ میں سن کر ہنستا تھا۔ لڑکپن میں ہی لوگوں کا آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حسن ظن تھا۔ کوئی زیادہ بیمار ہو جاتا تو حسنِ عقیدت کی وجہ سے متقی بچے سے پانی دم کراتا یا بیمار پر ہاتھ لگواتے۔ خدا کے فضل سے صحت ہو جاتی۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

مریض دادا کی خدمت کرنے کا عظیم صلہ:

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ راجہ رنجیت سنگھ کے طویلہ میں اذان دے رہا ہوں اور میری اذان لوگ دور دور سے سن کر جوق در جوق آ رہے ہیں۔ علی الصبح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دادا صاحب (حضرت نظام الدین صاحب خادم رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس خواب بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر کی کہ لوگ تیرے ہاتھ پر بہت مسلمان ہوں گے۔ اس واقعہ سے کچھ دن بعد حضرت نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسہال کی بیماری سے بیمار ہو گئے اور مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں رہنے لگے۔ مولوی صاحب مرحوم ان کا پاخانہ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے۔ ایک دن انہیں سحری کے وقت حاجت پاخانہ ہوئی۔ جناب مولوی صاحب مرحوم بھی جاگتے تھے۔ جد امجد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ میرا پاخانہ اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرت سے دیکھ کر فرمایا: ''غلام رسول! تم میرا پاخانہ ہاتھوں سے صاف کرتے ہو؟ اس کے صلے میں لوگ تمہارا پاخانہ دانتوں سے صاف کرنے سے دریغ نہ کریں گے''۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے معتقدین کو یہ قصہ سناتے اور فرماتے تھے کہ مجھے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہی فیض حاصل ہوا ہے (بحوالہ کتاب: سوانح حیات ص 46 تا 49)

چند دن آزمائش کی چکی میں پسائی:

مولوی صاحب کو مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ ''میں خواب میں تم پر بلائے آسمانی نازل ہوتی دیکھتا ہوں۔ تمہارا گھر چلے جانا یہاں کے رہنے سے بہتر ہے۔ مجھے اس خواب کے دیکھنے سے بڑا اضطراب ہو رہا ہے۔'' مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار پر آپ گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کسی شخص نے گورنمنٹ سے شکایت کی کہ ملک میں انگریز کے خلاف انقلاب کی کوشش مولوی غلام رسول (رحمۃ اللہ علیہ) کے درس دینے سے شروع ہوئی ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے رخصت ہو کر امرتسر پہنچے۔ امرتسر میں ہی سن لیا کہ میری گرفتاری کے لیے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

اشتہار جاری ہو گیا ہے۔ دو روز بعد آپ فتح گڑھ چلے گئے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ داروں اور واقفوں کی طرف جاسوس اور سرکاری ملازم پھر رہے تھے۔ اس زمانہ میں امرتسر کا ڈپٹی کمشنر انگریز تھا۔ وہ لوگوں کو صرف شک کی بنیاد پر ہی بلا تحقیق کیے پھانسی دلوا دیتا تھا۔

مرشد کے بغیر ہماری زندگی کس کام کی؟

حکیم غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے بڑے بھائی تھے۔ انہوں نے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پوشیدہ طور پر رہنے کے واسطے کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''پوشیدگی میں عمر گزارنی مشکل ہے۔ قضاء الٰہی پر میں راضی ہوں۔ حاکم وقت میرے بیان بھی تو سنیں گے اور تحقیقات بھی کریں گے۔ یونہی شکایت پر مجھے پھانسی نہیں دیں گے، آپ مجھے باہر نکلنے سے منع نہ فرمائیں''۔ تھوڑے ہی وقفہ کے بعد پولیس کے سپاہی اور کپتان پولیس مسجد میں پہنچ گئے اور مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر لیا اور لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ عبدالسلام کشمیری قلعہ میہاں سنگھ میں ایک بڑا دلیر شخص تھا۔ اس نے تمام گاؤں میں منادی کر دی کہ مولوی صاحب پکڑے گئے۔ اب ہماری زندگی کس کام کی ہے۔ مرشد کے بغیر جہاں میں رہنا مزا نہیں دیتا۔ خواتین و مرد سوٹا لکڑی لے کر جمع ہو گئے۔ سپاہیوں کو گھیر لیا۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے با آواز بلند کہا: میرے محبو! مت گھبراؤ اور فساد نہ کرو، ورنہ ہم سب کے سب مارے جائیں گے۔ میری زندگی اگر چاہتے ہو تو تم سب کے سب گھر چلے جاؤ۔ میں بھی انشاء اللہ بخیریت جلدی گھر واپس آ جاؤں گا۔ غرض لوگ ہٹ گئے۔

قید ہونے کے باوجود آزادی:

سکھدی جو سردار میہاں سنگھ کی بہو تھی۔ اس نے دیوان جوالا سہا صاحب ایمن آبادی کو کہلا بھیجا کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہو گئے ہیں، میں عورت ہوں کچھ کر نہیں سکتی۔ آپ میری مدد کریں اور میرے پیر اور استاد کی رہائی کے لیے کوشش کریں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 234/274

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اگرچہ حوالات میں رکھا گیا لیکن صبح کے وقت ہم مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آزادانہ طور پر ہی حوالات کی چھت پر پھرتے دیکھتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ چھت پر ہی وضو کرتے اور نماز ادا فرماتے۔

مرشد کی تکلیف سے مریدوں کا چین لُٹ گیا:

بابا محمد رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں پٹولی کا کام کرتا تھا، اور آپ کا بڑا معتقد تھا۔ اس نے درخواست دے کر اپنی روٹی کھلانی منظور کرالی۔ بابا محمد بیان کرتے تھے کہ ہم کو کام کاج سب بھول گیا۔ آرام و چین حرام ہو گیا۔ قدرتاً لاہور میں ایسی ہل چل شروع ہو گئی کہ ہر فرد و بشر یہی کہتا تھا کہ اگر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہا ہو گئے تو ہماری زندگی بھی ہو گی۔ ورنہ ایسی زندگی سے مر جانا ہزار درجہ بہتر ہے۔ تاریخِ فیصلہ سے پیشتر لاہور اور اس کے گرد و نواح دیہات میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیش ہوتے ہی پھانسی کا حکم دیا جائے گا۔ حیرانگی تھی کہ کسی حاکم وقت کی زبان کا تو یہ کلمہ نہیں ہے، یہ منادی خدا جانے کس نے کردی۔ تاریخ پیشی پر معلوم نہیں کہ صرف لاہور کے ہی باشندے تھے یا کس کس جگہ کے تھے۔ اتنا کثیر مجمع ہو گیا کہ میں نے ایسا مجمع آج تک نہیں دیکھا۔

پورے پنجاب کا استاد اور پیر:

فنانشل کمشنر نے رسالدار سے دریافت کیا کہ تم اس صورت میں میرے پاس کیوں آئے۔ اس نے کہا کہ حضور تھوڑی سی تکلیف فرما کر اس دریچہ سے باہر تو دیکھیں کس قدر خلقت مارنے مرنے کو تیار ہے؟ مسٹر منٹگمری فنانشل کمشنر نے جب نظر کی تو حیرت کی حد نہ رہی۔ تا حد نظر خلقت دکھائی دیتی تھی اور چاروں طرف ایسی ہی حالت تھی۔ رسالدار سے پوچھا گیا کہ اتنے آدمی کیوں جمع ہو گئے ہیں۔ عرض کی کہ لوگوں نے سنا ہے کہ آپ نے مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے پھانسی کا حکم نافذ فرمایا ہے۔ مسٹر منٹگمری نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے، ہم نے کوئی حکم نہیں دیا۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

رسالدار نے کہا کہ آپ نے حکم تو نہیں دیا، مگر یہ شخص جو ناحق گرفتار ہوا ہے یہ پورے پنجاب کا استاد اور پیر ہے۔ یہ خلقت صرف انہی کی خاطر مارنے مرنے کو تیار ہے (بحوالہ کتاب: سوانح حیات ص 62 تا 69)

شہرت اور چیز ہے، مقبولیت اور چیز:

ہر زمانہ میں بڑے بڑے ذہین گزرے ہیں۔ مثلاً شیکسپیئر جیسا ڈرامیٹک، کالی داس جیسا شاعر اور دیاس جیسا جامع دید مگر مقبولیت ایک دوسری چیز ہے۔ جسے مولا بنائے، وہی مقبول بنتا ہے۔ خداوند کریم نے بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ''ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے''۔ یہ خدا ہی کی ودیعت تھی جو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوئی تھی، ورنہ آپ کے دو اور حقیقی بھائی بھی تھے اور اقرباء میں بھی بہت سے آدمی تھے لیکن جو کچھ آپ کو مقبولیت حاصل ہوئی وہ کسی کو نصیب نہ ہو سکی (بحوالہ کتاب: سوانح حیات مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۷۳، ۷۴ ناشر: مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار گوجرانوالہ)

امام مسجد کو تنگ کرنے والے کی موت:

حافظ غلام محمد صاحب (ضلع شاہپور) ایک دن مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں دیکھ کر بہت روئے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ حافظ صاحب نے بیان کیا کہ گاؤں کا نمبردار مجھے سخت ایذا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے گاؤں سے باہر نکال دیا ہے۔ میری اور نمبردار کی عداوت کی وجہ محض شریعتی امور ہیں۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سن کر خاموش ہو گئے۔ حافظ صاحب فرماتے تھے کہ میں تین روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا۔ اس دوران مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جوتی صبح کے بعد زمین پر پانچ دفعہ زور سے مارتے۔ تیسرے روز مجھے فرمایا کہ حافظ واپس چلے جاؤ اور جلدی پہنچنا تا کہ اس نمبردار کا جنازہ تم ہی پڑھاؤ تا کہ دشمن سے بھی کچھ مل ہی جائے۔ حافظ صاحب کا بیان ہے کہ جب میں گاؤں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ لوگ اس نمبردار کا جنازہ لیے جا رہے ہیں۔ مولوی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حسبِ فرمان اس کا جنازہ میں نے ہی جا کر پڑھایا (بحوالہ کتاب: سوانح حیات مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۲)

سرکش جنات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ادب واحترام:

سلیمان بنگالی بیان کرتا تھا کہ میں مولوی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد دہلی چلا گیا۔ وہاں ایک صاحب کو جن کا عارضہ تھا۔ بہت عاملوں نے جن نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ گھر والے مایوس ہو چکے تھے۔ جب اس شخص کے گھر والوں نے سنا کہ مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد یہاں آیا ہوا ہے، تو وہ مجھ کو بلا کر لے گئے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور عالم و عامل تھے۔ میں نے اس جن کو جاتے ہی کہا کہ میرے استاد مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میہاں سنگھ والے رحمۃ اللہ علیہ تم کو السلام علیکم کہتے تھے۔ یہ سن کر جن بولا: کہتے تو یہی ہوں گے کہ نکل جا مگر میرا ارادہ نکلنے کا نہ تھا۔ اچھا تو میں جاتا ہوں، پھر کبھی نہ آؤں گا (بحوالہ: سوانح حیات ص ۱۰۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کا ادب:

مولوی علاؤالدین صاحب نے مجھ سے بالمشافہ بیان کیا کہ ایک دن مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع ہیرانوالہ کو تشریف لے جارہے تھے۔ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پابہ رکاب تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار تھے۔ راستہ میں ایک اونچا سا ٹیلہ آتا ہے۔ جب وہاں پہنچے تو گھوڑی سے اتر پڑے اور فرمانے لگے: علاؤالدین! یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خوشبو آتی ہے۔ تم ذرا گھوڑی پکڑلو۔ میں نے حسبِ ارشاد گھوڑی کو پکڑ لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وضو کر کے ننگے پاؤں تلاش کرتے کرتے ایک جگہ بیٹھ گئے۔ دوپہر کا وقت اور گرمیوں کا موسم تھا۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ بے ہوشوں کی طرح وہاں بیٹھے رہے اور یہ حالت ہوگئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دستار مبارک بھی سر سے نیچے گر گئی۔ میں حیران کھڑا تھا۔ ظہر کے اول وقت

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے اُٹھے اور نماز ادا کی۔ فرمانے لگے میرا دل چاہتا ہے کہ میری قبر یہیں پر ہو۔ (بحوالہ کتاب: سوانح حیات مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۴)

مسجد کے لوٹے کی توہین کرنے کا انجام:

قلعہ میہاں سنگھ میں بوٹا نامی ایک شخص کشمیری قوم سے تھا اور پرلے درجے کا بے دین تھا۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں مسجد میں آ کر کنویں سے پانی کا بوکا نکالا اور مسجد کا ہی لوٹا لے کر بھر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ کیا کرتا ہے۔ کہنے لگا پانی پیتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو کمال درجہ کی بے حیائی ہے کہ مسجد کا بوکا اور مسجد کا لوٹا اور پھر رمضان شریف میں مسجد میں ہی کھڑے ہو کر میرے سامنے اقرار کرتا ہے کہ پانی پیتا ہوں۔ اس نے لوٹا بھرا بھرایا زمین پر دے مارا اور لوٹا ٹوٹ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ میں آ کر فرمایا۔ اے موذی جیسے تو نے مسجد کا لوٹا توڑا ہے جا! خداوند کریم تجھے بھی ویسے ہی توڑے گا۔ اس کو جاتے ہی استسقاء ہو گیا۔ محمد صدیق کشمیری اس کی برادری میں آپ کا بڑا معتقد اور مرید تھا۔ اس نے پوچھا کہ صبح تک تو تو تندرست ہٹا کٹا تنومند جوان تھا۔ تجھ کو کیا ہو گیا؟ اس نے تمام واقعہ کہہ سنایا اور کہا کہ کسی حکیم کو بلاؤ۔ اس نے کہا کہ بیوقوف یہ تو کرامت ہے، جس منہ سے نکلی ہے اسی منہ سے جائے گی۔ علاج وغیرہ بالکل بے فائدہ ہے۔ ہم تمام آدمی بمع تمہاری بیوی اور بچے کے جمع ہو کر تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔ حضور کی خدمت میں عرض کریں گے۔ اگر تیری حیات باقی ہے تو تیرے حق میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے کلمۂ خیر نکلے گا۔ لہٰذا سب لوگ جمع ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کی بیوی نے اپنا بچہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں رکھ دیا اور عرض کیا کہ حضور میری جوانی اور اس معصوم بچے کی حالت پر رحم فرما کر اس کو معافی دیں اور اس کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آرام دے دے۔ محمد صدیق نے بھی بہت منت کی۔ آپ نے فرمایا: میرا کوئی غصہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

نہیں۔ اگر یہ شخص تائب ہو کر نماز، روزہ، زکوٰۃ ادا کرے گا۔ تو خداوند کریم اس کو معاف کردے گا۔ ورنہ "ان بطش ربك لشديد" بوٹے نے اسی مجلس میں توبہ کی اور اسی وقت صحت یاب ہو گیا۔ ایک سال کے بعد اس نے نماز چھوڑ دی۔ پھر اسی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ نماز شروع کرنے پر پھر صحت یاب ہوا۔ جب اس نے چوتھی دفعہ نماز چھوڑ دی تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب حد ہو گئی ہے۔ تو خدا کو دھوکا دیتا ہے، اب میں کچھ نہیں کہتا۔ ہر چند وہ تائب ہوا مگر صحت نہ ہوئی اور اسی بیماری سے فوت ہو گیا۔ (بحوالہ کتاب: سوانح حیات ص ۱۲۷ ملنے کا موجودہ پتہ: مکتبہ سلفیہ، اردو بازار، لاہور)

ولی اللہ سے وعدہ خلافی کرنے کا وبال:

شہر گوجرانوالہ سے ایک شیخ اور اس کی بیوی اپنی ۱۴ سالہ لڑکی کو ساتھ لے کر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت! اس لڑکی کے سر پر کوئی بال نہیں ہے یعنی گنجی ہے۔ اس کی شادی نزدیک ہے، آپ دعا فرمائیں کہ اس کے سر پر بال پیدا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹی نماز پڑھا کرو، ان شاء اللہ تم جلدی اچھی ہو جاؤ گی۔ اس لڑکی نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ سر پر بال بکثرت پیدا ہو گئے۔ دو سال کے بعد وہ لڑکی مع اپنے چھوٹے بچے کے اپنی والدہ کے ہمراہ نذرانہ لے کر خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟ لڑکی کی والدہ نے تمام سرگذشت یاد دلائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ نماز پڑھا کرتی ہے یا نہیں۔ لڑکی نے جواب دیا: حضرت! پڑھا تو کرتی تھی، مگر اب تھوڑے دنوں سے چھوٹ گئی ہے۔ اسی وقت آپ نے نذرانہ واپس کر دیا اور فرمایا تمہارے جیسے لوگوں سے، جو خدا سے وعدہ کر کے توڑ دیتے ہیں، مجھے کوئی سروکار نہیں۔ ہر چند اس نے منت کی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نذرانہ نہ لیا۔ بالآخر وہ واپس گوجرانوالہ چلی گئی۔ رات کو وہ لڑکی سوئی اور صبح اٹھ کر سر پر ہاتھ پھیرا تو ایک بال بھی نہ تھا۔ ایسا ہوا گویا "کان لم یکن شیئا"۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

فقیر کے سامنے غلط بیانی کرنے سے کنگال ہوگیا:

موضع مان متصل قلعہ میہاں سنگھ میں ایک شخص اسمٰعیل کشمیری بہت متمول آدمی تھا اور وہاں ہی شرف الدین نامی مولوی صاحب کا مرید رشید تھا۔ بڑا صالح مرد تھا۔ اس نے میرے آگے بیان کیا کہ آپ (راقم الحروف مولانا عبدالقادر) کی شادی کے موقع پر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ عبدالقادر کی شادی ہے' اور مجھے ایک سو روپیہ کی ضرورت ہے۔ جاؤ اسمٰعیل کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسمٰعیل سے یک صدروپیہ بطور قرض حسنہ طلب کیا۔ اسمٰعیل نے کہا کہ میرے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ آپ نے پھر فرمایا لیکن پھر بھی اس نے انکار کیا۔ میں نے بھی تقاضا کیا لیکن وہ نہ مانا۔ آخر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شرف الدین کیوں تقاضا کرتے ہو؟ اس کو مجبور مت کرو، اس کے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس قلعہ تشریف لے گئے۔ میں نے یک صدروپیہ قرض لے کر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے حق میں دعائے برکت کی' میں تو ایک سال میں صاحب زکوٰۃ ہوگیا۔ لیکن اسی سال کے اندر اندر اسمٰعیل کشمیری بالکل مفلس اور قلاش ہوگیا اور اسی صدمہ سے وہ سودائی ہوگیا۔ تا مرگ اس کی زبان پر یہ الفاظ رہے' ہائے میرا روپیہ کہاں گیا؟ نہ میں نے کوئی شادی کی، نہ چوری ہوئی، نہ میں نے کسی کو دیا۔ افسوس مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں نہ دیا (بحوالہ کتاب: سوانح حیات ص ۱۳۰)

مسجد کی بے ادبی کرنے پر زندگی اجڑ گئی:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سکھ تھانیدار مسمی جوگندر سنگھ کسی مخبر کی مخبری سے سرکاری طور پر قلعہ میں آیا۔ مخبر نے خبر دی تھی کہ آج جمعہ کا دن ہے، کم از کم دو ہزار آدمی مسجد میں جمع ہیں اور فی الواقع بات بھی سچ تھی' وہ تھانیدار مع اپنے شکاری کتوں کے مسجد میں آ داخل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسجد خدا کا گھر ہے، اس حرکت پر توبہ کرو۔ تھانیدار

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

نے کہا۔ مولوی! تم میرے آنے کو تمام عمر یاد کرو گے اور بھی سخت سست کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زور سے پڑھا۔ "ان بطش ربك لشديد" یعنی خداوند کریم کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اگر میں برا ہوں۔ تو وہ "احکم الحاکمین" مجھے پکڑے گا۔ اگر تم برے ہو تو تمہیں پکڑے گا۔ پس تھانیدار نے حاضرین کی گنتی شروع کر دی۔ بار بار گنتی کرتا رہا۔ صرف گیارہ آدمی ہی اس کی نظر میں آئے۔ آخر مجبوراً اس کو اپنی رپورٹ میں گیارہ آدمیوں کی حاضری درج کرنی پڑی۔ تھوڑے ہی دن گزرنے پائے تھے کہ اس تھانیدار پر مقدمہ بن گیا اور وہ معزول ہو گیا۔ مقدمہ پر روپیہ اس قدر خرچ ہوا کہ ایک کوڑی بھی اس کے پاس نہ رہی اور سخت ذلیل ہو کر گوجرانوالہ سے نکلا۔

(بحوالہ کتاب: سوانح حیات ص 140 ملنے کا موجودہ پتہ: مکتبہ سلفیہ، اردو بازار، لاہور)

ماں کے گستاخ کو انوکھا عذاب:

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک بستی میں ٹھہرا، اسی بستی کے ایک کنارے ایک قبرستان تھا۔ جب عصر کا وقت ہوتا تو اس قبرستان میں ایک قبر کھلتی اور اس میں سے ایک آدمی نکلتا۔ جس کا سر گدھے کا اور باقی جسم انسان کا ہوتا اور وہ گدھے کی آواز میں تین چیخیں مارتا اور پھر اپنی قبر میں داخل ہو جاتا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت اُون کات رہی تھی۔ ایک عورت نے مجھ سے کہا کیا آپ اس بڑھیا کو دیکھتے ہیں؟ میں نے کہا کیا بات ہے؟ کہنے لگی یہ اس شخص کی والدہ ہے۔ میں نے کہا اس کا قصہ کیا ہے؟ وہ عورت کہنے لگی کہ یہ شخص شراب پیتا تھا اور جب یہ اس کام کیلئے نکلتا تو اسکی والدہ اس سے کہتی میرے بیٹے اللہ سے ڈر! تو کب تک شراب پیتا رہے گا؟ یہ اپنی ماں سے کہتا تو گدھے کی طرح چیختی رہتی ہے۔ اسی طرح کرتے کرتے ایک دن یہ شخص عصر کے بعد فوت ہو گیا۔ اس روز سے ہمیشہ عصر کے بعد اس کی قبر کھلتی ہے اور یہ گدھے جیسی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

تین چیخیں مارتا ہے اور پھر بدستور اپنی قبر میں چھپ جاتا ہے (بحوالہ کتاب: عالم برزخ ص 168 تالیف: مولانا عبدالرحمان عاجز رحمۃ اللہ علیہ ناشر: رحمانیہ دارالکتب، فیصل آباد)

قبر سے مردہ نکلنے کی دوسری سند:

قارئین! مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ (مالک مکتبہ دارالسلام) نے بھی یہی واقعہ علامہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اپنی کتاب "والدین کی اطاعت و نافرمانی" صفحہ نمبر 375 پر بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا ہے۔ دیکھئے صحیح الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 665 حدیث 2517)

اسلاف کو دیکھ کر اپنی سمت درست کریں:

(مولانا عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ کی کتاب "تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ" کے ابتدائیہ میں مولانا محمد نعمان فاروقی ایڈیٹر: ماہنامہ ضیائے حدیث لاہور لکھتے ہیں کہ) ایک آدمی جب اپنی لائن سے ہٹ جاتا ہے تو عموماً اسے آباؤ اجداد کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ دیکھو تمہارے بڑے کیا تھے اور تم کیا ہو۔ اس طرح اس کا ضمیر جاگتا ہے اور اندر کا انسان بیدار ہوتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ایسی کتب کا مقصد قوم کو جھنجوڑنا اور بیدار کرنا ہوتا ہے تاکہ اخلاف اپنے اسلاف کو دیکھ کر اپنے احوال درست اور اپنی سمت صحیح کریں (بحوالہ کتاب: تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص 11 ناشر: مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ)

سوہدروی خاندان کے خادم جنات:

حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ درس بڑا وسیع تھا۔ تشنگان دین اپنی علم دین کی پیاس بجھانے کیلئے دور و نزدیک سے آتے۔۔۔ ایک مرتبہ درس کے اختتام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شاگردوں سے کہا کہ موضع تلواڑہ سے مسجد کیلئے لکڑی کا شہتیر اٹھالاؤ اور آٹھ دس لڑکے اس کام کیلئے جاتے۔ اگلی صبح جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کیلئے تشریف لائے تو شہتیر پڑا ہوا تھا۔ مگر سبھی نے شہتیر کے لانے پر لاعلمی کا اظہار کیا۔ البتہ ایک شاگرد نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ اس شہتیر کو وہ اکیلا ہی اٹھا کر لایا ہے۔ حضرت

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ معاملہ سمجھ گئے اور اسے فوراً ہی علیحدگی میں لے گئے۔ ایک اچھا مسلمان بننے کی تاکید کی اور نصیحت فرمائی کہ خلق خدا میں سے کسی کو تنگ نہ کرنا اور برہم زادوں میں تبلیغ کرنا۔ دراصل یہ ایک جن تھا جس نے ولی کامل کی درسگاہ سے فیض یاب ہونے کیلئے انسانی روپ دھارا ہوا تھا (بحوالہ کتاب: تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص 142)

ولی کامل کے احترام میں مندر بند کرنا:

مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی بازار میں تشریف لاتے تو تمام غیر مسلم دکاندار بھی اپنی دکانوں سے اٹھ کر نذرانہ عقیدت پیش کرتے اور اس چھوٹے مندر کا دروازہ بند کر دیتے، جو بازار کے وسط میں موجود تھا۔ یہ ادب اس ولی کامل کا تھا، جو ولایت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھا۔

(بحوالہ کتاب: تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص 163 ناشر: مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ)

ماں کی دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے

انٹرویو: قاری عتیق اللہ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

سابق مدرس: جامعہ مسجد مینار والی اہل حدیث شرقپور

ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج سے کئی سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ والدہ محترمہ کے سایۂ شفقت میں رہتے ہوئے ہم نے زندگی گزاری۔ قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے اور علماء کرام کے بیانات سننے سے ماں باپ کی خدمت کا جذبہ تو دل میں موجود تھا۔ مگر ایک رات میں نے کسی رسالے میں معروف مضمون نگار" جناب اوریا مقبول جان حفظہ اللہ" کا کالم پڑھا۔ جس میں لکھا تھا کہ میں بیرون ملک یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم تھا۔ سالانہ امتحان ہو چکے تھے اور مجھے پاس ہونے کی بھرپور امید تھی۔ لیکن جس دن رزلٹ کارڈ ملا، یہ دیکھ کر میرا دل ڈوب گیا کہ میں فیل ہو چکا تھا۔ میں بہت پریشان ہوا۔ اسی اثناء میں میری والدہ کا فون آگیا۔ حال احوال دریافت کرنے لگیں،

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

میں نے رزلٹ کے متعلق جان بوجھ کر نہ بتایا کہ میری وجہ سے وہ بھی پریشان ہوں گی بات کرتے کرتے کہنے لگیں: بیٹا تم پریشان لگتے ہو؟ میں نے کہا، اماں! کچھ نہیں بس تھوڑی سی طبیعت خراب ہے۔ کہنے لگیں: بیٹا پریشان نہ ہوا کرو۔ میں نے تمہارے امتحانوں میں کامیابی کیلئے دعا کی تھی۔ ان شاء اللہ تم بہت اچھے نمبر لے کر پاس ہو جاؤ گے۔ فکر نہ کرنا۔ دوسری طرف میں بھولی بھالی اماں کی معصوم باتیں سن کر دل ہی دل میں مزید پشیمان ہو رہا تھا کہ رزلٹ تو آچکا ہے، اب دعائیں کس کام کی؟ چلو خیر! جو بھی ہوا، اس میں کوئی بہتری ہوگی۔

یونیورسٹی سے معذرت نامہ آ گیا:

اگلے دن ایک اور رزلٹ کارڈ ملا، جس کے ساتھ معذرت نامہ بھی لکھا ہوا تھا کہ: ہم معذرت چاہتے ہیں کہ غلطی سے کل آپ کو جو رزلٹ کارڈ بھیجا گیا، اس میں ہمارے چیکر کی کوتاہی کے باعث آپ کے نمبر درست نہیں آئے۔ بعد میں جب دوبارہ پڑتال کی گئی تو پتہ چلا کہ آپ فیل نہیں، پاس ہیں" میرے ہاتھ میں رزلٹ کارڈ، آنکھوں میں بے اختیار آنسو اور دل میں اماں سے ملنے کی شدید تڑپ۔ اسی وقت فون کر کے بتایا کہ اماں! کل جب آپ سے بات کر رہا تھا تو میں فیل ہو چکا تھا مگر آپ کی دعاؤں نے عرش کو ہلا کر یونیورسٹی کے سارے نظام کو بدل دیا اور نہ جانے کس طرح انہیں اپنی غلطی کا فوراً احساس ہوا اور انہوں نے جلد از جلد دوبارہ میرے پیپر چیک کر کے مجھے بہترین نمبروں سے پاس کر دیا"۔ اوریا مقبول جان صاحب کا یہ مضمون پڑھ کے مجھے احساس ہوا کہ عتیق اللہ! ماں کی دعا تو تقدیر میں لکھی ناکامی بھی بدلوا سکتی ہے۔ آج تک تُو نے ماں کی وہ قدر نہیں کی، جس کی وہ مستحق تھی۔ لہٰذا میں اسی وقت اٹھا اور جا کر اپنی والدہ کے قدموں سے لپٹ گیا۔ والدہ سونے کی تیاری کر رہی تھیں۔ کہنے لگیں: کیا ہوا؟ میں نے کہا: اماں! مجھے آپ سے بس دعا چاہیے۔ کہنے لگیں وہ تو میں کرتی ہی رہتی ہوں۔ میں نے کہا نہیں! میرے لیے خصوصی دعا کریں کہ میرا

WWW.UBOARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

فلاں فلاں مسئلہ حل ہو جائے۔ کہنے لگیں اچھا چھوڑو بھی۔ کروں گی ان شاء اللہ۔ پس اس دن کے بعد میری آنکھیں کھل گئی ہیں اور میرے دل میں ماں کی دعاؤں کی عظمت پیدا ہو گئی ہے (نوٹ: یہ انٹرویو اگست 2017ء کو ریکارڈ کا حصہ بنا)

ماں کی خدمت سے دونوں جہانوں میں عظمت

انٹرویو: قاری محمد یاسین حفظہ اللہ

امام وخطیب: جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث، جنڈیالہ شیر خان

ہمارے استاد قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ علوم تجوید کے ماہر اور قراءتِ سبعہ عشرہ میں جانے مانے ہوئے قاری تھے۔ ان کی شخصیت میں رعب و دبدبہ بہت زیادہ تھا۔ حتیٰ کہ کئی مرتبہ ایسا بھی دیکھا گیا کہ استادِ محترم اگر کسی محفل حسن قرات میں تلاوت کیلئے تشریف لے جاتے تو وہاں موجود اہل حدیث بھی اور دیگر مسالک کے قراء حضرات بھی ان کے سامنے تلاوت کرنے سے ہچکچاتے۔ ایک دفعہ پاکستان ایک بڑے معروف قاری تلاوت فرما رہے تھے کہ استادِ محترم اسٹیج پر جا کر ان کے پیچھے بیٹھ گئے۔ بس بیٹھنا ہی تھا کہ قاری صاحب مرحوم کو پسینہ آ گیا اور ان کے لہجے میں کپکپاہٹ واضح محسوس ہونا شروع ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ استادِ محترم قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس رعب و دبدبے کے پیچھے والدہ کی خدمت کا بہت تعلق ہے۔ کیونکہ قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کا اتنا زیادہ ادب کرتے کہ اس کی مثال آج تک کم از کم میں نے تو کہیں نہیں دیکھی۔ یہ اس دور کی بات ہے، جب اچھی کوالٹی کا سیب 30 روپے کلو کے حساب سے عام ملتا تھا۔ قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو سیب پسند تھے۔ لیکن قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کیلئے 30 روپے کلو والے سیب لینے کی بجائے مختلف دکانیں گھوم پھر کے اس سے بھی اعلیٰ کوالٹی کے 70 روپے کلو والے سیب اپنی جیب سے خرید کر لاتے اور والدہ مرحومہ کی خدمت میں پیش کرتے۔ پھر

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

جب کبھی کسی محفل قرات میں تلاوت کیلئے بلاوا آتا تو پہلے جا کر اپنی والدہ کے قدموں کو دباتے۔ والدہ مرحومہ دعا دیتیں تو پھر سفر شروع کرتے۔ لہٰذا اللہ پاک نے انہیں ہر میدان میں کامیابی، ہر اسٹیج پر عزت اور ہر محفل میں پذیرائی بخشی۔

(نوٹ: یہ انٹرویو نومبر 2017ء کو ریکارڈ کا حصہ بنا)

والدین کی اطاعت ونافرمانی، واقعات کی زبانی

مصنف: مولانا عبدالمالک مجاہد

ناشر: مکتبہ دارالسلام اردو بازار لاہور

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا راز:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ. لَو أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔ تابعین میں سے ایک بزرگ ہیں، جن کا نام اویس ہے۔ اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم ڈال دیں تو وہ پوری کر دیتا ہے۔ انہیں سفید داغ (برص پھلبہری) تھا۔ (اگر تم ان سے ملو تو) تم ان سے کہو کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ قارئین کرام! والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کی فضلیت اور اس کے مقام کا اندازہ کریں کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ صحابی نہیں، بلکہ تابعی ہیں۔ لیکن جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ان سے دعا کروانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ (بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت ونافرمانی، واقعات کی زبانی۔ ص 45)

اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی نسلوں کو ضرور پالتا ہے:

قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ایک بنی اسرائیلی شخص کے قتل کا واقعہ موجود ہے۔ اس مقتول کے ورثاء جب قاتل کا پتہ پوچھنے حضرت موسیٰ علیہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

السلام کے پاس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا میت کو لگاؤ تو وہ خود بتا دے گی کہ اس کا قاتل کون ہے۔ ان لوگوں نے بار بار سوالات کیے، تو اللہ تعالیٰ نے بھی ہر سوال پر شرط پہلے سے زیادہ مشکل رکھ دی۔ بالآخر حکم دیا کہ ایسی گائے ہونی چاہئے جو سنہری رنگ کی ہو، کبھی ہل جوتنے یا کنویں سے پانی نکالنے کے کام نہ آئی ہو اور جس کے اوپر کسی نے سواری بھی نہ کی ہو۔ وہ لوگ چاروناچار ایسی گائے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ دوسری طرف اسی علاقے میں چند سال پہلے ایک نیک آدمی رہتا تھا، جس کا ایک ہی بچہ تھا۔ جب اس نیک آدمی کے فوت ہونے کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنی پالتو گائے کی بچھڑی (بچھیا) کو لے جا کر جنگل میں چھوڑ دیا اور دعا کی: اے اللہ! میں تیرے توکل پر اس چھوٹی گائے کو اس وقت تک جنگل کے حوالے کرتا ہوں، جب تک کہ میرا بچہ بڑا نہ ہو جائے۔ پس وہ چھوٹی گائے جنگل میں گھومنے پھرنے لگی۔ خوب سیر ہو کر کھاتی پیتی رہی۔ لیکن جب بھی کسی انسان کو دیکھتی، بھاگ کھڑی ہوتی۔

کمائی کے تین حصوں کی ترتیب:

اس نیک آدمی کا انتقال ہو گیا۔ اس کی بیوی نے بچے کی پرورش شروع کر دی۔ بچہ بھی بہت نیک اور لائق ثابت ہوا۔ اس نے اپنی رات کے بھی تین حصے کیے ہوئے تھے اور اپنی کمائی کے بھی تین حصے کر رکھے تھے۔ رات کا پہلا حصہ ماں کی خدمت کرتا، دوسرا حصہ خود نیند پوری کرتا اور تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگاتا۔ صبح ہوتے ہی جنگل میں چلا جاتا۔ وہاں سے لکڑیاں چنتا اور بیچ کر جو کمائی ہوتی، اس میں سے ایک حصہ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا۔ دوسرے حصے سے کھانے پینے کی اشیاء خریدتا اور تیسرا حصہ ماں کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔ جب جوان ہو گیا تو ماں نے کہا: تمہارے باپ نے جنگل میں ایک گائے چھوڑی تھی۔ تم جنگل میں جاؤ۔ وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو وہ گائے تمہارے پاس آ جائے گی۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ جب

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

تمہاری نگاہ اس پہ پڑے گی تو اس کی کھال سے سنہری شعائیں نکلتی محسوس ہوں گی۔
اس جوان نے ماں کے حکم کی تعمیل کی اور جنگل میں جا کر گائے کو اپنے ساتھ لے آیا۔

گائے کی زبانی، ماں کی خدمت کے فائدے:

راستے میں اللہ تعالیٰ نے گائے کو بولنے کی توفیق دی اور وہ کہنے لگی: اے ماں کی خدمت کرنے والے سعادت مند نوجوان! میرے اوپر سوار ہو جاؤ۔ جوان بولا: نہیں میری ماں نے حکم دیا تھا کہ تمہیں گردن سے پکڑ کر گھر لاؤں، سواری کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ گائے بولی: اگر تم میرے اوپر بیٹھ جاتے تو کبھی مجھ پر قابو نہ پا سکتے تھے۔ چلو اب اگر تم پہاڑ کو بھی حکم دو گے تو وہ بھی اپنی جگہ سے اکھڑ کر تمہارے ساتھ چل پڑے گا۔ یہ صلہ تمہیں صرف ماں کی خدمت کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ مقتول کے وارثوں نے اس گائے کی اتنی زیادہ قیمت ادا کی کہ ترازو کے ایک پلڑے میں گائے کو تولا، دوسرے پلڑے میں سونا رکھتے گئے۔ حتیٰ کہ منوں وزنی سونا اس جوان کو دے کر اس سے گائے خرید لی۔ اس قصے کی تفصیل سورۂ بقرہ کی تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت و نافرمانی، ص 51-54)

والدین کی خدمت بھی جہاد ہے:

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پس تم ان دونوں کی خدمت میں رہ کر جہاد کرو۔ یعنی ان دونوں کی خدمت کرنا ہی تمہارا جہاد ہے (جامع ترمذی و صحیح ابن حبان) (بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت و نافرمانی، واقعات کی زبانی۔ ص 93)

آدابِ فرزندی سے گندھا ہوا بیٹا:

شیخ عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: آپ کے بیٹے کا آپ کے ساتھ سلوک کیسا

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 248/274

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

ہے؟ فرمایا: جب میں دن کو نکلتا ہوں تو وہ میرے احترام میں میرے پیچھے چلتا ہے۔ رات کو میری حفاظت کیلئے میرے آگے چلتا ہے۔ جب کمرے میں موجود ہوتا ہوں تو وہ اس کی چھت پر نہیں چڑھتا، کیونکہ ایسا کرنا بھی وہ خلافِ ادب سمجھتا ہے۔ قارئین! یہ تھا ہمارے اسلاف کا اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ سچ تو یہ ہے کہ والدین کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے (بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت ونافرمانی واقعات کی زبانی ص 131 ناشر: مکتبہ دارالسلام 36 لوئر مال، لاہور)

ماں کے ساتھ کھانا کھانے سے انکار:

ہمارے اسلاف میں ایسی بے شمار ہستیاں گزری ہیں، کہ باہر کی دنیا میں ان کا رعب ودبدبہ مثالی مقام رکھتا تھا، مگر گھر کے اندر وہ اپنی ماں کے ساتھ اس قدر ادب و احترام سے پیش آتے، جیسے طفل مکتب ہوں۔ انہی ہستیوں میں ایک نام حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما المعروف بہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی آتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا: آپ اپنی والدہ کے ساتھ سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں میرا ہاتھ کھانے کی وہ چیز پہلے نہ اٹھا لے، جس کو کھانے کا میری والدہ نے مجھ سے پہلے ارادہ کیا ہو۔ اس لیے میں ان کے ساتھ کھانا نہیں کھاتا، کہیں میں بے ادب لوگوں میں شمار نہ ہو جاؤں (بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت ونافرمانی، ص 205)

ماں کی بددعا نمازی کو بھی لگ جاتی ہے:

بنی اسرائیل میں جریج رحمۃ اللہ علیہ نامی ایک بزرگ گزرے ہیں، جو انتہائی صالح اور عبادت گزار انسان تھے۔ مصائب ومشکلات کے دنوں میں لوگ آکر ان سے دعائیں کروایا کرتے۔ لیکن انہیں ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے ماں کی بددعا لگ گئی۔ یہ واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ ایک دن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

ان کے عبادت خانے میں آئیں اور دروازے پر کھڑے ہو کر انہیں آوازیں دینے لگیں۔ جریج رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عبادت میں مشغول تھے۔ لہٰذا انہوں نے ماں کی آواز کا کوئی جواب نہ دیا تو ماں واپس چلی گئی۔ دوسرے دن پھر ان کی والدہ ان کے عبادت خانے میں آئیں اور انہیں پکارنے لگیں۔ اس وقت بھی وہ عبادت میں مشغول تھے۔ ماں نے جب کوئی جواب نہ پایا تو کہا: اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا، جب تک یہ کسی بدکردار عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔ جریج رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ انتہائی برگزیدہ اور پرہیزگار شخص تھے، لیکن ماں کی بددعا ملنے کے بعد ماحول ان کے خلاف ہونے لگا اور کچھ لوگ ان سے حسد کرنے لگے اور ہر وقت انہیں ذلیل کرنے کا کوئی موقع ڈھونڈنے لگے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک بدکار عورت کو جریج رحمۃ اللہ علیہ کے پاس انہیں ورغلانے کیلئے بھیج دیا۔ اس بدکار عورت کو اپنے حسن پر اتنا ناز تھا کہ وہ کسی بھی شخص کو فتنے میں مبتلاء کرسکتی تھی۔ لیکن جب اس نے جریج رحمۃ اللہ علیہ کو ورغلانا چاہا تو وہ اس کے جال میں نہ پھنس سکے اور وہ عورت اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام ہوگئی۔ مگر اسے اپنی ناکامی پر اتنا غصہ آیا کہ اس نے جریج رحمۃ اللہ علیہ کے عبادت خانے کے قریب رہنے والے ایک چرواہے کے ساتھ منہ کالا کرلیا۔ پھر جب اس کے ہاں اس چرواہے کا بچہ پیدا ہوا تو وہ لوگوں کو کہنے لگی: یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ اس کی بات سن کر آگ بگولا ہو گئے اور جاتے ہی جریج رحمۃ اللہ علیہ کا عبادت خانہ گرادیا اور جریج رحمۃ اللہ علیہ کو مارنے پیٹنے لگے۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو لوگوں نے کہا کہ تم نے بدکار عورت سے منہ کالا کیا ہے اور اس نے تمہارے بچے کو جنم دیا ہے۔ فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔

شیر خوار بچے نے پاک دامنی ثابت کی:

جب اس بدکار عورت کو بچے سمیت لایا گیا تو جریج رحمۃ اللہ علیہ نے بچے سے پوچھا: تیرا باپ کون ہے؟ شیر خوار بچے نے کہا: فلاں چرواہا میرا باپ ہے اور یوں جریج رحمۃ اللہ علیہ کی پاک بازی سب پر واضح ہوگئی۔ سب نے ان سے معذرت کی، ان کے ہاتھوں کو

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM

بوسہ دیا اور ان کا عبادت خانہ دوبارہ نیا تعمیر کر دیا۔ اس واقعے سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ماں کی معمولی سی بددعا بھی کتنی بڑی آزمائش کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ علمائے کرام اور فقہائے اسلام نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ ماں کے حکم کی تعمیل، نفلی عبادت پر تو کیا، جہاد جیسے عظیم کام پر بھی اہمیت رکھتی ہے اور جہاد پر ماں کا حکم مقدم ہے۔ اسی طرح ہجرت پر بھی ماں باپ کا حکم مقدم ہے (بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت و نافرمانی، ص253)

خواب کی تعبیر کا علم ماں کے ادب سے ملا:

کون ایسا عالم ہو گا؟ جو امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت سے واقف نہ ہو گا۔ ہر خاص و عام ان کے علمِ تعبیر الرؤیا میں ان کا مرہونِ منت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ جب کبھی بازار میں چلے جاتے تو لوگ ان کے احترام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے۔ مگر اتنے اونچے مرتبے کے باوجود ماں کے سامنے ان کی کیفیت ایسی ہوتی، جیسے وہ ادنیٰ سے غلام ہیں۔ ان کی بہن حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جب ماں کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ماں کے بے حد احترام کی وجہ سے اپنی زبان نہیں کھولتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی آدمی ان سے ملاقات کیلئے آیا۔ وہ ان کی علمی مجالس دیکھ چکا تھا اور ان کے رعب و جلال سے خوب واقف تھا۔ مگر جب اس نے والدہ کے سامنے ان کو یوں بالکل خاموش اور کندھے جھکا کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا: کیا یہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں؟ کیا یہ بیمار تو نہیں؟ لوگوں نے بتایا: نہیں یہ بیمار نہیں ہیں بلکہ جب بھی والدہ کی خدمت میں آتے ہیں تو ان کی حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے۔
(بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت و نافرمانی، ص271)

درس و تدریس کے دوران مرغیوں کو دانہ ڈالنا:

علامہ حیوہ بن شریح رحمۃ اللہ علیہ مشہور تابعی ہیں۔ ان کے علم و فضل کا چرچا دور دور تک تھا۔ مسجد میں ان کے درس کا حلقہ لگتا تھا۔ ان کا درس بھی مثالی ہوا کرتا تھا۔ وہ اپنی

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

والدہ کے ساتھ نہایت احترام کے ساتھ پیش آتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ درس و تدریس میں مشغول ہوتے۔ ان کے سامنے طلباء کا جم غفیر ہوتا۔ کوئی مسئلہ زیر بحث ہوتا اور وہ مسئلے کو سمجھانے کیلئے مختلف دلائل پیش کر رہے ہوتے۔ طلباء ہاتھوں میں قلم لیے ان کی ایک ایک بات نوٹ کر رہے ہوتے کہ اتنے میں والدہ کی آواز آتی: اٹھو اور مرغیوں کو دانہ ڈال دو۔ چنانچہ علامہ حیوہ بن شریح رحمۃ اللہ علیہ ماں کی بات سنتے ہی اٹھتے اور دانہ ڈالنے کیلئے چلے جاتے۔ طلباء اسی حالت میں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہتے۔ جب مرغیوں کو دانہ ڈال کر واپس آتے تو ادھورے درس کو مکمل فرماتے۔

(بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت و نافرمانی، ص 293)

جیل کی قید میں باپ کی مثالی خدمت:

یہ واقعہ فضل بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ان کے والد یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ سردی کے دنوں میں ہمیشہ گرم پانی سے وضو کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی وجہ سے دونوں باپ بیٹے کو جیل جانا پڑ گیا۔ سردی کے دن تھے۔ قیدیوں کیلئے گرم پانی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ فضل بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے جیلر سے کہا کہ میرے والد کیلئے گرم پانی کا انتظام کیا جائے۔ اس نے جواب میں صاف انکار کر دیا۔ فضل بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پھر باہر سے لکڑی منگوا دو، ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔ اس نے اس پر بھی انکار کر دیا۔ جب ساری تدبیریں ناکام ہو گئیں تو فضل بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کا برتن پکڑ ا اور ساری رات جاگ کر، چراغ کے پاس کھڑا ہو کے پانی گرم کر لیا۔ اگلی صبح یہ واقعہ جیلر کو بھی معلوم ہو گیا تو اس نے چراغ وہاں سے اٹھوا کر دور کسی اونچی جگہ رکھوا دیا۔ چنانچہ اس رات ان کے ذہن میں ترکیب آئی۔ انہوں نے پانی والا برتن اپنے پیٹ سے لگا لیا تاکہ جسم کی حرارت سے پانی کچھ گرم ہو جائے۔ ساری رات اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ فجر وقت یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پانی سے وضو کیا۔ پانی گرم تو نہیں ہو سکا تھا، تاہم ٹھنڈا بھی نہ رہا تھا۔ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ فضل بن یحییٰ

WWW.UBOARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

رحمۃ اللہ علیہ کا بہت سے محاسن کا مجموعہ تھے۔ان کا ثانی دنیا میں پھر نہیں دیکھا گیا(بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت ونافرمانی، ص303 ناشر: مکتبہ دارالسلام، اردو بازار، لاہور)

والدین کے فوت ہونے کے بعد صلہ رحمی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اس کی قبر میں بھی صلہ رحمی کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کے ساتھیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے (مسند ابی یعلی وصحیح ابن حبان) اس موقع پر علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت ہی عمدہ بات لکھی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کی خدمت میں تحائف بھیجا کرتے تھے یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وفاداری اور صلہ رحمی کے طور پر کرتے تھے۔بیوی کے ساتھ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلہ رحمی کا یہ حال ہے تو والدین کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہوگا (بحوالہ کتاب: والدین کی اطاعت ونافرمانی، ص349)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اساتذہ کا ادب:

شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر تنقید سننا کبھی گوارا نہ کرتے۔یک دم غصے میں آجاتے۔اپنے اساتذہ کا غایت درجہ احترام کرتے، ان کے سامنے دوزانو مؤدب ہو کر بیٹھتے، ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے۔ان پر کسی قسم کی تنقید یا ان کی تنقیص سننے کے روادار نہ ہوتے۔اگر اساتذہ کی کسی علمی رائے سے اختلاف بھی ہوتا تو اس موضوع پر گفتگو کرنے سے اجتناب کرتے۔ پاکستان میں آ کر، اساتذہ کے بعد ایک عارف باللہ بزرگ میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ (جھوک دادو ضلع فیصل آباد) ان کی عقیدت ومحبت کا مرجع رہے۔ان کے لاہور آنے پر تمام مصروفیتیں چھوڑ کر انہی کی خدمت میں حاضر اور متوجہ رہتے۔اساتذہ کے احترام میں ان کے جذبات بہت نازک تھے۔حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 253/274

کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے۔ اور کبھی خالی ہاتھ نہ جاتے۔ حتی المقدور ہدیہ اور نذرانہ ان کی خدمت میں پیش کرتے۔ جب تک ان کے پاس بیٹھتے، دو زانو اور مؤدب ہو کر بیٹھتے۔ ان سے اونچی آواز میں گفتگو نہ کرتے (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور ص 45 اشاعت خاص بیاد مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ احسان الٰہی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی رزق میں احتیاط:

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں زیرِ تعلیم تھے، ان کے والد شیخ ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ان کے رزق کے معاملے میں بہت محتاط تھے۔ حاجی ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض باتیں اور نظریات نرالے تھے، مگر دلائل کی طاقت ان کے ہمراہ تھی۔ وہ فرمایا کرتے کہ مدرسے کے کھانے چندے اور زکوٰۃ کے مال سے تیار ہوتے ہیں، اس لیے احسان الٰہی کا وہاں کیا حق ہے؟ آج بعض دوست اس بات پر حیران ہوتے ہیں اور کچھ تو اس کو ماننے سے انکار بھی کرتے ہیں، لیکن میں نے خود علامہ شہید کے بھائی ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ سے اس واقعے کی تصدیق کی۔ حاجی ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ملازم خاص اس مقصد کیلئے تنخواہ پہ رکھا جو روزانہ سیالکوٹ سے گوجرانوالہ بس پر سفر کرتا اور علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کو گھر کا کھانا دے کر واپس چلا جاتا۔ سالہا سال یہی معمول رہا۔ (بحوالہ کتاب: تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں، ص 30 مصنف: محمد ابوبکر قدوسی۔ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

سینہ بہ سینہ فیض ملنے کا ثبوت:

قارئین! علامہ احسان الٰہی شہید کے والد حاجی ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ علامہ احسان الٰہی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں کہ: شیخ ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جب سن شعور کو پہنچے تو سیالکوٹ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل سے روشن تھا۔ شیخ ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ان

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

کی مجالس میں جانے لگے اور روز بروز یہ سلسلہ بڑھتا گیا۔قارئین ! یہ وہی مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنہوں نے اپنی کتاب "سراجاً منیراً" میں مرشد کی توجہ اور سینہ بہ سینہ فیض حاصل ہونے پر تفصیلی مضمون لکھا ہوا ہے (از: مرتب) دیکھیں کتاب: سراجاً منیراً ص 29 ناشر: جمعیت اہل حدیث، سیالکوٹ) ایک دن مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے "علم اور علماء کی فضیلت" کے موضوع پر ایسا پُر تاثیر بیان کیا کہ اسی مجلس میں بیٹھے بیٹھے شیخ ظہور الٰہی مرحوم نے فیصلہ کرلیا کہ اللہ پاک نے مجھے بیٹا دیا تو میں اسے دین کا خادم بناؤں گا۔ چنانچہ علامہ احسان الٰہی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے ان کی دادی نے خواب میں دیکھا کہ ان کے کمرے میں ایک بلب روشن ہے، جس کی روشنی دور تک پھیل رہی ہے۔ انہوں نے کسی بزرگ عالم دین سے تعبیر معلوم کرائی تو انہوں نے فرمایا: ان شاء اللہ آپ کے خاندان میں ایسا بچہ پیدا ہوگا، جو دین کی روشنی پھیلائے گا (بحوالہ کتاب: تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں،ص 19 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور)

قوموں کے زوال کی اصل وجہ:

جماعتِ اہل حدیث کے معروف مؤرخ ملک عبدالرشید عراقی صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ: جو قوم اپنے اسلاف کی تاریخ فراموش کرجاتی ہے، وہ پستی کی انتہاء میں پہنچ جاتی ہے (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 27۔ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

استاد کی خدمت سے عزت کے دروازے کھل گئے:

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: مجھے اپنے استاذ امام العصر مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب رہنے کا موقع ملا تو میں نے محب صادق بن کر ایک مقناطیس کی طرح اپنے آپ کو ان کے ساتھ چمٹائے رکھا۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی اور وقار میں بادشاہوں کا عرب تھا۔ میں ان کی عقیدت و محبت سے

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہردم سرشار رہتا تھا۔اب بھی جس وقت ان کی یاد آئے یا ان کا ذکر ہو تو یوں محسوس ہوتا ہے، گویا میرے جسم کے ہر بُن مو سے محبت وعقیدت کا چشمہ اُبل رہا ہے۔میں ایک خادم شاگرد کی حیثیت اسے شب و روز ان کی خدمت میں رہا۔اس خدمت کا ایک صلہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے جامعہ سلفیہ میں ہی تدریسی خدمات کے اسباب فراہم کر دیے۔اور دوسرا صلہ یہ حاصل ہوا کہ اس کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے دبستان حدیث کے باغ کا رکھوالا بنا دیا اور وہ عزت عطا کی کہ اپنے وجود پر رشک کا گمان ہونے لگا(بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 66۔ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بہتر ہے؟

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ اپنے درس میں اکثر اکابر علمائے اہل حدیث کا تذکرہ بڑے محبت بھرے انداز میں کرتے اور فرماتے: اگر ہم اپنے اکابر کا ذکر نہیں کریں گے، تو اور کون اٹھے گا، جو ان کا تذکرہ کرے گا؟ شام کے درس میں تو اکابر اہل حدیث کا تذکرہ کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔ایک دن فرمانے لگے کہ یہ بات مجھے خود مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے سنائی کہ ایک دن میں امرتسر سے لاہور آنے کیلئے ٹرین پر سوار ہوا (مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ریل میں فرسٹ کلاس میں سفر کیا کرتے تھے، تاکہ نماز پڑھنے میں سہولت ہو۔اس کیبن کو عرف عام میں "ڈبا" کہتے ہیں، جس میں صرف دو آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے) فرماتے تھے کہ میں جب اس کیبن میں داخل ہوا تو 65-70 برس کے ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے، جو بالکل کلین شیو اور پینٹ کوٹ میں ملبوس تھے۔میرے دل میں خیال آیا کہ یہ داڑھی منڈھا شخص انگریزی لباس میں ملبوس ہے۔یعنی میں نے اسے اچھا محسوس نہ کیا۔لیکن کچھ دیر بعد جونہی نماز کا وقت ہوا۔وہ صاحب قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنے لگے۔یعنی ہر وقت باوضو رہنا ان کا معمول تھا، جبکہ میں وضو سے نہ تھا۔مجھے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اندر ہی اندر سخت شرمندگی ہوئی کہ ثناء اللہ! تو جس آدمی کے متعلق بدگمانی کر رہا تھا، وہ تجھ سے بہتر نکلا۔ باوضو بھی تھا اور اس نے نماز بھی تجھ سے پہلے شروع کر دی۔ فرماتے تھے کہ اس کے بعد میں نے کبھی کسی کے متعلق اس کی ظاہری شکل وصورت دیکھ کر کوئی رائے قائم نہ کی۔ کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بہتر ہے؟ (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ ص 74۔ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

عالم دین کے احترام کی انوکھی مثال:

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ مغلیہ دور میں ہندوستان کے بہت بڑے عالم تھے۔ شاہ جہان بادشاہ نے ان کے احترام اور عظمت میں لاہور کے شاہی قلعے میں دو مرتبہ ترازو لگوایا اور ان کے ہم وزن چاندی تول کر ان کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا، جو اس دور کا واقعی بہت بڑا اعزاز تھا (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ ص 84)

کایا پلٹ درس کی تاثیر:

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کے درس قرآن میں اتنی تاثیر ہوا کرتی تھی کہ راہ چلتے لوگوں کے کان میں بھی کوئی بات پڑ جاتی تو ان کی کایا پلٹ جاتی۔ آپ رحمہ اللہ ایمان کے اس درجے پر فائز تھے، جہاں انسان برائی کو اپنے ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو۔ مولانا رحمہ اللہ کی عزت واحترام اور حیاء اس قدر تھی کہ جب بازار سے گزرتے تو مسلمان خواتین سمیت ہندو اور سکھ عورتیں بھی باپردہ ہو کر گزرتیں (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ ص 85۔ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

اساتذہ کو تحائف دینے کا معمول:

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: میرے نزدیک اپنے اساتذہ کی عزت اور قدر ومنزلت کا معیار دوسرے طالب علموں سے مختلف تھا۔ میں اپنے اساتذہ سے ملنے بہت مرتبہ گیا اور جب بھی جاتا، خالی ہاتھ نہ جاتا۔ کبھی پھل

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

کبھی مٹھائی اور کبھی نقد رقم ان کی خدمت میں ضرور پیش کرتا (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 91 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

استاد کے جوتے، دنیا جہاں کی نعمتوں سے بہتر:

ایک شاگرد کی اپنے استاد سے اس قدر محبت اور عقیدت کتابوں میں تو پڑھی تھی، مگر اس کا عملی مظاہرہ حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں دیکھا۔ جب حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں آگے پیچھے بے قرار ہو رہے تھے۔ ان کی طہارت کیلئے پانی کا لوٹا خود بھرا، پھر بیت الخلاء کے دروازے تک خود چھوڑ کر آئے اور دروازے کے باہر بادشاہ کے دربان کی حیثیت سے کھڑے ہو گئے۔ بعد ازاں انہیں خود وضو کرایا، کبھی ان کے بازو ملتے اور کبھی پاؤں پر پانی ڈال کر انہیں اچھی طرح دھوتے۔ اسی طرح جب شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ان کے جوتے اٹھا کر ایسے خوش و خرم پھر رہے تھے، گویا کہ دنیا جہاں کی نعمتیں ہاتھ آ گئی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہ مقام عطا فرمایا، جس کی مثال بہت کم ملتی ہے (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 103)

درس حدیث دینے کا ادب:

علامہ احسان الٰہی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ انتہائی منکسر المزاج اور عالم باعمل شخصیت ہیں۔ اپنے ہم عصروں سے محبت اور بزرگوں کی عزت و تکریم آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کے بلانے پر ایک دفعہ تشریف لائے تو اصرار کے باوجود ان کے مصلے امامت پر کھڑے نہ ہوئے۔ نماز کے بعد جب درس قرآن کیلئے بیٹھے تو بھی اس مصلیٰ پر نہ بیٹھے، جس پر شیخ الحدیث مولانا جانباز رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی تھی۔ خود شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 258/274

رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جس شخص کے ساتھ جتنی زیادہ عقیدت رکھتے، اس کے سامنے نظریں بھی اتنی ہی زیادہ جھکائے رکھتے۔ ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ کا معمول تھا کہ مسندِ حدیث پر بیٹھنے سے پہلے نوافل ضرور ادا کرتے اور دوران تدریس ہمیشہ باوضو رہنے کا خصوصی اہتمام فرماتے (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 106)

فقہ حاصل کرنے کیلئے خچر کی دُم سونگھ لو:

جزوی اختلافات تو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں بھی تھے، مگر ان اختلافات نے کبھی بھی ایک دوسرے کی مخالفت کی صورت اختیار نہ کی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مسائل کا اختلاف کسے معلوم نہیں؟ اس کے باوجود امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شیخ صالح بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد بیمار تھے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت کیلئے آئے۔ میرے والد (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) ان کو دیکھتے ہی اٹھ پڑے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا، انہیں اپنی مسند پر بٹھایا اور پھر ان کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جانے لگے تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خچر کی رکاب تھامی اور ان کے آگے آگے چل پڑے۔ مشہور محدث امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا تو انہوں نے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: من اراد الفقة فليشم ذنب هذه البغلة۔ یعنی جو شخص فقیہ بننا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خچر کی دُم کو سونگھتا رہے

(بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 178 تحریر: پروفیسر مولانا غلام احمد حریری رحمۃ اللہ علیہ)

روحانی شخصیت کی نظر میں عالم باعمل کا مقام:

سیالکوٹ شہر کی ایک معروف مذہبی اور روحانی شخصیت خلیفہ عبدالحکیم صاحب (سجادہ نشین حضرت حکیم خادم علی رحمۃ اللہ علیہ) کا تعلق بھی شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ تھا۔ وہ اپنے عقیدت مندوں اور علماء کے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

سامنے مولانا جانباز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہایت احترام سے کرتے ہیں (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 207 ناشر: مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

مدارس کے طلباء کی قدر کرو:

بانی جامعہ تعلیم الاسلام حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ طلباء سے بے انتہاء پیار کرتے اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ماڈیت کے اس دور میں والدین کا اپنے بچوں کو دین سکھانے کیلئے ہمارے سپرد کر دینا قابل قدر عمل ہے۔ کسی سے حیوان کا بچہ مانگو تو وہ بھی مفت نہیں دیتا۔ یہ تو پھر انسان کے بچے ہیں، ان کی قدر کرو (بحوالہ کتاب: سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ ص 234)

یزید اور شمر کے وکیلوں جیسا لب ولہجہ:

مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آہ! یہ کیسی للّٰہیت کی موت اور ایمان کی جان کنی ہے کہ بعض لوگ عین منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اس جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا۔ وہ جن کی جوتیوں کے صدقے تمہیں ایمان واسلام کی معرفت حاصل ہوئی۔ تم کو کیا ہوا کہ انہی کی عیب چینیاں کرتے ہو؟ پھر اس عیب چینی کیلئے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملی؟ پھر تم اپنے لب ولہجے کو تو دیکھو! یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن، یزید اور ابن زیاد نے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنالیا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے کہ من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنتہٗ بالحرب۔ جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے، میں (ربِ کائنات) اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ولی اللہ جلیل القدر صحابی اور محبوب بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہونے میں کس کو شک ہے؟ پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی، ان کی تنقیص اور ان کی بے ادبی سراسر محرومی کا باعث ہے۔ (بحوالہ کتاب: قربت کی راہیں ص 90 ناشر: مکتبہ غزنویہ، 4 شیش محل روڈ لاہور)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا عرش پر استقبال:

مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت سے خدا کا عرش ہل گیا (بخاری و مسلم) (فائدہ) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوا کرتے ہیں، ان کو شیطان کے سوا اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات چاہتی ہیں اور ان کی تعظیم کرتی ہیں۔ جب تک وہ دنیا میں رہیں، ان کیلئے دعا کرتی رہتی ہیں اور جب ان کی وفات ہو جائے تو سب مخلوقات کو اس کا غم ہوتا ہے۔ ہر شجر و حجر ان کیلئے روتا ہے کہ اتنی عظیم نعمت ہم میں سے اٹھ گئی۔ پھر ان کی روح جس مکان میں جا کر رہتی ہے، وہ مکان اور وہاں کے فرشتے خوشی کرتے ہیں کہ یہ مقبول شخص ہمارے پاس آ گیا ہے۔ پس جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کی روح عرش معلیٰ پر پہنچی تو عرش ان کی روح کا استقبال کرنے کیلئے خوشی سے ہلنے لگا (بحوالہ کتاب: عظمتِ صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین ص 62 ناشر: مکتبہ نذیریہ، قینچی امرسدھو، فیروز پور روڈ، لاہور)

اہل حدیث میں تصوف اور ادب کے انمٹ نقوش:

قارئین! ان سینکڑوں واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ موجودہ اہل حدیث کو واپس اپنے اسلاف کی ترتیب کی طرف پلٹنا چاہئے۔ ہر شخص اپنا جائزہ خود لے اور ہر بندہ اپنی چوریاں خود پکڑے کہ میری زندگی کے کون کون سے پہلو میں ادب کی کمی یا مزید اصلاح کی ضرورت ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو ہر پل، ہر سانس اصلاح کا محتاج سمجھتا ہے، کامیابی اسی کے قدم چومتی ہے۔ الحمد للہ ادارہ عبقری "مرکز روحانیت و امن" کی طرف سے اسلافِ اہل حدیث کی زندگی میں عشق، معرفت، تصوف، روحانیت، کشف، کرامات، رواداری، مراقبہ، وظائف، عملیات، ادب اور برکت کے انمٹ نقوش پر مشتمل 13 کتب شائع ہو کر قارئین سے پذیرائی حاصل کر چکی ہیں۔ جن کا مختصر تعارف اگلے صفحات پر درج ہے (از: مرتب)

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف:

2600 صفحات پر مشتمل اس ضخیم کتاب میں علمائے اہل حدیث کی تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں کا نچوڑ شامل ہے۔ سالہا سال کی تحقیق اور جہدِ مسلسل کے بعد اہل حدیث تصوف کا ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا ترتیب دیا گیا ہے، جس میں صدیوں پہلے کے اسلاف محدثین سے لے کر موجودہ دور کے اہل حدیث علماء وصوفیاء کی زندگی میں موجود روحانیت کی پیاس، مرشد کی تلاش، بیعتِ تصوف، واقعاتِ ولایت، کمالات کشف وکرامت اور دعا کی مقبولیت جیسے حقائق موجود ہیں۔ اور یہ سارے کے سارے واقعات اہل حدیث مصنفین ہی کی کتب سے اکٹھے کرکے اصل کتاب کے حوالہ جات سمیت قارئین کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلافِ اہل حدیث میں سے چند شخصیات کی قدیم بوسیدہ کتابوں کو بڑی احتیاط سے اسکین کرتے ہوئے پوری کتابوں کا عکس ڈال دیا گیا ہے۔ جن میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" "القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل" اور "فیوض الحرمین" زبدۃ المحدثین حضرت نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کی سوسالہ قدیم کتاب "الداء والدواء" مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (قلعہ میہاں سنگھ) کی اپنے مرشد سید محمد امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر لکھی ہوئی "خوارق" مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حزب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" مولانا کمال الدین کمال سالارپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "میرے روحانی تجربات ومشاہدات" حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (ماموں کانجن) کے مرید خاص مولانا ولی اللہ منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تحفۃ العالمین" اور حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاص الخاص وظیفہ "حزب الاعظم" جو وہ خود بھی صبح وشام پڑھتے تھے اور اپنے پاس آنے والے ہر شخص کو بھی دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات سے بچنے کیلئے دیتے تھے (صفحات 2600، قیمت:2100 روپے)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

ارمغانِ تصوف مولانا محمد اسحاق بھٹی علیہ الرحمہ:

مؤرخ اہل حدیث، مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے کون واقف نہیں؟ جنہوں نے کم وبیش 30 کتب تصنیف کیں اور سوائے ایک دو کے ہر کتاب میں اہل حدیث شخصیات کی زندگی میں تصوف وطریقت کا رنگ واضح کیا۔ حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی جن دو اہل حدیث بزرگوں سے بیعت تھے، ان کا ذکر بھی انہوں نے کئی جگہ کیا اور دورانِ تصنیف و تالیف بار بار یہ بات لکھی کہ ہمارے موجودہ اہل حدیث "تصوف" سے نہ جانے کیوں بیزار ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہی تصوف تو تھا، جس کی برکت سے ہمارے اسلاف نے پورے برصغیر میں اسلام کا بول بالا کیا اور ہر طرف توحید و سنت کے پرچم لہرائے۔ زیرِ تبصرہ کتاب "ارمغانِ تصوف" میں صرف مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کے قلم سے نکلا ہوا تصوف شامل کیا گیا ہے۔ یعنی انہوں نے اپنی کتابوں میں جتنے بھی اہل حدیث صوفیاء کا تذکرہ کیا ہے، یا ان کی جتنی بھی کرامات، کشف اور قبولیتِ دعا کے واقعات اور ان تمام ہستیوں کے آزمودہ اور مجرب وظائف لکھے ہیں، بندہ نے بھٹی صاحب مرحوم کے ان تمام صفحات کا ایک خوبصورت گلدستہ تیار کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ جس میں "محمد اسحاق بھٹی" رحمہ اللہ کے قلم سے تاجدارِ تصوف 695 اہل حدیث شخصیات کے ایسے ایمان افروز تذکرے موجود ہیں، جن کو پڑھتے ہی آپ یقیناً پہلو بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ قارئین کو چاہئے کہ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے یہ ضرور یاد رکھیں کہ اسلاف اہل حدیث میں گزری یہ 695 شخصیات بھی اہل حدیث تھیں۔ انہی کی وجہ سے آج پورے برصغیر کے چپے چپے میں قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں گونج رہی ہیں اور مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ اسلاف میں گزرے ان متصوف بزرگوں کا تذکرہ کر کے نہ مشرک ہوئے، نہ ملحد اور نہ ہی بدعتی۔ بلکہ انہوں نے کامل ایمان والی زندگی گزاری، کامل ایمان والی موت پائی اور ان شاء اللہ کامل ایمان والی ہی روشن قبر پائی۔ یہ کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو نہ صرف اسلاف سے شناسائی حاصل ہو گی، بلکہ ایک مکمل اور سچا اہل حدیث بننے میں بھی بھرپور مدد ملے گی (صفحات 1452۔ قیمت 1400 روپے)

facebook.com/Salfi.tasawuf
WWW.UBQARI.ORG
Privacy

اسلافِ اہلِ حدیث کی رواداریاں:

پچھلے کئی سالوں سے اہل حدیث پر ایک بے جا الزام چسپاں ہے کہ "یہ خشک ہوتے ہیں، بے ادب اور گستاخ ہوتے ہیں" ۔۔۔۔نہیں تو! میرے سالہاسال کے تجزیے کے مطابق چند لوگوں کی ذاتی بے راہ روی سے پوری جماعت اہل حدیث کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ آئیے! زیرِ تبصرہ کتاب "اسلافِ اہل حدیث کی رواداریاں" میں ہم آپ کا تعارف کرواتے ہیں: ایسے حلیم الطبع، معتدل مزاج اور خوش اخلاق اہل حدیث علمائے کرام سے، جنہوں نے اپنی مسجد میں آنے والے دیوبندی، بریلوی اور شیعہ حضرات سے قابل رشک رویہ اختیار کیا۔ اس کتاب میں آپ کو پتہ چلے گا کہ: حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے والے اہل حدیث علماء کون تھے؟ اختلافی مسائل کو ہوا دینے کی بجائے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کس سلفی عالمِ دین نے کیا؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے مؤدب الفاظ میں کس شیخ الحدیث نے مخاطب کیا؟ اپنے مذہب اور مسلک سے وابستہ رہنے کے باوجود سکھوں کی خدمت گزاری اور دلجوئی کرنا کس رئیس المناظرین کا شیوہ تھا؟ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا سنگ بنیاد رکھنے والی عظیم ہستی نے بریلوی پیر کا دفاع کیوں کیا؟ بڑے بڑے اہل حدیث علماء دوسرے مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے کیلئے کیوں جاتے تھے؟ وہ کون سے محدث ہیں، جنہوں نے علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و احترام ثابت کرنے کیلئے اپنے ہی اہل حدیث علماء کے ساتھ تین دن مناظرہ کیا۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کی پیشانی پر کس حنفی عالم دین نے بوسہ دیا؟ استادِ پنجاب حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے والے بریلوی شاگرد کس شرط پر حدیث پڑھتے تھے؟ مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے قریبی دوستوں میں کون کون سے حنفی علماء شامل تھے؟ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے دفاع میں سلفی علماء نے کتنی کتابیں اور مضامین لکھے؟ یہ سب اور بہت کچھ جاننے کیلئے آج ہی طلب فرمائیں (قیمت صرف 300 روپے)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM

عشق، تصوف اور اہلِ حدیث:

یہ کتاب فی الحقیقت اسم بامسمیٰ ہے اور اپنے دامن میں اہل حدیث حضرات کی عاشقانہ کیفیات اور صوفیانہ واقعات سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کتاب میں صدیوں پرانے اہل حدیث صوفیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین کی عشق و معرفت سے سجی دل آویز داستانیں پڑھ کے قاری کے سینے میں اعلیٰ قسم کا نور پیدا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ "تنزل الرحمة عند ذکر الصالحین" یعنی اولیاء اللہ ایسی بابرکت ہستیاں ہیں، جن کے واقعات پڑھنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ پھر یہی رحمت انسان کے اندر جہاں نیکی کرنے اور گناہوں سے بچنے کے جذبات پیدا کرتی ہے، وہاں اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس رحمتِ الٰہی کے صدقے انسان کے دنیاوی مسائل بھی حل ہوجاتے ہیں۔ کتاب پڑھنے پر آپ کو پتہ چلے گا کہ: بچاسی سالہ بوڑھے اہل حدیث بزرگ کی عجیب خواہش کیا تھی؟ اپنی موت سے پانچ دن پہلے ہی فوت ہوجانے کا پتہ کس سلفی عالم دین کو لگا؟ وہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوا تھا، جس کی بدولت ایک متقی شخصیت کے ہاں سونے کے سکے برسے؟ چار علماء کو ایک ہی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے نصیب ہوگئی؟ دینی مدرسے کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ایک مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی درویش کی خانقاہ میں کیوں گئے؟ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں عشق و معرفت کے کیسے موتی بکھیرے تھے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں گزری صاحبِ کرامت ہستیوں کا مشکبار تذکرہ۔ یعنی وہ کون کون سے صحابی تھے، جن کو کشف ہوا کرتا تھا؟ فوت ہونے کے بعد کن صحابہ رضی اللہ عنہم کی میت نے باتیں کیں؟ وہ کون سے صحابی رضی اللہ عنہ تھے، جن کے پاس اسمِ اعظم تھا؟ اسباب کے بغیر دستِ غیب سے غیبی رزق کن صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملا کرتا تھا؟ ان جیسے ایمان کو گرما دینے والے سینکڑوں مستند واقعات سے سجی کتاب (قیمت صرف 300 روپے)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____

علمائے اہلِ حدیث کے آزمودہ عملیات:

جادو، جنات، نظرِ بد، کاروباری پریشانیوں، گھریلو الجھنوں، ہر وقت کی نفرتوں، لڑائی جھگڑوں میں پسے ہوئے اور پہاڑ جتنی بڑی مشکلات کے اندر دھنسے ہوئے وہ حضرات، جو جعلی عاملوں سے اپنی عزت اور مال کے ساتھ ساتھ ایمان بھی بچانا چاہتے ہیں، انہیں چاہئے کہ اپنے اسلاف کے تجربہ شدہ اعمال کو اپنی زندگی میں لے آئیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب "علمائے اہلِ حدیث کے آزمودہ عملیات" آپ کو ایسے وظائف و عملیات سکھائے گی، جن میں شرک و بدعت کی ذرا بھی آمیزش نہیں۔ آپ گھر بیٹھے اسلاف اہل حدیث کے ان تجربہ شدہ وظائف کا نور حاصل کر کے اپنے مسائل کا فوری حل پا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے اہل حدیث حضرات جو عملیات کا شوق رکھتے ہیں اور عامل کامل بننا چاہتے ہیں، لیکن ابھی تک اپنے اسلاف کے آزمودہ عملیات سے ناواقف ہیں، ان کیلئے یہ کتاب ایک نایاب ہیرے سے کم نہیں۔ اس کتاب میں آپ کو ملیں گے: سحر کی اقسام اور اس سے بچاؤ کے طریقے، جنات کی حاضری کے اعمال اور ان کیلئے ننگی تلوار ثابت ہونے والے وظائف، رزق اور کاروبار میں برکت پانے اور فتوحات کے دروازے کھلوانے والے پُر تاثیر الفاظ، گھریلو اور معاشرتی پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے اکسیر المجرب عملیات۔ معروف اہل حدیث شخصیات یعنی امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ، حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ، مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا داؤد خان رحمانی رحمہ اللہ، مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ، شیخ وحید عبدالسلام بالی حفظہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کے ساتھ مزید کئی سلفی بزرگوں کے روحانی عملیات کا نچوڑ۔ جب ہر طرف سے حالات ناساز گار ہو جائیں اور خودکشی کے جذبات پیدا ہونے لگیں، اس وقت بھی یہ کتاب آپ کو مایوس نہیں کرے گی، ان شاء اللہ (قیمت صرف 300 روپے)

WWW.DUBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:11 PM ادب کے متلاشی اہل حدیث | Vebuka.com

تصوف پسند اہلِ حدیث:

آیئے ہم اس کتاب کے ذریعے آپ کی ملاقات ایسے سابقہ اور موجودہ اہل حدیث حضرات سے کرواتے ہیں، جو تصوف کو دل و جان سے پسند کرتے ہیں اور بروزِ قیامت صوفیاء کے زمرے میں شامل ہونا اپنے لیے انتہائی خوش بختی کی علامت سمجھتے ہیں۔ اس کتاب میں شامل تصوف پسند اہل حدیث حضرات کے واقعات پڑھ کر آپ حیران ہو جائیں گے کیونکہ اس میں شامل ہیں: شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے متصوفانہ مضامین، فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف پر ایک نایاب کتاب، عارف باللہ مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف پر خطبات و بیانات، ضلع ہزارہ کے اہل حدیثوں میں تصوف کی جاگ لگانے والے سلفی عالمِ دین کے انوکھے واقعات، مجاہدینِ بالاکوٹ کی روحانیت اور عشقِ الٰہی سے مزین سچی داستانیں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلم گوہر بار سے لکھی ہوئی تصوف و طریقت سے لبریز اڑھائی سو سالہ قدیم کتاب۔ ان شاء اللہ ہر بات مستند اور ہر تحریر باحوالہ (قیمت صرف 400 روپے)

علمائے اہلِ حدیث میں تصوف کی خوشبو: (جلد اول، دوم)

اہل حدیث مصنفین کی 63 کتابوں سے چُنے ہوئے مشکبار تذکرے، جس میں آپ جان سکیں گے کہ استاذ المحدثین سید میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقۂ بیعت کیا تھا؟ سب سے پہلے جماعتِ اہل حدیث کا امیر کس صوفی بزرگ کو چُنا گیا؟ مشہور علمی مرکز سوہدرہ میں کن صوفیائے اہل حدیث کی برکات اثر پذیر ہیں؟ نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف پر کتنی کتابیں لکھیں؟ لکھوی خاندان میں کتنی پشتوں سے تصوف اور بیعت کا سلسلہ چلا آ رہا ہے؟ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے کن کن بزرگوں سے سینہ بہ سینہ فیض حاصل کیا تھا؟ مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کی تلاش میں کتنی جگہ سفر کیا تھا؟ ان جیسے چونکا دینے والے سینکڑوں مضامین پڑھنے کیلئے آج ہی طلب کریں (قیمت 400 روپے فی جلد)

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210211062714-8e4b3dd11e00d3540ef7472dc64a671f/____ 267/274

سچی کراماتِ اہلِ حدیث: (جلد اول، دوم)

کیا جانور کسی انسان کی بات سمجھتے ہیں؟ کیا کوئی ایسا خوش نصیب ہو سکتا ہے جس کی میت پر شدید گرمی میں بادل سایہ کیے رکھے؟ کیا خوفناک مخلوق جنات بھی کسی کا احترام کرتے ہیں؟ کیا فرشتے انسان کی بات مان کر دریاؤں کا رُخ بدلتے ہیں؟ یقیناً یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہے، جب اللہ جل شانہٗ کسی کو اپنی ولایت کیلئے چُن لے۔ آج سے 80 برس پہلے مولانا حکیم عبدالمجید صاحب سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ نے 32 صفحات پر مشتمل "کراماتِ اہلِ حدیث" کتاب لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ جس میں پانچ صاحبِ کرامت اہل حدیث بزرگوں کے 43 واقعات درج تھے۔ یہ کتاب سالہا سال شائع ہوتی رہی۔ پھر مولانا سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حکیم محمد ادریس فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مزید 27 علمائے اہل حدیث کی کرامات جمع کر کے 214 صفحات کی کتاب متعارف کرائی، جو عرصہ دراز تک مکتبہ دارالسلام، نزد سول سیکرٹریٹ لاہور سے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی۔ الحمدللہ ادارہ عبقری نے کئی سال کی محنت کے بعد تقریباً ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مبنی کتاب "سچی کراماتِ اہلِ حدیث" دو جلدوں میں پیش کی، جس میں بیسیوں علمائے اہلِ حدیث کی کرامات، اسلاف اہل حدیث کی عظمتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مثلاً ایک عیسائی عامل نے کسی اہل حدیث بزرگ کے سامنے شعبدے دکھائے تو اسے کیا سزا ملی؟ وہ کون سے سلفی بزرگ تھے، جو تہجد کے وقت کھڑے ہوتے تو ان پر نور برسنے لگتا؟ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہم شکل جن کون تھا؟ پیشانی سے روشن مستقبل کی لکیریں پڑھنے والے بزرگ کون تھے؟ گھر کی دیواریں کس درویش کے ساتھ مل کر ذکر کرتی تھیں؟ گوجرانوالہ کے سکھ اور ہندو کس سلفی عالم دین کا درس سن کر فوراً مسلمان ہو جاتے تھے؟ ایسے ہزاروں محیر العقول سچے واقعات سے سجی کتاب" سچی کراماتِ اہلِ حدیث" دو جلدیں آج ہی منگوائیں اور اسلافِ اہل حدیث کی عظمتوں سے واقفیت حاصل کر کے انہی جیسا مقبول بارگاہ الٰہی بننے کی کوشش کریں (دو جلدوں کی قیمت 700 روپے)

facebook.com/Salfi.tasawuf

باادب اہلِ حدیث:

ہمارے دین میں ادب کو ریڑھ کی ہڈی جیسی حیثیت حاصل ہے۔آدمی چاہے کسی بھی مسلک، رنگ، نسل اور قوم سے تعلق رکھتا ہو، اگر اس کی شخصیت میں ادب و اخلاق کی چاشنی نہیں تو وہ آدمی کسی کام کا نہیں۔زیرِ تبصرہ کتاب" باادب اہل حدیث" پڑھنے پر ان حقائق سے پردہ کشائی ہوگی کہ: وہ کون سے شیخ الحدیث ہیں؟ جو ابھی تک اپنے مدرسے کے طلباء کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں۔امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں شامل ہونے کی بجائے ٹانگیں ٹوٹ جانے کو کس تابعی نے ترجیح دی؟" جماعت اہل حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا کھا گئی ہے" صدر جمعیت اہل حدیث نے یہ الفاظ کیوں ارشاد فرمائے؟ اہل حدیث بزرگ کے کہنے پر موسیقی بند نہ کرنے پر ڈرائیور کو کیا سزا ملی؟ وہ کون سے نابینا سلفی بزرگ تھے، جن کی گستاخی کرنے پر بس کے ٹائر پھٹ گئے؟ روزے داروں کے جوٹھے برتن کون سی ولی اللہ ہستی صاف کرتی تھی؟ ادب اور قدر دانی کیسے حاصل ہوتی ہے؟ وہ کون سے عالم دین تھے، جنہیں صرف ادب کی وجہ سے ولایت مل گئی؟ جنات کسی ولی اللہ ہستی کی کتنی نسلوں کا احترام کرتے ہیں؟ ایک طالب علم کس عظیم بزرگ کی گستاخی کرنے پر ایک ہفتے کے اندر اندر مرتد ہو گیا؟ ان جیسے سینکڑوں قیمتی حقائق، جو پڑھتے ہی انسان اپنی پچھلی زندگی پر توبہ کرنے پہ مجبور ہو جائے۔دراصل اس پُرفتن دور میں ایسی کتاب کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، جس کو سامنے رکھ کر ہم اپنے آپ کو سنوار سکیں اور اسلاف کے آداب و اخلاق اپنا کر ہم بھی خوبیوں کا مجموعہ بن جائیں۔لہٰذا" باادب اہل حدیث" کی مثال ایک مجلّٰی و مصفّٰی آئینے جیسی ہے، جو نوجوان نسل کو مزید سنورنے اور تہذیب و شائستگی کا حسین مرقع بننے میں مدد دے گا۔ہر گھر میں اولاد کی تربیت بہترین انداز میں کرنے اور انہیں اسلاف کی طرح باادب اور بااخلاق بنانے میں یہ کتاب نہایت اہم ثابت ہوگی (قیمت 300 روپے)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اہل حدیث میں تصوف کی قدردانی:

ہر دور کے اہل حدیث حضرات میں تصوف کی قدردانی کتنی رہی ہے؟ اس حقیقت کو جاننے کیلئے زیرِ تبصرہ کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ساڑھے تین سو صفحات کی اس کتاب میں جہاں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسی عارف باللہ شخصیات کے ملفوظات اور متصوفانہ واقعات شامل ہیں۔ وہاں بھی موجودہ اہل حدیث علماء کے تاثرات اور روحانی عملیات بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے لکھی ہوئی 139 سالہ پرانی کتاب "اثبات الالہام والبیعۃ" کا مکمل عکس بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ امام عبدالجبار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا پس منظر یہ ہے کہ ان کے دور میں کسی اہل حدیث عالم دین نے تصوف پر اعتراض کرتے ہوئے اس کے رد میں ایک کتاب شائع کی تو وقت کے تین جلیل القدر اور نام ور محدثین (شیخ الکل سید میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امام العصر نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ) نے امام عبدالجبار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ آپ جلد از جلد اس کتاب کا جواب لکھ کر اس فتنے کا سر کچل دیں، تاکہ اہل طریقت صوفیاء پر آئندہ کوئی شخص اعتراض نہ کر سکے۔ لہٰذا انہوں نے تصوف کی اول سے لے کر آخر تک اہمیت کو واضح کرتے ہوئے بیعتِ تصوف، اشغالِ صوفیاء، مقاماتِ طریقت، کیفیاتِ کشف و الہام اور معمولاتِ ذکر و مراقبہ کو قرآن و صحیح احادیث کے دلائل سے ثابت کیا۔ پوری کتاب میں صرف قرآنی آیات، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے سند پیش کی گئی ہے۔ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تصوف کے متلاشی حضرات کیلئے یہ کتاب ایک بیش قیمت تحفہ اور دورِ حاضر میں پھیلتے ہوئے فتنۂ انکارِ تصوف کے سامنے ایک مضبوط ڈھال ہے۔ خود پڑھ کے فیصلہ کریں کہ اہل حدیث کے ہاں تصوف کتنی قدردانی کا مستحق ہے (قیمت: 400 روپے)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے مواد حاصل کیا گیا ہے

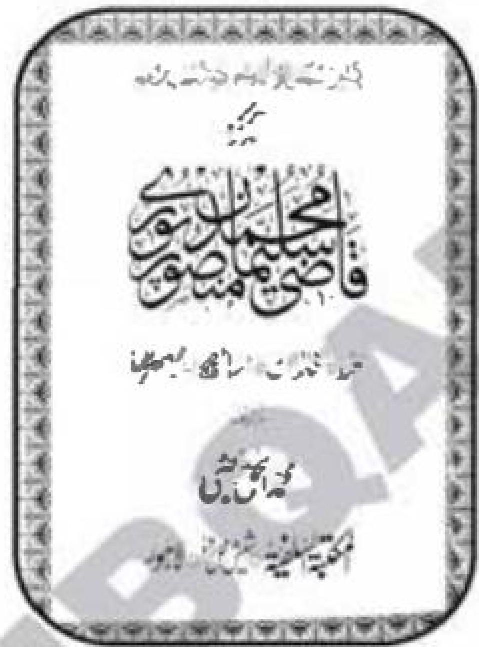

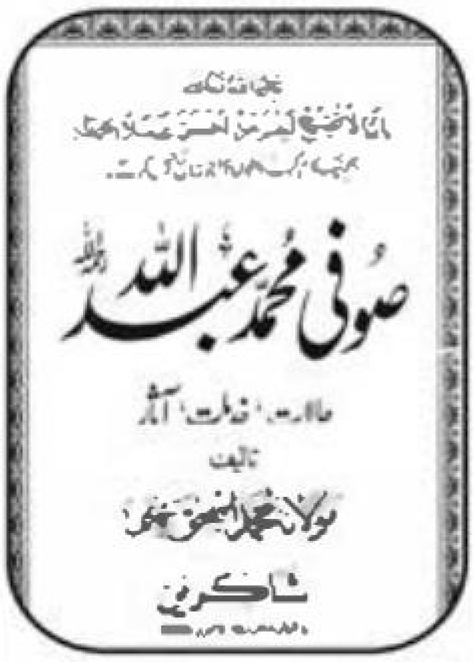

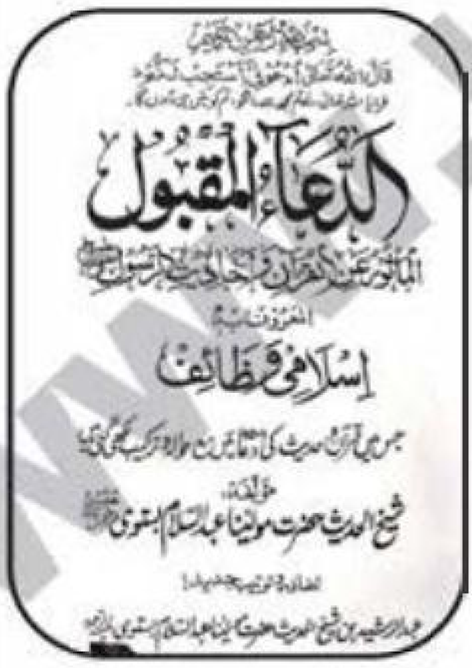

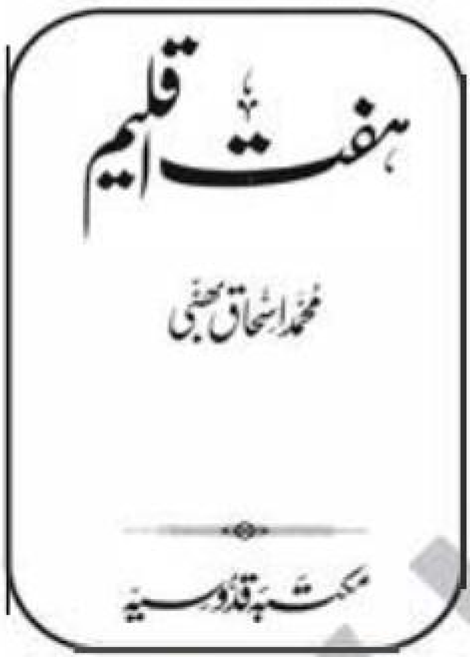

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

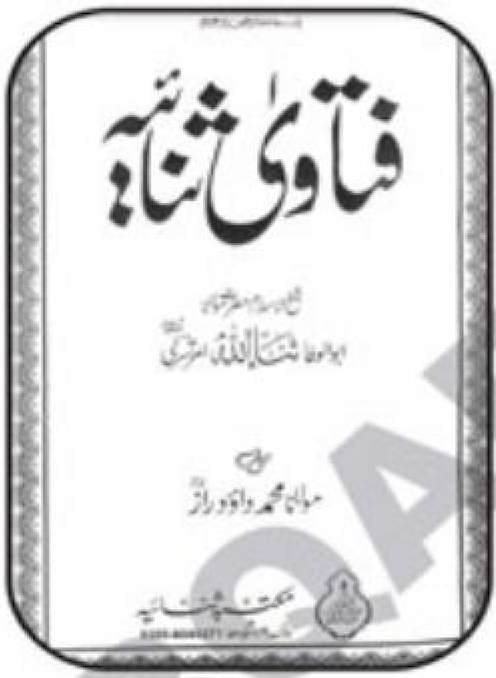

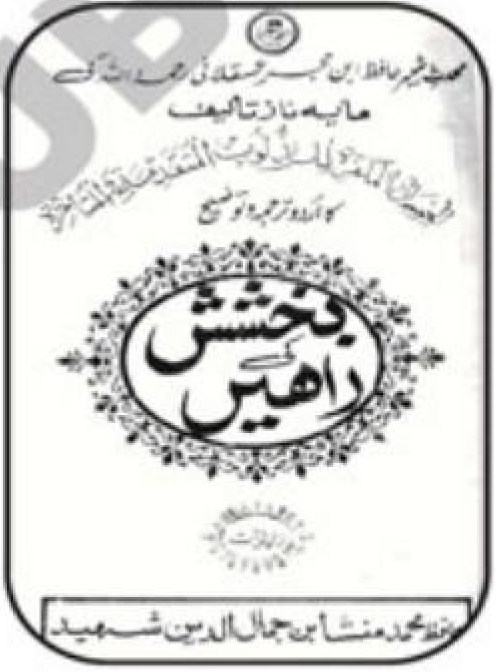

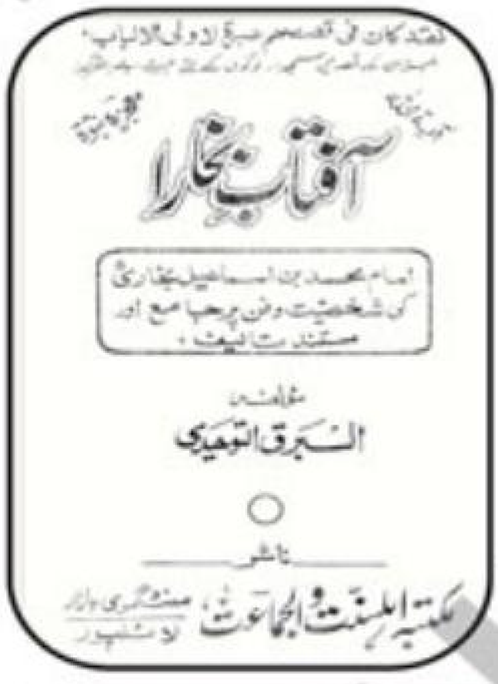

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

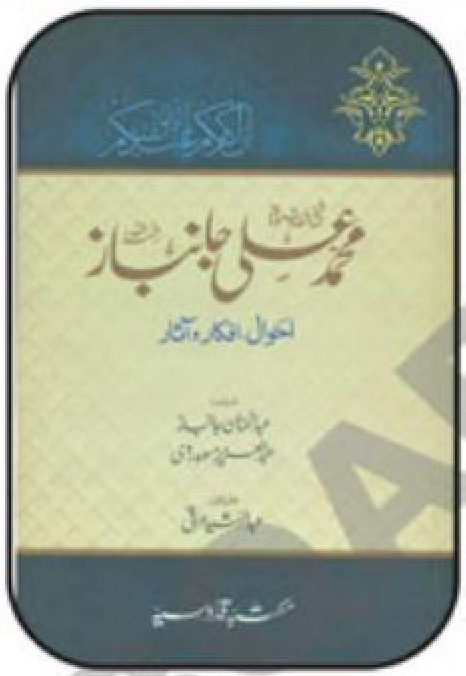

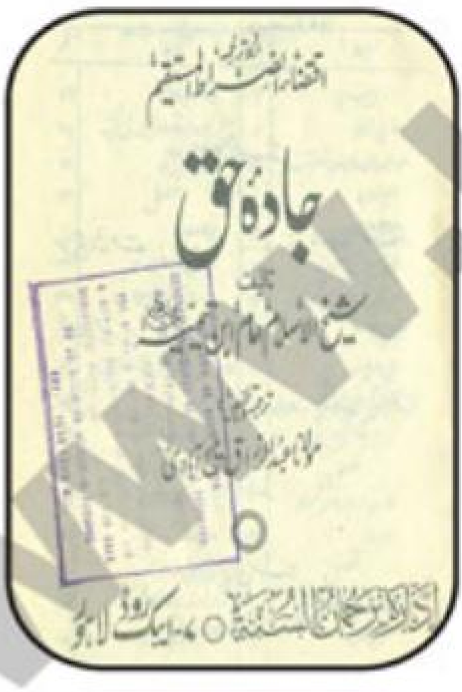

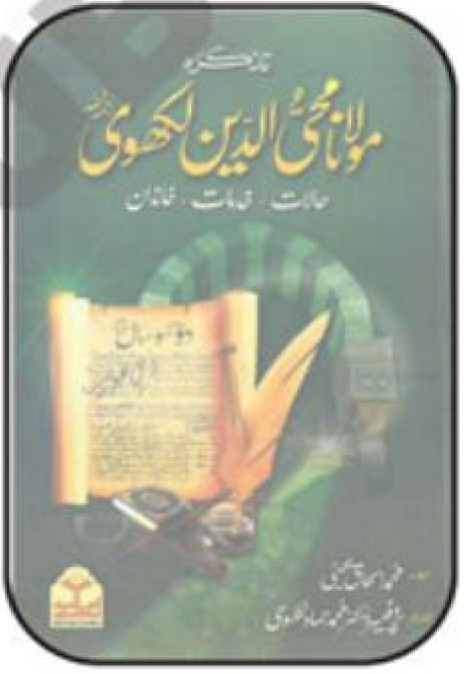

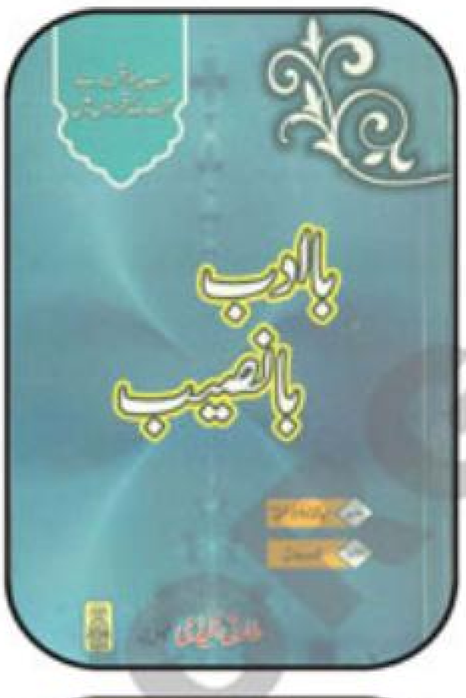

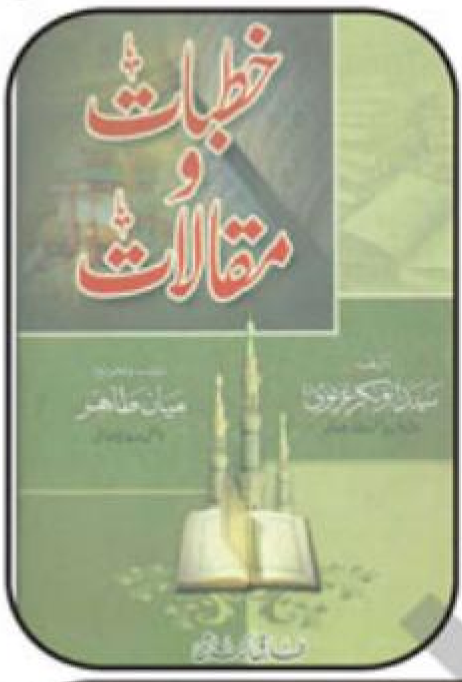

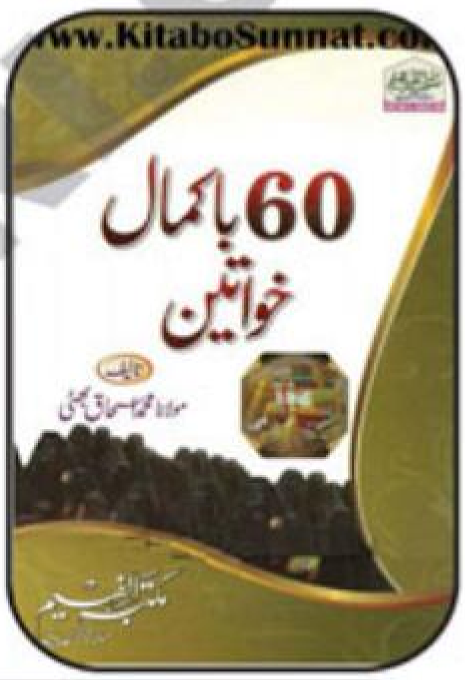

facebook.com/Salfi.tasawuf

ایک مردِ مومن کی فریاد، شکایت اور اصلاح

آج سے چار سال قبل "ہفت روزہ جرار" میں معروف اہلِ حدیث صحافی، کئی کتابوں کے مصنف اور ہفت روزہ جرار کے ایڈیٹر مولانا امیر حمزہ صاحب حفظہ اللہ کی طرف سے "مکی بھائی اور حمزہ بھائی" کے عنوان سے ایک کالم شائع ہوا۔ جس میں نہایت دکھ بھرے لہجے میں اہل حدیث کی موجودہ صورت حال کی حقیقی عکاسی کی گئی تھی۔ اس کالم کا خلاصہ یہ تھا کہ:

گزشتہ دنوں راقم (مولانا امیر حمزہ حفظہ اللہ) اور پروفیسر مولانا عبدالرحمان مکی حفظہ اللہ ایک اجتماع میں خطاب کرنے کیلئے گئے۔ وہاں اہل حدیث حضرات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ ہم دونوں اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں چند نوجوان ہمارے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نوجوان نے نہایت غیر مہذب انداز سے مجھ سے مصافحہ کیا اور بولا: حمزہ بھائی کیا حال ہے؟ میں سوچ میں پڑ گیا کہ یہ نوجوان تو میرے شاگردوں کی عمر کا ہے، لیکن اس کے بولنے کا انداز یوں محسوس ہو رہا ہے، جیسے یہ اپنے چھوٹے بھائی سے بات کر رہا ہے۔ ابھی میں اسی کشمکش میں تھا کہ وہ آگے بڑھا اور پروفیسر عبدالرحمان مکی حفظہ اللہ سے مصافحہ کر کے بولا: مکی بھائی کیا حال ہے؟ پہلے تو میں خاموش تھا، مگر مکی صاحب حفظہ اللہ کی بے ادبی مجھ سے برداشت نہ ہوئی اور میں نے اس نوجوان کو ڈانٹ دیا کہ یہ کیا طریقہ ہے؟ کہنے لگا: جناب! سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہی تو ہیں؟ میں اس کی یہ تشریح سن کر دل ہی دل میں ڈوب گیا کہ موجودہ اہل حدیث کن راہوں پر لگ چکے ہیں اور ہماری نوجوان نسل کا کیا بنے گا؟ ایک بیس بائیس سالہ لڑکا اپنے باپ کی عمر کے معزز علماء کو حمزہ بھائی اور مکی بھائی کہہ کر پکار رہا ہے اور جواب میں قرآنی آیت کو ایسے غلط رنگ میں پیش کر رہا ہے، جیسے ہم اس کے سامنے طالب علم ہوں۔ بہر حال اسی دردِ دل کی وجہ سے میں یہ کالم لکھنے پر مجبور ہوا کہ خدارا ہم اپنے حال کی اصلاح پر توجہ کریں۔ نہیں تو وہ وقت دور نہیں، جب ہمارے اندر یہودیوں والا مزاج رواج پا جائے گا کہ وہ لوگ جن علماء و انبیاءؑ سے دین کا فیض حاصل کرتے تھے، انہی کے در پے آزار ہو جاتے تھے۔ اعاذنا اللہ (بشکریہ: ہفت روزہ جرار)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf